
عمران سیریز
رنگین موت
مظہر کلیم
ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! میری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ایسی کہانیاں پیش کروں جو اپنے پلاٹ، کردار اور انداز کے لحاظ سے پہلے سے منفرد اور انوکھی ہوں۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جارہا ہے۔ مجرم بھی اپنے انداز اور طریقوں میں جدت اپناتے جارہے ہیں۔ اب ایسی مجرم تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جو پوری دنیا کو اپنی شکارگاہ سمجھتی ہیں۔ ان کے کام کرنے کے انداز ایسے انوکھے ہیں کہ پولیس انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروسز اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جاتی ہیں اور مجرم اپنا مشن مکمل کرکے چلے بھی جاتے ہیں۔ موجودہ کہانی بھی ایک ایسی ہی بین الاقوامی مجرموں کی کہانی ہے۔ جن کے کام کرنے کا انداز یکسر منفرد اور یکتا ہے۔ عمران اور سیکرٹ سروس ان کے مقابلے میں بظاہر طفل مکتب دکھائی دیتے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں کے سامنے ملک خوف ناک ترین بحران سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ سوائے اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے کے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن ہر فرعونے را موسیٰ کی طرح ان خوف ناک مجرموں کے راستے کاٹنے والے بھی موجود ہیں۔ اور جب عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی حرکت میں آجائے تو خوف ناک بین الاقوامی مجرم تنظیمیں بھیڑوں کے گلے میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہیں۔ بہرحال عمران کی بے مثال ذہانت اور مجرموں کی عیاری کے درمیان دل کھول کر

مقابلہ ہوا۔ ایسا مقابلہ کہ عمران کی کھوپڑی لٹو کی طرح گھومتی رہ گئی۔ مگر مجرموں کے خوف ناک حربے سرکس کے شعبدوں کی طرح صرف شعبدے ہی رہ گئے۔ بے اثر اور بے نتیجہ۔

یہ کہانی جاسوسی ادب میں ایک منفرد اور علیحدہ ڈگر کی کہانی ہے۔ اور یقین جانیئے اس کہانی میں آپ کو ہر وہ چیز مل جائے گی جس کی ہمیشہ آپ کو خواہش رہی ہے۔ اس میں مزاح کی نیرنگیاں ہیں۔ ایسا مزاح جو آپ کی حس لطیف کو یقیناً گدگدا دے گا۔ جب عمران یونیورسٹی میں داخلہ لے لے تو ظاہر ہے اس یونیورسٹی کا ماحول تو قہقہوں میں بدل ہی جاتا ہے۔

لیکن اس کہانی میں مزاح کے ساتھ ساتھ ایسا خوف ناک اور تیز ترین ایکشن بھی ہے کہ انسان کے اعصاب چیخ جاتے ہیں۔ اور پھر جگہ جگہ بکھری ہوئی سفاک موت کی جھلکیوں نے اس کہانی کو ایسی یادگار اور لاثانی بنا دیا ہے کہ بار بار پڑھنے کے باوجود ایک بار پھر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم کی کہانی ہے جس کا انداز نرالا اور منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ اس قدر خوف ناک ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کے دل بھی خوف سے لرز لرز جاتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ منفرد انداز میں لکھی گئی یہ کہانی جاسوسی ادب کی یادگار کہانیوں میں سر فہرست رہے گی۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

عمران آجکل بالکل فارغ تھا۔ کافی عرصے سے کوئی کیس سامنے نہ آیا تھا۔ اس لئے ہوٹلوں میں آوارہ گردی سے لیکر جادوگری کی دوکان کھولنے تک عمران نے ہر قسم کا شغل اپنا کر دیکھ لیا تھا۔ مگر جلد ہی وہ ہر شغل سے اکتا گیا تھا۔ مجرموں نے تو جیسے ملک میں داخل نہ ہونے کی قسم کھا رکھی تھی۔

عمران بعض اوقات جھنجھلا کر یہ سوچنے لگ جاتا کہ کیوں نہ وہ خود ہی مجرم بن جائے اور اپنے ہی ملک میں تباہی پھیلا دے اور پھر دیکھے کہ اس کی سیکرٹ سروس اسے کیسے ڈھونڈتی ہے۔ مگر بعد میں یہ سوچ کر رہ جاتا کہ اس طرح جو نقصان ہوگا وہ اپنے ہی ملک کا ہوگا اور وہ اپنے ملک کا رتی برابر نقصان بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے بس ہونٹ کاٹ کر رہ جاتا۔

ایک دن وہ یونہی آوارہ گردی کے موڈ میں کار میں سوار یونیورسٹی کی طرف نکل گیا۔ اور پھر جدید ترین لباس میں نوجوانوں کو چہکتے اور رنگین آنچلوں میں لڑکھڑاتے اور مسکراتے شباب کو دیکھ کر اس کے ذہن پر سوار بوریت کی گرد یکدم جھڑ گئی۔ اور اس نے اچانک فیصلہ کر لیا کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے گا۔ بس یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے کار تیزی سے وائس چانسلر کے دفتر کی طرف موڑ دی۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ جیسے ہی نیچے اترا۔ ایک کھلنڈرا

سا نوجوان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ہیلو انکل ——— آپ یہاں کیسے" ——— نوجوان نے قریب آکر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"اوہو ——— گرینڈ فادر آپ ——— کمال ہے ——— معجون شباب آور نے تو آپ کو بالکل جوان بنا دیا ہے" ——— عمران نے حیرت سے دیدے پھاڑتے ہوئے کہا

اور اس کے جواب پر ارد گرد سے بیشمار قہقہے پھوٹ پڑے۔ اور بہت سی نوجوان لڑکیاں اور لڑکے ہنستے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔

"بھئی بہت خوب ——— اس کو کہتے ہیں نہلے پہ دہلا" ——— ایک لڑکی نے شوخ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ لڑکا جس نے عمران کا مذاق اڑانا چاہا تھا جھینپ کر خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ کو تو ایسے مذکر قسم کے محاورے نہیں بولنے چاہئیں ——— آپ کہتیں اسے کہتے ہیں ڈکی پہ تکی" ——— عمران نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ایک بار پھر فضا قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"بھئی پہلے تعارف ہو جانا چاہئے ——— ہاں تو دوست ——— پہلے اپنا تعارف کرائیں" ——— ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعارف ——— تو سنئے حضرات ——— دل تھام کر بلکہ دل کو پکڑ کر اور پکڑیں بھی انتہائی مضبوطی سے ——— بلکہ بہتر ہے کسی مضبوط رسی سے باندھ لیں" عمران کی زبان چل پڑی۔

"کون سی رسی سے ——— نائلون کی یا دھاگے کی" ——— ایک لڑکی نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"اب تو مجبوری ہے کہ نائلون کی رسی ہی استعمال کرنی پڑے گی کیونکہ آپ نے زلفیں کٹوا لی ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے دل کو زلف کی بجائے رسی سے باندھنا سب سے بڑی بدذوقی ہے ——— مگر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر آپ کو کتنی آمدنی ہو جاتی ہے زلفیں کٹوانے سے" ——— عمران نے پوچھا۔

"آمدنی ——— کیسی آمدنی" ——— سب نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھئی ——— بھیڑوں کی اون بڑی قیمت رکھتی ہے۔ اس لئے ہر سال اون کاٹ لی جاتی ہے ——— اب ظاہر ہے یہ محترمات بھی زلفیں کٹواتی ہیں تو کچھ نہ کچھ آمدنی ہوتی ہی ہو گی" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم تو کبھی کبھار ہی بال کٹواتی ہیں ——— مگر آپ تو روزانہ شیو کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ کی آمدنی زیادہ ہونی چاہئے" ——— ایک شوخ سی لڑکی نے جواب دیا۔

"ارے۔ ارے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا ——— خدا کے لئے کسی کو بتانا نہیں کہ یہ کار میں نے داڑھی کے بال فروخت کر کے ہی حاصل کی ہے"۔ عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر فضا قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"بھئی وہ تعارف درمیان میں ہی رہ گیا" ——— ایک لڑکے نے یاد دہانی کرائی۔

"درمیان میں رہ گیا ——— چلو اچھا ہے ——— درمیانی راہ سب سے اچھی ہوتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں جناب ——— پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں" ——— سب نے بیک زبان کہا۔

ہو کر کہا۔

"بھئی بڑا مختصر سا تعارف ہے ـــــ مجھ حقیر فقیر پُر تقصیر کو پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں ـــــ اور میں آپ کی یونیورسٹی میں داخلہ لینے آیا ہوں" ـــــ عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ـــــ سب حیران ہو کر بڑبڑائے۔

"ہاں ـــــ بدقسمتی سے میرے والد صاحب ریاست ڈھمپ کے کنگ ہیں اور میں ان کا اکلوتا لڑکا ـــــ اس لئے مجبوری ہے اور ہماری ریاست میں سب لوگ طویل عمریں رکھتے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ شاید بوڑھے ہونے تک مجھے پرنس ہی رہنا پڑے گا ـــــ کنگ آف ڈھمپ بننے کا فی الحال کوئی امکان نہیں" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تو کیا واقعی ڈھمپ کوئی ریاست ہے" ـــــ ایک لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے ـــــ لوگ ریاست حسین۔ ریاست علی جیسے نام رکھ لیتے ہیں اور کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ـــــ اور ہماری جیتی جاگتی ریاست پر آپ کو یقین ہی نہیں آ رہا" ـــــ عمران نے چہرے پر مصنوعی خفگی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کونسی کلاس میں داخلہ لیں گے" ـــــ ایک لڑکے نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"بھئی جس کلاس میں شوخ لڑکیاں زیادہ ہوں گی" ـــــ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ کو فلسفے کی کلاس میں داخلہ لینا پڑے گا" ـــــ ایک لڑکے نے کہا اور ہر طرف بے اختیار قہقہوں کی پھلجھڑیاں چھوٹ پڑیں۔

"خدا کی پناہ ـــــ فلسفہ ـــــ ارے توبہ میری توبہ ـــــ کنگ آف ڈھمپ کی توبہ ـــــ گرینڈ کنگ آف ڈھمپ کی توبہ ـــــ کیوں آپ مجھے شہزادگی کی پوسٹ سے ہٹوانا چاہتے ہیں ـــــ میرے والد کو فلسفہ سے بڑی چڑ ہے" ـــــ عمران نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ فیصلہ ہو گیا ـــــ آپ انگلش میں داخلہ لے لیں ـــــ کم سے کم ڈھمپ میں انگریزی بول کر رعب تو ڈال ہی سکیں گے" ـــــ ایک لڑکی نے تجویز پیش کی۔

"انگلش ـــــ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ واقعی بہت اچھی تجویز ہے۔ مم ـــــ مگر ـــــ ایک بات ہے ـــــ مجھے انگریزی نہیں آتی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اردو میں انگریزی پڑھ سکوں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اپنے پیچھے قہقہوں کی گونج چھوڑتا ہوا وہ وائس چانسلر کے دفتر کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔

اسے انتہائی تیز رفتاری سے بڑھتا دیکھ کر دروازے کے باہر بیٹھا ہوا چپڑاسی چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے ـــــ کس سے ملنا ہے" ـــــ چپڑاسی نے عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں تو آپ سے ملنے آیا تھا ـــــ السلام علیکم" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور پھر چپڑاسی کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی مصافحہ

کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ارے۔ ارے۔ وعلیکم السلام ـــــ مگر تم" ـــــ چپڑاسی اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا۔

"ارے چچا ـــ مجھے نہیں پہچانا ـــــ میں کلوا قصائی کا لونڈا شبراتی ہوں ـــــ شبراتی" ـــــ عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کلوا قصائی ـــــ شبراتی" ـــــ چپڑاسی شاید ذہن پہ زور دینے میں مصروف ہو گیا تھا اور عمران کو اسی موقعے کی تلاش تھی ـــــ اس نے دفتر کا پردہ اٹھایا اور سڑاپ سے اندر داخل ہو گیا تھا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز کے پیچھے یونیورسٹی کے وائس چانسلر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ لکھنے میں مصروف تھے کہ عمران کی آواز سن کر انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔

"السلام علیکم یا وائس چانسلر صاحب" ـــــ عمران تقریباً بھاگتا ہوا میز کے قریب آیا اور پھر یوں ٹھٹھک کر رک گیا جیسے چابی والے کھلونے کی چابی یکدم ختم ہو گئی ہو۔

"ارے۔ ارے۔ باہر نکلو ـــــ میں کسی کلوے قصائی کو نہیں جانتا"۔

اچانک چپڑاسی چیختا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے ـــــ کیوں شور مچا رہے ہو" ـــــ وائس چانسلر نے کرخت لہجے میں چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ـــــ جناب ـــــ یہ کہتا ہے کہ میں کلوے قصائی کا لونڈا ہوں شبراتی ـــــ تم سے ملنے آیا ہوں۔ جبکہ میں کسی کلوے قصائی کو نہیں جانتا"۔ چپڑاسی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو کلوے قصائی کو نہیں جانتے تو خیر کنجڑے کو تو جانتے ہی ہو گے۔ وہی جس سے تم سبزی ادھار لیا کرتے ہو" ـــــ عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں" ـــــ وائس چانسلر صاحب اس بار عمران سے مخاطب ہو کر بولے۔ ان کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"آپ اسے باہر بھیجیں تو میں اپنا تعارف کراؤں ـــــ یہ تو عزرائیل کی طرح سر پہ چڑھا جا رہا ہے" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

وائس چانسلر صاحب ایک لمحے کے لئے تذبذب کے عالم میں عمران کو دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے چپڑاسی کو ہاتھ سے باہر جانے کا اشارہ کیا اور بوڑھا چپڑاسی بڑبڑاتا ہوا دفتر سے باہر نکل گیا۔

"فرمایئے" ـــــ وائس چانسلر صاحب نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فرماتا ہوں جناب ـــــ جلدی کیا ہے ـــــ پہلے یہ بتایئے کہ ایئر چانسلر صاحب کہاں ہیں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ایئر چانسلر ـــــ کیا مطلب ہے ـــــ میں سمجھا نہیں" ـــــ وائس چانسلر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تو ان کی وائس یعنی آواز ہیں ـــــ آپ تو صرف بول سکتے ہیں، سن نہیں سکتے ـــــ اس لئے میں ایئر چانسلر یعنی چانسلر صاحب کے کانوں کے متعلق پوچھ رہا ہوں تاکہ انہیں اپنی بات سنا سکوں" ـــــ عمران نے بڑے سادہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یوگڈ آرٹ ۔۔۔ نان سنس" ۔۔۔ وائس چانسلر صاحب اچانک غصے سے پھٹ پڑے۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی یوں دفتر میں آ کر ان کا مذاق اڑائے گا۔

"ارے ۔۔۔ آپ بالکل ٹھیک سمجھے ہیں ۔۔۔ میں اسی کلاس میں داخلہ لینا چاہتا ہوں ۔۔۔ یعنی کہ اسی زبان کی کلاس میں جو آپ نے ابھی ابھی بولی ہے" ۔۔۔ عمران نے خوش ہو کر باقاعدہ تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے ۔۔۔ کیا تم پاگل ہو" ۔۔۔ وائس چانسلر کے لہجے میں شدید جھنجھلاہٹ تھی۔

"مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں جناب ۔۔۔ اور میں یونیورسٹی میں داخلہ لینے آیا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ۔۔۔ وائس چانسلر نے چونک کر کہا۔ وہ چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتے رہے۔

"آپ یقین کریں ۔۔۔ میں مذاق نہیں کر رہا ۔۔۔ بس طبیعت ذرا مزاحیہ پائی ہے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

وائس چانسلر صاحب خاموش رہے ۔۔۔ وہ کچھ سوچ رہے تھے۔

پھر انہوں نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔

"سر سلطان ۔۔۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سے بات کراؤ" ۔۔۔ انہوں نے پی اے کو ہدایت کی اور رسیور رکھ دیا۔

"ارے ۔ ارے ۔ باپ رے ۔۔۔ یہ آپ نے کیا کر دیا ۔۔۔ میں چلا جاتا ہوں جناب ۔۔۔ خدا کے لئے ۔۔۔ کیوں میری کم بختی بلوا رہے ہیں" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو ۔۔۔ بیٹھو ۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم سے یوں اچانک ملاقات ہو گئی" ۔۔۔ وائس چانسلر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران دھم سے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ہلکی آواز سے بجی اور وائس چانسلر صاحب نے رسیور اٹھا لیا۔

"سر سلطان سے بات کیجئے جناب" ۔۔۔ پی اے نے دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو ۔۔۔ راشد علی بول رہا ہوں جناب ۔۔۔ ایک صاحب میرے پاس پہنچے ہیں جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بتلاتے ہیں ۔۔۔ آپ نے ایک بار پرنس آف ڈھمپ کا ذکر کیا تھا ۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے تصدیق کر لوں" ۔۔۔ وائس چانسلر راشد علی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔ اور تمہارے پاس ۔۔۔ ذرا رسیور دینا اسے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

اور پھر وائس چانسلر نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا

"یس ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے ۔۔۔ یہ تم یونیورسٹی کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"عمر رفتہ کو آواز دینے کے لئے جناب ۔۔۔ میں ایم اے انگلش کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اوہ ——— کوئی خاص چکر ہے" ——— سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

"جناب چکر تو کوئی نہیں ——— اب تک تو میں یہی سمجھتا رہا کہ ہمارے ملک کی قومی زبان اردو ہے اور یہ قومی زبان جلد ہی سرکاری بھی بن جائے گی اس لئے اردو زبان پر ہی زور دیتا رہا ——— مگر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اردو بس قومی ہی رہ جائے گی۔ سرکاری دربار میں اس کی رسائی مشکل ہے اس لئے مجبوراً انگریزی پڑھنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ کوئی ڈھنگ کی نوکری مل سکے۔ اور آپ جانتے ہیں ——— بڑے بڑے قابل نوجوان انٹرویو کے وقت انگریزی نہ بول سکنے کی وجہ سے رہ جاتے ہیں اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارتے ہیں ——— اس لئے مجبوری ہے ——— پلیز سفارش کر دیجئے" عمران نے کہا اور رسیور وائس چانسلر کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو راشد علی ——— بھئی یہ واقعی پرنس آف ڈھمپ ہے ——— مگر تم کیسے پہچانتے ہو" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"اوہ ——— ایک محفل میں یونہی ذکر آ گیا تھا اور آپ نے ملکی خدمات کے سلسلے میں ان کی تعریف کی تھی ——— چونکہ نام عجیب و غریب تھا۔ اس لئے میں نے آپ سے ریاست ڈھمپ کا حدود اربعہ پوچھا تھا جس پر آپ نے تفصیل بتائی تھی کہ یہ اصل نام نہیں ہے ——— بس اچانک جب انہوں نے پرنس آف ڈھمپ کے نام سے تعارف کرایا تو مجھے آپ یاد آ گئے" ——— وائس چانسلر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو اچھا ہے تم نے پہچان لیا ——— بہرحال یہ کسی خاص چکر میں تمہارے پاس آیا ہو گا ——— اس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنا۔ یہی ہم سب کیلئے

بہتر ہو گا" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں سمجھتا ہوں ——— اچھا خدا حافظ" ——— وائس چانسلر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ہاں تو جناب پرنس آف ڈھمپ صاحب ——— آپ ایم اے انگلش میں داخلہ لینا چاہتے ہیں" ——— وائس چانسلر نے اس بار مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر داخلہ کے بغیر ڈگری مل سکتی ہو تو زیادہ بہتر ہے ——— ورنہ دوسری صورت میں مجبوری ہے" ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"مگر اصل چکر کیا ہے ——— پہلے میں یہ پوچھنا چاہوں گا" ——— وائس چانسلر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پوچھیں ——— ضرور پوچھیں ——— آپ کو پوچھنے سے کون روک سکتا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تو بتاؤ" ——— وائس چانسلر نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اصل چکر" ——— وائس چانسلر اور زیادہ جھنجھلا گئے۔

"پہلے آپ نقل چکر بتا دیں ——— پھر میں اصل چکر بتا دوں گا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ کون سا چکر اصلی ہے اور کون سا نقلی ——— جو میں بتاؤں آپ کہیں کہ نقلی ہے ——— پھر میں کیا کروں گا" ——— عمران نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے تم بتانا نہیں چاہتے ——— ٹھیک ہے تمہاری مرضی ——— میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا" ——— وائس چانسلر نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے کہا۔ مگر ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کوئی چکر نہیں ہے جناب ——— آپ وہم نہ کریں ——— بس دماغ بیٹھے بیٹھے اکتا گیا تو یہاں چلا آیا کہ کچھ وقت ہنسی خوشی گزر جائے گا" ——— عمران نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

اور یہی حقیقت بھی تھی ——— مگر ظاہر ہے وائس چانسلر کو عمران کی بات پر کیسے یقین آجاتا جبکہ سر سلطان کی زبانی وہ اس کی حقیقت کو کسی حد تک جان چکے تھے۔

انہوں نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے گھنٹی بجائی۔ وہی بوڑھا چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"شعبہ انگلش کے ہیڈ کلرک کو بلاؤ ——— انہیں کہو کہ فارم داخلہ بھی لیتے آئیں" ——— وائس چانسلر نے کہا اور چپڑاسی سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے بعد انہوں نے رسیور اٹھا کر پی اے سے شعبہ انگلش کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ پروفیسر اکرم کو دفتر بھیجنے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بڑے مودبانہ لہجے میں ایک فارم وائس چانسلر کے سامنے رکھ دیا اور خود واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بزرگ سی شخصیت اندر داخل ہوئی۔ وہ چہرے مہرے سے ہی پروفیسر ٹائپ کی چیز لگ رہے تھے۔

عمران ان کے اندر آتے ہی احتراماً یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے چوتھی جماعت کے بچے ماسٹر کے کلاس میں داخل ہوتے ہی سٹینڈ اپ ہو جاتے ہیں۔

"بیٹھئے ——— بیٹھئے" ——— پروفیسر اکرم نے حیران ہوتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا" ——— پروفیسر نے وائس چانسلر صاحب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ——— یہ صاحب آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں ——— میں نے سوچا آپ سے تعارف ہو جائے" ——— وائس چانسلر نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ——— پروفیسر اکرم نے موٹے شیشوں کی عینک کے پیچھے سے گھور کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران ایک بار پھر جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

"تشریف رکھیے" ——— پروفیسر اکرم نے بوکھلا کر کہا۔ اور عمران دوبارہ ایک جھٹکے سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ فارم پُر کر دیجئے" ——— وائس چانسلر نے فارم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مگر ——— یہ تو انگریزی میں ہے۔ مم ..... مجھے تو انگریزی نہیں آتی ——— انگریزی سیکھنے کے لئے تو میں داخلہ لے رہا ہوں"۔ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— آپ کو انگریزی نہیں آتی اور آپ ایم اے انگلش میں داخلہ لینے آئے ہیں" ——— پروفیسر اکرم حیرت کی شدت سے اچھل پڑے۔

"جی ہاں ——— آپ درست کہہ رہے ہیں" ——— عمران نے بڑے معصوم لہجے میں جواب دیا۔

"پروفیسر ——— آپ ان کی باتوں پر نہ جائیں ——— یہ کوئی اور چکر ہے۔ یہ فارم لیجئے اور ان سے کوائف پوچھ کر خود پُر کر لیجئے" ——— وائس چانسلر نے

پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ساتھ ہی فارم بھی ان کی طرف بڑھا دیا
"چکر ـــ میں سمجھا نہیں" ـــ پروفیسر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"اگر جناب چکر سمجھ میں آجائے تو اسے چکر نہیں کون چکر کہتے ہیں
آپ کی اردو کمزور معلوم ہوتی ہے ـــ آپ ایم اے اردو میں داخلہ
لے لیں" ـــ عمران نے پروفیسر اکرم کو بڑے خلوص سے مشورہ دیتے
ہوئے کہا۔
"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں" ـــ پروفیسر اکرم ہتھے سے ہی اکھڑ
گیا۔
"نہیں جناب ـــ بھلا میری یہ مجال کہاں کہ میں مذاق اڑاؤں ـــ
میں تو پتنگ اڑا سکتا ہوں ـــ کبوتر اڑا سکتا ہوں، جہاز اڑا سکتا ہوں
ہاتھوں کے طوطے اڑا سکتا ہوں۔ کسی کو چٹکیوں میں اڑا سکتا ہوں ـــ
مذاق جیسی بھاری شئے بھلا مجھ سے اٹھ سکتی ہے" ـــ عمران نے دونوں
ہاتھوں کو کراس پوزیشن میں لاتے ہوئے کان پکڑ لیے۔
"پروفیسر ـــ وقت ضائع نہ کیجیے ـــ فارم پُر کیجیے" ـــ وائس چانسلر
نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔
"اور مسٹر ـــ آپ بھی ان کا احترام کیجیے ـــ یہ استاد ہیں" ـــ
وائس چانسلر نے عمران کو فہمائش کرتے ہوئے کہا۔
اور عمران وائس چانسلر کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا
دوسرے لمحے اس نے جھک کر پروفیسر اکرم کے پیر پکڑ لیے۔
"ارے ـــ ارے ـــ یہ آپ کیا کر رہے ہیں" ـــ پروفیسر
اکرم نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"احترام کر رہا ہوں جناب ـــ آپ بیٹھے رہیں ورنہ گر پڑیں گے اور
مجھے احترام کو اٹھا کر کرسی پر بٹھانا پڑے گا" ـــ عمران نے کہا
اور وائس چانسلر بے اختیار ہنس پڑے۔
"بھئی بہت عجیب شئے ہو تم ـــ آرام سے کرسی پر بیٹھو" ـــ وائس
چانسلر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران اٹھ کر خاموشی سے واپس کرسی پر آبیٹھا۔
اس کے چہرے سے یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ جبکہ
پروفیسر اکرم کا چہرہ خجالت سے سرخ پڑ گیا تھا۔
"نام بتائیے" ـــ پروفیسر نے پن جیب سے نکال کر کھولتے ہوئے پوچھا
"پرنس آف ڈھمپ" ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔
"پرنس آف ڈھمپ ـــ یعنی" ـــ پروفیسر نے چونک کر کچھ کہنا چاہا۔
"چونکیے نہیں ـــ بس لکھتے جائیے" ـــ وائس چانسلر نے ہاتھ اٹھاتے
ہوئے کہا۔ اور پروفیسر نے فارم پُر کرنا شروع کر دیا۔
"آپ کے والد صاحب کا نام" ـــ پروفیسر نے دوبارہ پوچھا۔
"کنگ آف ڈھمپ" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا
پروفیسر ایک لمحے کے لئے جھجکے مگر پھر انہوں نے لکھنا شروع کر دیا۔
"ذات" ـــ پروفیسر نے پوچھا۔
"میراثی" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا
"کیا بکواس ہے" ـــ پروفیسر اکرم نے غصے سے فارم ایک طرف
پھینکتے ہوئے کہا۔
"جناب ـــ اس میں مذاق کا کون سا پہلو ہے ـــ آپ نے ذات
پوچھی ـــ میں نے بتا دی" ـــ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ ہوتے

ہوئے پوچھا۔

"مگر میراثی" ـــــ پروفیسر نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"جناب ـــــ میراثی ـــــ میراث سے نکلا ہے ـــــ اور ہم سب آدم کی میراث ہیں ـــــ اس لئے میراثی ہیں ـــــ یعنی یہ ذات تو انٹرنیشنل قسم کی ذات ہے ـــــ اسے مخفف کر دیجئے تو میر بن جاتا ہے، اور آپ جانتے ہیں میر' سید کو کہتے ہیں اور سید سردار کو کہتے ہیں اور سردار وہ ہوتا ہے جو سر رکھتا ہے جیسے میر سلطان وغیرہ ـــــ اور دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کا سر' دار پر چڑھنے کے قابل ہو۔ اور دار پر وہ چڑھتے ہیں جن میں بلا کی جرات ہو ـــــ اور جرات ایک ایسی صفت ہے جو قطعاً نایاب ہے اور آپ کی یونیورسٹی کے مونوگرام میں بھی جرات، دیانت، امانت قسم کے الفاظ یقیناً موجود ہوں گے ـــــ اس لئے ...." عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح جب چل نکلی تو ظاہر ہے رکنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"بس ـــ بس ـــ ہم سمجھ گئے ـــ پروفیسر صاحب ـــ آپ میراثی کی بجائے ذات ڈھمپ لکھ دیجئے" ـــ وائس چانسلر نے اسے درمیان میں روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں ـــ جو مرضی آئے لکھ دیجئے ـــ بڑی ذات تو اللہ کی ہے اور پھر ذات میں کیا رکھا ہے ـــ سب انسان ہیں ـــ ویسے وائس چانسلر صاحب! ـــ میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کالم کو فارم میں سے نکال ہی دیں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے بی اے کس سن میں کیا تھا" ـــ پروفیسر اکرم نے جھنجھلاتے ہوئے فارم دوبارہ اپنی طرف کھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سن ـــ یعنی آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی زبان میں کس سورج میں ـــ ویسے اتنا تو آپ کو علم ہی ہوگا کہ ابھی سورج میں کوئی کالج قائم نہیں ہوا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پروفیسر اکرم سے اب مزید برداشت نہ ہو سکا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں اس سے زیادہ توہین برداشت نہیں کر سکتا" ـــ پروفیسر اکرم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر پیر پٹختے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ارے ـــ تو اس سے کم برداشت کر لیجئے ـــ ویسے بھی زیادتی ہر چیز کی بری ہوتی ہے" ـــ عمران نے کہا مگر پروفیسر اکرم تیزی سے باہر نکل گئے۔

"پرنس آف ڈھمپ ـــ اب یہی ایک صورت ہے کہ جو آپ چاہیں، کرتے رہیں بس سمجھ لیجئے کہ آپ کو داخلہ مل گیا ـــ آپ کا فارم بھرنا کسی کے بس میں نہیں" ـــ وائس چانسلر صاحب نے فارم اٹھا کر اس کے نیچے دستخط کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب ـــ اور جناب ہوسٹل میں ایک کمرہ بھی دلا دیجئے ـــ میں خانہ بدوش قسم کا آدمی ہوں ـــ ساری عمر فٹ پاتھوں پر گزری ہے۔ چلو اس بہانے کمرے میں رہنے کی حسرت بھی پوری ہو جائے گی" عمران نے باقاعدہ تسلیمات بجالاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ہوسٹل کے وارڈن کے پاس چلے جائیے۔ میں انہیں کہہ دوں گا" ـــ وائس چانسلر بھی شاید اب پیچھا چھڑانے کے موڈ میں تھے۔

"اچھا جناب ——— بس اب کل سے یونیورسٹی حاضر ہو جاؤں گا ——— اب اجازت دیجئے ——— ابھی میں نے اس پریس کا بھی پتہ کرنا ہے۔ جہاں آپ کی یونیورسٹی کی ڈگریاں چھپتی ہیں ——— نجانے وہ مشین میں کتنے پہیوں میں راضی ہو ورنہ پروفیسر اکرم تو مجھے ڈگری دینے سے رہے ——— اچھا خدا میرا حافظ"۔ عمران نے زبردستی وائس چانسلر کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دفتر سے باہر نکلتا چلا گیا۔



سرسبز پہاڑوں میں گھری ہوئی خوبصورت جھیل کے کنارے دو خیمے نصب تھے۔ اور جھیل کے کنارے پر پھیلی ہوئی دھوپ میں سیکرٹ سروس کے سارے ممبران خوش فعلیوں میں مصروف تھے۔ صفدر، چوہان، صدیقی اور کیپٹن شکیل کے درمیان تاش کی بازی جمی ہوئی تھی ——— جبکہ تنویر، جولیا کے خیمے میں بیٹھا اسے رومانی شعر سنانے میں مصروف تھا۔

یہ پورا گروپ ایکسٹو سے اجازت لے کر پچھلے دو روز سے سکالا جھیل پر تفریح کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔ وہ جوزف کو بھی اپنے ہمراہ لے آئے تھے اور جوزف اس وقت جولیا کے خیمے کے دروازے پر کھڑا برے برے منہ بنا رہا تھا۔ اسے تنویر کے عشقیہ شعر زہر لگ رہے تھے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ تنویر

کی گردن مروڑ دے۔ مگر جولیا چونکہ خلاف توقع بڑی دلچسپی سے تنویر کے شعر سن رہی تھی۔ اس لئے وہ اپنے آپ پر جبر کئے خاموش کھڑا تھا اور جب تنویر کی شعر و شاعری بڑھتی ہی گئی تو اس سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر آ گیا۔

"اب آپ اپنی شعر و شاعری بند کر دیں ——— میں اس بیہودگی کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا" ——— جوزف نے انتہائی سخت لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ——— تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھے ٹوکو ——— میں تمہاری گردن مروڑ دوں گا ——— کالے سوّر" ——— تنویر اس مداخلت بیجا پہ بتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"سوّر کالا ہو یا سفید سوّر ہی ہوتا ہے ——— اور باقی رہ گئی گردن مروڑنے والی بات ——— تو تم جیسے مچھر بس عورتوں کو شعر ہی سنا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے" ——— جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت ——— تم مجھے چیلنج کر رہے ہو ——— مجھے مچھر کہہ رہے ہو ——— مجھے ——— یعنی تنویر کو ......" تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ وہ بھلا جولیا کے سامنے اپنی بے عزتی کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

"ہاں ——— میں چیلنج کر رہا ہوں ——— اگر تم میں واقعی جرأت ہے تو میدان میں آجاؤ ——— مجھے یقین ہے۔ اس کے بعد تمہارے دماغ سے رومانی شعر ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے" ——— جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ارے - ارے ——— یہ کیا کر رہے ہو تم ——— یہاں ہم تفریح

کے لئے آئے ہیں ——— لڑنے کے لئے نہیں" ——— جولیا نے اچانک اٹھ کر درمیان میں آتے ہوئے کہا۔

"درمیان سے ہٹ جاؤ جولیا ——— میں آج اس کا خاتمہ کر کے چھوڑوں گا ——— عمران نے اس گھٹیا آدمی کو ضرورت سے زیادہ سر چڑھا رکھا ہے" ——— تنویر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں کہنا چاہتا ہوں کہ باس نے تم جیسے نخچے کو خواہ مخواہ دم چھلا بنا رکھا ہے" ——— جوزف آج کچھ زیادہ ہی موڈ میں معلوم ہوتا

"اوہ ——— اوہ ——— ہٹ جاؤ جولیا ——— میں اس کا خون پی جاؤں گا" ——— تنویر نے جولیا کو زبردستی ایک طرف دھکیلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"صفدر ——— شکیل ——— جلدی آؤ" ——— اچانک جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ دونوں پاگل ہیں اور اگر یہ لڑ پڑے تو ان میں سے ایک کی موت یقینی ہے۔

صفدر اور شکیل تک جولیا کی چیخ پہنچ گئی اور وہ سب ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ دوڑتے ہوئے خیمے میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا ——— کیا بات ہے" ——— صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس کالے کا خون پی جاؤں گا ——— اس نے مجھے زنخا کہا۔ میں اسے گولی مار دوں گا" ——— تنویر نے زبردستی جولیا کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے پھڑپھڑا رہا تھا۔

"کیا بات ہے ——— ہوش میں آؤ ——— کیا ہم لڑنے کے لئے یہاں آئے

کیا بات ہے جوزف" ——— صفدر نے ان دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔

"یہ مجھے کالا سوّر کہہ رہا ہے ——— یہ مچھّر ——— اور پھر یہ مِسّی کو عشقیہ شعر سنا رہا تھا ——— ہے ہی زنخا ——— میں نے جھوٹ تو نہیں کہا" ——— جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں ہٹ جاؤ درمیان سے ——— میں اس کا خون پی جاؤں گا ہٹ جاؤ" ——— تنویر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے صفدر کو ایک طرف دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— اگر تم لڑنا چاہتے ہو تو خیمے سے باہر نکلو ——— ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے" ——— صفدر نے اچانک کہا ——— اسے معلوم تھا کہ اب تنویر باز نہیں آئے گا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ چلو یہ بھی ایک تفریح ہی سہی۔ اسے معلوم تھا کہ جوزف، عمران کا پروردہ ہے اس لئے تنویر سے کم نہیں پڑے گا۔ اور جب یہ دونوں لڑتے لڑتے تھک جائیں گے تو معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔

"ہاں ٹھیک ہے ——— چلو ——— مگر میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے" ——— تنویر نے کہا۔

"ہوں ——— زندہ نہ چھوڑوں گا ——— تم بس عورتوں کو شعر سناؤ۔ لڑنا تمہارے بس کی بات نہیں" ——— جوزف نے اسے چڑاتے ہوئے کہا اور تنویر ایک بار پھر بے قابو ہو گیا۔

"جوزف ——— زبان چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ——— تم بھی اپنی طاقت آزما لو ——— تنویر تم سے کم نہیں ہے" ——— اچانک جولیا نے کہا۔ وہ بھی شاید تفریح کے موڈ میں تھی۔

اور پھر فیصلہ ہو گیا کہ وہ دونوں خیمے سے باہر خالی ہاتھ ایک دوسرے کا

مقابلہ کریں گے۔ اور دونوں میں سے جب کوئی ایک فریق شکست مان لے گا تو معاملہ ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ وہ سب خیمے سے باہر آگئے۔ خالی جگہ پر وہ سب ایک دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ اور تنویر اور جوزف پہلوانوں کی طرح خالی جگہ پر دھکیل دیئے گئے ——— تنویر کا غصے سے برا حال تھا جبکہ جوزف بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"ہاں بھئی ——— اب فیصلہ ہو جائے کہ تم میں سے بہادر کون ہے" ——— چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے تنویر نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ مگر جوزف انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور تنویر اپنے ہی زور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے جوزف کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار کیا۔ جوزف کو شاید تنویر کے اس طرح اچانک پلٹنے کی امید نہ تھی۔ اس لیے وہ اس خوفناک وار سے بچ نہ سکا اور الٹ کر نیچے زمین پر جا گرا۔ دوسرے لمحے تنویر نے اسے چھاپ لیا۔ اس کے دونوں بازو مشین کی طرح اس کے چہرے پر مکے برسانے لگے۔

"بہت اچھے تنویر ——— گڈ شو" ——— سب نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے جوزف نے ایک جھرجھری لی۔ اس کی وحشت جاگ اٹھی تھی اس نے پوری قوت سے تنویر کو ایک طرف اچھال دیا۔

اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب جوزف کی آنکھوں میں خون کی چمک ابھر آئی تھی۔ اس کا چہرہ تنویر کی بھرپور ضربات سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اور خون رس رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ تنویر کوئی حرکت کرتا۔ جوزف کا دایاں بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تنویر چیختا ہوا دو فٹ دور جا گرا۔ جوزف کا مکہ پوری قوت سے تنویر کے چہرے پر پڑا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ تنویر اٹھتا جوزف اچھل کر اس پر جا گرا۔ تنویر نے تیزی سے کروٹ لے کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر جوزف کے دماغ پر تو جھپکلی سوار تھی۔ اس نے پھرتی سے جسم کو آگے بڑھایا اور تنویر اس کے جسم کے نیچے دبتا چلا گیا۔

جوزف نے اس کے اوپر گرتے ہی دونوں گھٹنے جوڑے اور پوری قوت سے تنویر کی پسلیوں میں مار دیئے۔ تنویر کے حلق سے ایک چیخ سی نکلی اور وہ بل کھا کر رہ گیا۔

جوزف نے تنویر کا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ ٹکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی شدید تھی کہ تنویر نے بے اختیار سر مارنا شروع کر دیا۔

جوزف نے ایک اور مکہ اس کی گردن پر مارنا چاہا۔ مگر تنویر اب سنبھل گیا تھا۔ اس نے دونوں پیر سمیٹے اور پھر پوری قوت سے جوزف کے سینے پر مارے اور جوزف الٹ کر ریت پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف سنبھلتا۔ تنویر پلٹ کر اس کے اوپر جا گرا۔ اور اس نے بھی جواب میں پوری قوت سے جوزف کے چہرے پر ٹکر جما دی۔ جوزف نے جواب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پوری قوت سے گھٹنا مار دیا۔ اور تنویر ایک بار پھر کراہ کر بل کھانے لگا۔

پھر جوزف ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے پوری قوت سے بوٹ کی ٹھوکریں تنویر کی پسلیوں میں مارنی شروع کر دیں۔ اچانک تنویر نے اس

کی ٹانگ پکڑی اور پوری قوت سے مروڑ دی۔ اور جوزف بل کھا کر نیچے گر گیا۔ تنویر نے اٹھ کر اس کی ٹانگ توڑنے کی کوشش کی مگر جوزف نے دوسری ٹانگ کی بھرپور ضرب لگائی اور تنویر ایک طرف جا گرا اور پھر دونوں ہی سپرنگوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بس ۔۔۔ بس ۔۔۔ بھئی دونوں برابر ۔۔۔ مقابلہ ہار جیت کے فیصلہ کے بغیر ختم کیا جاتا ہے" ۔۔۔ اچانک صفدر بھاگ کر ان دونوں کے درمیان آگیا۔

اور پھر باقی ساتھی بھی آگے بڑھ آئے۔ اور چونکہ تنویر کا غصہ بھی اب ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اس لئے اس نے بھی لڑنے کی کوشش نہیں کی۔

اور پھر جب جولیا نے تنویر کو خیمے میں لا کر اس کی مرہم پٹی کرنی شروع کی تو اس کا سارا غصہ ہی کافور ہو گیا۔

"صفدر درمیان میں نہ آتا تو آج جوزف واقعی میرے ہاتھوں مر جاتا" تنویر نے حلق سے نکلنے والی بے اختیار سسکی پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے ۔۔۔ تمہاری لڑائی کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ کیا بتاؤں ۔۔۔ جی چاہتا تھا کہ بس تم اسی طرح لڑتے رہو" ۔۔۔ جولیا نے ہنسی دباتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

جیسے ہی جولیا مرہم پٹی سے فارغ ہوئی۔ اچانک اس کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی سے ایک پن نکلی اور اس نے اس کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔

جولیا نے بوکھلا کر گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے گھڑی کے

ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔ ایکسٹو سپیکنگ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجی۔

"جولیا سپیکنگ اوور" ۔۔۔ جولیا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بس جناب ۔۔۔ تفریح ہو رہی ہے ۔۔۔ ابھی ابھی تنویر اور جوزف کا مقابلہ ختم ہوا ہے اور میں تنویر کی مرہم پٹی کر رہی تھی ۔۔۔ اوور"۔ جولیا نے جواب میں ہنستے ہوئے کہا۔

"کس بات پر مقابلہ ہو رہا تھا ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ یکدم سخت ہو گیا۔

"وہ جناب ۔۔۔ بس یونہی ۔۔۔ تفریحاً جناب ۔۔۔ کوئی خاص بات نہ تھی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔۔۔ جوزف کو فوراً واپس بھیج دو ۔۔۔ اسے کہو کہ عمران کو رپورٹ کرے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ جولیا نے پوچھا

"اگر تمہارا پکنک سے جی بھر گیا ہو تو واپس چلے آؤ ۔۔۔ اور عمران سے ملو ۔۔۔ اس نے ایک نئی تفریح ڈھونڈ لی ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ تفریح تمہارے لئے بھی نئی ثابت ہو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کے لہجے میں ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"وہ کونسی تفریح ہے جناب ——— جو آپ کو بھی پسند آئی ——— اوور"۔ جولیا نے ایکسٹو کا موڈ اچھا دیکھ کر اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"اس نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ——— اور ساتھ ہی ہوسٹل میں بھی ——— بس اب وہاں خوب مگن ہے ——— اوور"——— ایکسٹو نے جواب دیا۔

"یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ——— مگر جناب وہ تو پہلے ہی ڈی۔ایس۔سی ہے ——— اوور"——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس تفریحاً ہی اس نے ایسا کیا ہے ——— اس سے کوئی خاص مقصد تو نہیں ہے ——— اوور"——— ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اچھا جناب ——— میں دیگر ممبروں سے بات کرتی ہوں ——— اگر انہوں نے اتفاق کیا تو ہم واپس آجائیں گے ——— آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی حکم تو نہیں ہے جناب ——— اوور"——— جولیا نے کہا۔

"نہیں ——— فی الحال تم آزاد ہو ——— خوب تفریح کرو ——— جوزف کو بھیج دو۔ عمران اسے یونیورسٹی میں بطور باڈی گارڈ رکھنا چاہتا ہے اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ جوزف کو بلوا دوں ——— اوور"——— ایکسٹو نے کہا۔

"او کے سر ——— میں ابھی جوزف کو کہہ دیتی ہوں ——— اوور"——— جولیا نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"اوہ ——— تو عمران نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے ——— خوب عیش کر رہا ہو گا"——— تنویر نے رشک بھرے لہجے میں کہا۔ وہ ایکسٹو کی وجہ سے اب تک بالکل دم سادھے بیٹھا تھا۔

"عیش کیسی ——— الٹا پڑھائی کرنی پڑ رہی ہو گی"——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پڑھائی ——— اس نے پڑھائی کے لئے داخلہ نہیں لیا جولیا ——— وہاں یونیورسٹی میں بڑی خوبصورت لڑکیاں پڑھتی ہیں ——— ضرور وہ کسی لڑکی کے چکر میں یونیورسٹی پہنچا ہو گا"——— تنویر نے کہا۔

"نہیں ——— میں نہیں مانتی ——— عمران بڑا گہرا ہے ——— مجھے یقین ہے کہ وہ یونیورسٹی میں بھی کسی کیس کے چکر میں گیا ہو گا ——— اور اس نے ابھی اس کیس کی ہوا ایکسٹو کو بھی نہیں لگنے دی ہو گی"——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— اتنا فرض شناس سمجھتی ہو تم ——— میں اچھی طرح جانتا ہوں اس کی فرض شناسی کو ——— میں واپس جا کر یونیورسٹی میں داخلہ لیتا ہوں اور میں تم پر ثابت کر دوں گا کہ عمران کسی لڑکی کے چکر میں وہاں گیا ہے"۔ تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو دیکھ لیں گے ——— آؤ دوسرے ساتھیوں سے بات کرتے ہیں"۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر خیمے سے باہر آ گئے۔

باقی ساتھی جوزف سمیت باہر ریت پر بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے مذاق اور خوش فعلیوں میں مصروف تھے۔

"بھئی ہو گئی مرہم پٹی ——— بڑی دیر لگا دی"——— چوہان نے ان

دونوں کو دیکھتے ہی ہانک لگائی۔

" ایکسٹو کی کال آگئی تھی —— اس لیے دیر ہو گئی " جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— ایکسٹو کی کال —— کیا ہوا —— کوئی نیا کیس شروع ہو گیا " —— سب نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں —— کیس تو کوئی نہیں —— البتہ عمران نے نئی تفریح ڈھونڈ لی ہے —— اور ایکسٹو کا کہنا ہے —— کہ اگر ہم لوگوں کا جی پکنک سے بھر گیا ہو تو ہم بھی اس نئی تفریح میں شامل ہو سکتے ہیں —— البتہ جوزف کے لیے حکم ہے کہ وہ فوراً عمران سے واپس جا کر ملے " —— جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ارے کونسی نئی تفریح ہے وہ —— جلدی بتاؤ " —— صفدر نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

" تفریح کیسی —— بس عیاشی کر رہا ہے " —— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس کے متعلق بات کرنے سے پہلے ہوش میں رہا کرو مسٹر " —— اچانک جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے - ارے —— بس بھئی لڑائی بند —— پہلے ہی کافی ہو چکی ہے " صفدر نے کہا۔

" عمران نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے —— اور وہ ہوسٹل میں رہ رہا ہے " —— جولیا نے بتایا۔

" یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے —— بھئی بہت خوب —— بڑا

لطف آ رہا ہو گا —— واہ بھئی واہ —— خوب تفریح کی سوجھی ہے —— واقعی جینئیس ہے " —— صفدر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" واقعی —— اچھی تفریح ڈھونڈی ہے —— کیا باس نے ہمیں بھی اجازت دے دی ہے " —— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں —— اجازت دے دی ہے —— اگر ہم لوگ چاہیں تو " —— جولیا نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے —— یہ بھی ایک نیا تجربہ ہو گا " —— سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے واپسی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ مگر اتنی خوبصورتی سے سجا ہوا تھا کہ اندر داخل ہوتے ہی آنکھیں اس کی خوبصورت سجاوٹ پر حیران ہو جاتی تھیں۔
کمرے میں موجود ایک خوبصورت سے پلنگ پر ایک نوجوان غیر ملکی لڑکی مختصر سے لباس میں لیٹی ہوئی ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی۔ قریب رکھی ہوئی تپائی پر شراب کا جام بھی موجود تھا۔ لڑکی رسالہ پڑھتے پڑھتے اس جام سے چسکیاں لے رہی تھی۔
اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور لڑکی چونک پڑی۔ اس نے بڑی پھرتی سے سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے دروازے کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔
ایک نوجوان کا چہرہ سکرین پر نظر آنے لگا۔ لڑکی نے بٹن آف کیا اور پھر پلنگ کے کنارے پر لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔
"کم آن مسٹر راضی" ـــــ لڑکی نے بڑے اٹھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور سکرین پر نظر آنے والا نوجوان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔
"آؤ ـــ آؤ ـــ بیٹھو" ـــــ لڑکی نے اٹھ کر سرہانے سے پشت

لگاتے ہوئے کہا اور آنے والا قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں لڑکی پر جمی ہوئی تھیں اور آنکھوں میں ہوس کے سائے تیر رہے تھے۔
"مس شوگی ـــــ آپ کا پیغام ملا تھا ـــــ اس لئے حاضر ہو گیا ہوں"۔ راضی نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔
"مسٹر راضی ـــ کیا بتاؤں ـــــ میں جب سے اس ملک میں آئی ہوں۔ مجھے یوں لگتا تھا جیسے یہاں کوئی مرد ہی نہ رہتا ہو ـــــ سب شرمائے شرمائے اور جھینپے جھینپے رہتے ہیں ـــ بس میں نے آپ کو دیکھا تو یقین کرو دل بڑی طرح دھڑک اٹھا ـــــ جی چاہتا ہے کہ بس آپ سے باتیں ہوتی رہیں ـــ اور آپ میرے قریب رہیں" ـــــ مس شوگی نے مسکراتی ہوئی نظروں سے راضی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔
"اوہ ـــ مس شوگی ـــــ آپ کی مہربانی ہے ـــــ آپ بھی تو کم خوبصورت نہیں ہیں ـــــ آپ کو دیکھ کر تو قیامت یاد آتی ہے ـــ جس روز سے میں نے آپ کو یونیورسٹی میں دیکھا ہے ـــ بس یقین کیجئے ـــ دل چاہتا کہ آپ کو اٹھا کر دل میں رکھ لوں" ـــــ راضی نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی حدت کی بنا پر سرخ ہوتا جا رہا تھا۔
"شکریہ مسٹر راضی ـــــ مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کو پسند آئی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے کمپنی دیتے رہیں گے" ـــــ شوگی نے قاتلانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
"بڑی خوشی سے مس شوگی ـــــ یہ تو میرے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے" ـــــ راضی نے کہا۔
"یہ مس وغیرہ نہ کہا کریں ـــ بس شوگی ہی کافی ہے" ـــ شوگی نے

مسکرا کر کہا۔

" آپ بھی تو مجھے مسٹر کہتی ہیں —— راضی کہا کریں "۔—— راضی نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" راضی —— مجھے جب سے معلوم ہوا ہے کہ آپ یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کے صدر ہیں —— یقین کیجئے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں "—— شوگی نے بستر سے اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور راضی کی ہوس ناک نظریں اس کے نیم عریاں جسم پر جیسے چپک سی گئیں۔

" اوہ —— یہ تو کوئی ایسی بات نہیں —— آپ کو شاید علم نہیں کہ میں پورے ملک کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کا بھی جنرل سیکرٹری ہوں "—— راضی نے خوشی سے سینے کو پھیلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— واقعی —— ویری گڈ —— یہ لیجئے شوق فرمایئے "—— شوگی نے شراب کا جام راضی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— شکریہ "—— راضی نے اٹھ کر شراب کا جام لیتے ہوئے کہا۔

" راضی صاحب —— ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ یہیں میرے پاس رہ جائیں یقین کیجئے —— اکیلے دل نہیں لگتا "—— شوگی نے ہوس ناک نظروں سے راضی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— شوگی —— دل و جان سے میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں بس ہوسٹل کے قوانین سے ڈر لگتا ہے —— پھر مخالف یونین سے تعلق رکھنے والے لڑکے بھی سکینڈل بنا لیں گے —— اس لئے مستقل طور پر تو نہیں رہ سکتا —— البتہ جب بھی آپ یاد کریں —— حاضر ہو جایا کروں گا "—— راضی نے شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا —— اس کے چہرے پر جیسے مسرت کا

آبشار بہنے لگا تھا۔

" شکریہ راضی صاحب —— ایک بات کہوں —— اگر آپ ناراض نہ ہوں تو "—— شوگی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— ایسی کوئی بات نہیں —— آپ کھل کر کہیں "—— راضی نے کہا۔

" راضی صاحب —— آپ کے پاس بہت بڑی طاقت ہے —— آپ اقتدار میں آنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے "—— شوگی نے کہا۔

" اقتدار میں —— وہ کیسے —— میں تو ابھی طالب علم ہوں "—— راضی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" اقتدار کی بہت سی شکلیں ہوتی ہیں راضی صاحب —— ضروری نہیں کہ آدمی براہ راست اقتدار میں آجائے —— بلا واسطہ حکومت بھی تو کی جا سکتی ہے —— اگر اپنے آدمی اقتدار میں ہوں تو آدمی خود ہی اقتدار میں ہوتا ہے اور پھر پورا ملک اپنی جاگیر ہوتا ہے "—— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں —— آپ کی بات تو درست ہے مگر ....." راضی کچھ ہچکچاتے ہوئے بولا۔

" اگر مگر کچھ نہیں راضی صاحب —— بس یہ میری خواہش ہے کہ میرا محبوب اس ملک کا مالک ہو —— بے پناہ اختیارات کا مالک "—— شوگی نے اٹھ کر راضی کی کرسی کے بازو پر بیٹھتے ہوئے کہا اور راضی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں کسی بھی لمحے ایٹم بم پھٹنے والا ہو۔

" اوہ —— اوہ —— اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو میں تیار ہوں —— مگر اس سلسلے میں "—— راضی نے فوراً ہی ریشہ خطمی ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ تیار ہیں تو باقی باتیں مجھ پر چھوڑ دیں —— میں سارا انتظام کر لوں

گی" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تیار ہوں ــــ بالکل تیار ہوں ــــ آپ بس حکم کریں کہ مجھے کیا کرنا ہوگا" ــــ راضی اب مکمل طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا۔

"وعدہ رہا ــــ کہ آپ دھوکہ نہیں دیں گے ــــ یقین کریں راضی اگر آپ نے دھوکہ دیا تو میں خودکشی کر لوں گی ــــ میں بڑی جذباتی اور حساس لڑکی ہوں" ــــ شوگی نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسی قسم چاہیں لے لیں ــــ راضی ایک بار جو بات کہہ دے وہ پتھر پہ لکیر ہوتی ہے" ــــ راضی نے شوگی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ آپ کتنے اچھے ہیں ــــ کتنے سویٹ ہیں" ــــ شوگی نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اچھل کر دوبارہ بستر پہ جا بیٹھی۔

"راضی صاحب ــــ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ہمیشہ اکٹھے رہیں تو میری خاطر آپ کو اقتدار میں آنا پڑے گا" ــــ شوگی نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی ــــ کہ یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے" ــــ راضی نے پوچھا۔

"بڑا آسان ہے ــــ سنیں راضی صاحب ــــ میں آپ کے ملک میں ایک خاص مقصد لے کر آئی ہوں ــــ اور وہ مقصد ہے ــــ مخصوص لوگوں کو اقتدار میں لے آنا ــــ میں نے یہ سکیم بنائی ہے کہ طالب علموں کو حکومت کے خلاف سڑکوں پر لے آیا جائے ــــ اور پھر یہاں طالب علموں کی ایسی تحریک شروع کرائی جائے کہ حکومت اس کے مقابلے میں بے بس ہو جائے اور اس وقت حکومت کا تختہ اُلٹ کر حکومت پر قبضہ کر لیا جائے ــــ آپ یقین کریں کہ حکومت پر موجود لوگ ڈمی ہوں گے ــــ اصل اقتدار آپ کے اور

میرے پاس ہوگا" ــــ شوگی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ مگر اس کے لئے تو بہت خفیہ پلاننگ اور بے شمار روپے کی ضرورت ہوگی اور میں اکیلا" ــــ راضی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"روپے پیسے کی فکر مت کرو ــــ باقی رہی پلاننگ ــــ تو بس تمہارا کام صرف اتنا ہوگا کہ جیسے میں کہتی جاؤں ــــ کرتے جاؤ ــــ نتیجہ مجھ پر چھوڑ دو" ــــ شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ راضی کچھ کہتا ــــ شوگی تیزی سے بستر سے اٹھی اور الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کھول کر ایک بیگ اٹھایا اور اسے لا کر راضی کے سامنے رکھ دیا۔

"اسے کھولو" ــــ شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور راضی نے بیگ کی زپ کھولی ــــ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ــــ بیگ بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا۔

"یہ دس لاکھ روپے ہیں ــــ یہ صرف تمہارے ہیں ــــ جس طرح چاہو استعمال کرو ــــ کوئی حساب نہ ہوگا ــــ بس عیش کرو ــــ کام کے لئے اور روپیہ وافر مقدار میں مل جائے گا" ــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اوہ ــــ اتنی بڑی رقم" ــــ راضی کا چہرہ حیرت سے مسخ ہونے لگا تھا۔

"ارے ــــ یہ تو کچھ بھی نہیں ــــ یہ تو صرف پہلی قسط ہے ــــ تم دیکھنا کہ میں تمہیں کہاں پہنچا دیتی ہوں ــــ میری فطرت ہے کہ جو مجھے پسند آ جائے۔ میں اسے اس بلندی پر پہنچا دیتی ہوں، جہاں کا تصور بھی ناممکن ہے"

شوگی نے بڑی لاپروائی سے کہا۔

"اوہ ——— مگر مجھے کرنا کیا ہوگا" ——— راضی اب گھبرا رہا تھا۔ شاید رقم اس کے تصور سے بہت بڑی تھی۔

"فی الحال کچھ نہیں ——— بس عیش کرو ——— جب وقت آئے گا میں تمہیں بتا دوں گی۔ اور سنو ——— اس بیگ میں نوٹوں کے نیچے تمہارے لئے ایک لفافہ بھی موجود ہے، اسے ضرور دیکھ لینا" ——— شوگی نے کہا۔

"اوہ ——— یہ میری خوش قسمتی ہوگی ——— آپ نے مجھ پر جو اعتماد کیا ہے میں اس کے لئے شکر گزار ہوں ——— آپ یقین کریں کہ میں آپ کے احکامات کی تعمیل کے لئے جان کی بازی لگا دوں گا"

راضی نے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا۔

رقم دینے سے پہلے شوگی راضی کو آپ کہہ رہی تھی جبکہ اب راضی اُسے آپ کہہ رہا تھا۔

"شکریہ ——— مجھے اپنے انتخاب پر فخر ہے ——— اچھا ——— اب تم جا سکتے ہو ——— فی الحال اتنا ہی کافی ہے ——— اور سنو راضی ——— میں نے تم پر اعتماد کیا ہے ——— میرے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے ورنہ تم جانتے ہو کہ مجھے تمہاری اذیت ناک موت پر بڑا افسوس ہوگا" ——— شوگی نے راضی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور راضی کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کوئی پتھر کا مجسمہ ہو۔

"اوہ ——— ایسا نہیں ہوگا ——— راضی اپنے قول کا پکا ہے۔ اور پھر آپ کو حاصل کرنے کے لئے تو میں پورے ملک کو آگ میں جھونکنے کے لئے تیار ہوں" ——— راضی نے لہجے کو پُر اعتماد بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے راضی ——— اب تم جاؤ ——— میں تمہیں پھر بلاؤں گی" ——— شوگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور راضی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

شوگی نے بیگ اٹھا کر راضی کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ راضی چند لمحوں تک کھڑا ہونٹ چباتا رہا۔ اس کی آنکھوں سے ہوس کی چنگاریاں جھڑ رہی تھیں۔ چہرہ شدتِ جذبات سے سرخ ہو گیا تھا۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

راضی کے باہر نکلتے ہی شوگی نے بڑے نفرت اور حقارت بھرے انداز میں منہ بنایا اور پھر وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری میں پڑا ہوا ایک ٹرانسمیٹر اٹھایا۔

اس کو آن کر کے اس نے سوئی کو گھماتے ہوئے مخصوص ہندسے پر فٹ کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس نے اسے دوبارہ آن کیا۔ پھر آف کر دیا۔ پھر آن کیا اور پھر آف کر دیا۔ جب چوتھی بار اس نے اسے آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ہلکی ہلکی موسیقی پھوٹنے لگی۔ چند لمحوں تک موسیقی کی تانیں کمرے میں بکھرتی رہیں پھر اچانک موسیقی بند ہو گئی اور ایک نسوانی آواز گونجی۔

"ہیلو ——— وی سپیکنگ ——— اوور" ———

"شوگی سپیکنگ ——— اوور" ——— شوگی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ دو شوگی ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"راضی کو تیار کر لیا گیا ہے مادام ——— رقم والا بیگ اس کے حوالے کر دیا گیا ہے ——— بیگ میں وہ لفافہ بھی موجود ہے جس میں راضی اور اس کی محبوبہ

کی عریاں تصاویر ہیں ـــــ اوور" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ ویری گڈ ـــــ مجھے تمہاری صلاحیتوں سے یہی امید تھی ـــــ فی الحال بس تم نے یونیورسٹی میں رہ کر راحنی کی نقل و حرکت چیک کرنی ہے ـــــ ٹیم کے باقی ممبر بھی اسے چیک کریں گے۔ جب ضرورت ہوگی میں خود تمہیں مزید ہدایات دوں گی ـــــ اوور" ـــــ مادام وی نے جواب دیا۔

"بہتر مادام ـــــ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی ـــــ اوور" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اور سنو ـــــ یونیورسٹی میں ایسے لڑکوں کی تلاش کرو جو ہمارے مشن کے لئے کام کر سکیں ـــــ مجھے ان کے متعلق رپورٹ دینا پھر میں خود انہیں چیک کروں گی اور ہدایات دوں گی ـــــ اوور" ـــــ مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ میں یہ کام کر لوں گی۔ اوور" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی موسیقی کی تانیں دوبارہ ابھرنے لگیں ـــــ شوگی نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ دیا اور دوبارہ بڑے آسودہ انداز میں بستر پر لیٹ کر رسالے کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔

اور پھر یہ خبر پوری یونیورسٹی میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی گئی کہ کسی ریاست کے شہزادے نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔ اور شہزادہ نہ صرف بے حد خوبصورت ہے بلکہ انتہائی شوخ اور کھلنڈرا بھی ہے۔ اس خبر کو پھیلانے میں کچھ تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کا ہاتھ تھا جنہوں نے عمران سے باتیں کی تھیں اور کچھ نوٹس بورڈ پر لگنے والے نوٹس کا اثر تھا۔ جس میں ایم اے انگلش میں پرنس آف ڈھمپ کے داخلے کا اعلان کیا گیا تھا۔

پوری یونیورسٹی میں ہر طرف پرنس کے متعلق ہی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ اور وہ لڑکے اور لڑکیاں جنہوں نے عمران سے باتیں کی تھیں۔ بڑے فخریہ لہجے میں پرنس کے متعلق بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے تھے۔

پرنس ابھی تک یونیورسٹی نہ پہنچا تھا۔ اس لئے ہر شخص کی نظریں گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سب پرنس کو دیکھنا چاہتے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک سرخ رنگ کی لمبی چوڑی اور انتہائی قیمتی کار گیٹ میں داخل ہوئی۔ کار پر نامانوس سا جھنڈا لہرا رہا تھا اور نمبر پلیٹ پر ریاست ڈھمپ کے الفاظ اور "عقاب" کا مونوگرام بنا ہوا تھا۔

کار آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی پارکنگ میں آ کر رکی۔ یونیورسٹی کی تمام لڑکیاں

اور لڑکے تیزی سے پارکنگ کی طرف سمٹتے چلے آئے۔

کار کا دروازہ کھلا اور جوزف اپنی مخصوص خاکی وردی میں نیچے اترا۔ اس کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹروں میں ریوالور لٹک رہے تھے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا عقبی نشست کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے عمران کشمشی رنگ کے قیمتی کپڑے اور ماہرانہ تراش کے سوٹ میں ملبوس باہر آگیا۔ وہ اس قیمتی اور سمارٹ لباس میں بے حد خوبصورت اور وجیہہ معلوم ہو رہا تھا۔

"ارے ـــــ یہ تو واقعی پرنس ہے" ـــــ

"ارے ـــــ کتنا خوبصورت اور وجیہہ ہے" ـــــ لڑکیوں میں کھسر پھسر شروع ہو گئی اور ہلکی ہلکی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔

عمران ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھا اور جوزف اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں چل رہا تھا۔

"بڑا خوفناک باڈی گارڈ ہے اس کا ـــــ تو یہ پورا دیو ہے" ـــــ لڑکوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت آمیز سنجیدگی تھی۔ وہ یوں آنکھیں پٹ پٹا رہا تھا جیسے پہلی بار دھوپ میں آنکھیں کھولی ہوں۔

"بھئی آپ لوگ کیوں یہاں اکٹھے ہیں ـــــ کیا وائس چانسلر صاحب کی شادی ہو رہی ہے" ـــــ عمران نے قریب آکر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے سب لڑکے اور لڑکیاں اس کی بات سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"کمال ہے ـــــ شادی کوئی ہنسنے والی بات ہے ـــــ یہ تو رونے کا مقام ہوتا ہے ـــــ ایک شریف آدمی کے ساتھ اس کی زندگی کی سب سے بڑی زیادتی

ہو رہی ہوتی ہے" ـــــ عمران نے اور زیادہ حماقت آمیز لہجے میں کہا۔

"واہ ـــــ شادی تو ایک رومانٹک واقعہ ہوتا ہے اور آپ اسے زیادتی کہہ رہے ہیں" ـــــ ایک لڑکی نے بلند آواز میں کہا۔

"رومانٹک واقعہ ـــــ یعنی دس بچے چیخم دھاڑ مچا رہے ہوں ـــــ کسی کی ناک بہہ رہی ہو ـــــ کسی کو بخار ہو ـــــ اور وہ شریف آدمی ان کے درمیان کھڑا کان بند کئے انہیں گھرکیاں دے رہا ہو ـــــ واقعی رومانٹک واقعہ ہے" ـــــ عمران نے تصویر کشی کرتے ہوئے کہا اور ساری یونیورسٹی کشت زعفران بن گئی۔

اتنے میں پیریڈ لگنے کی گھنٹی بج گئی اور سب لڑکے لڑکیاں بادل نخواستہ اپنے اپنے شعبوں کی طرف بڑھ گئیں۔

"آیئے پرنس ـــــ آج سب سے پہلے پروفیسر اکرم کا پیریڈ ہے" ایک لڑکے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں چلو" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ شعبہ انگریزی کے لڑکے اور لڑکیوں کے جلوس میں بڑے شاہانہ انداز میں شعبے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوزف اس کے پیچھے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

"پرنس ـــــ یہ آپ کا باڈی گارڈ ہے" ـــــ ایک لڑکی نے پوچھا۔

"یہ ہمارے والد صاحب کا عطیہ ہے ـــــ کم بخت ہماری پوری باڈی کا گارڈ بنا ہوا ہے ـــــ ذرا ہم نے اپنی باڈی کو غلط سمت میں ہلایا اور اس نے ریوالور نکالا" ـــــ عمران نے بڑے بیزار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے پرنس ـــــ باڈی گارڈ ہے بہت شاندار" ـــــ ایک لڑکے

نے کہا۔

"آپ کو پسند ہے تو آپ لے لیں ـــــ دس بوتلیں وہسکی کی روزانہ پیتا ہے ـــــ معمولی سا خرچہ ہے" ـــــ عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"دس بوتلیں" ـــــ سب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــــ مذاق نہیں کر رہا ـــــ یہ اس کا کم سے کم کوٹہ ہے۔ کمبخت پانی کی طرح پیتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اسے نشہ نہیں ہو جاتا" ـــــ ایک لڑکی نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہو جاتا ہے ـــــ اور جب نشہ ہوتا ہے تو پھر لڑکیاں اس کی مرغوب غذا ہیں ـــــ افریقہ کے آدم خور قبیلے کا سردار ہے" ـــــ عمران نے کہا اور لڑکیاں یوں بدک کر پرے ہٹ گئیں جیسے انہیں ڈر ہو کہ ابھی انہیں پکڑ کر کھا جائے گا۔

پھر عمران سب ساتھیوں سمیت کلاس روم میں داخل ہو گیا۔ ان سب نے خود ہی اسے سب سے اگلی قطار میں بٹھایا ـــــ جوزف اس کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"بھئی یہ تمہارا باڈی گارڈ یہاں کیسے کھڑا ہو گا ـــــ اسے باہر کھڑا کرو" لڑکیوں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"مارشل" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ جوزف نے الرٹ ہوتے ہوئے کہا۔

"دروازے پر کھڑے ہو جاؤ" ـــــ عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا

"یس باس" ـــــ جوزف نے کہا اور پھر فوجی انداز میں چلتا ہوا وہ دروازے

کے باہر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے پروفیسر اکرم ایک ضخیم کتاب اٹھائے کلاس روم کی طرف آتے دکھائی دیئے مگر دروازے پر جوزف کو کھڑے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئے۔ جوزف دروازہ روکے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"کون ہو تم ـــــ کیوں کھڑے ہو" ـــــ پروفیسر اکرم نے حیرت بھرے انداز میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے دروازے پر کھڑا ہونے کے لئے کہا گیا ہے ـــــ اس لئے کھڑا ہوں ـــــ تم کون ہو پوچھنے والے" ـــــ جوزف نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے ـــــ ہٹو راستے سے" ـــــ پروفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ تم مجھے بھاگنے کے لئے کہہ رہے ہو" ـــــ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور ہولسٹر سے نکالا اور ریوالور کی نال پروفیسر کے سینے پر رکھ دی ـــــ پروفیسر کے ریوالور دیکھتے ہی ہوش اڑ گئے۔ ان کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

"مارشل" ـــــ اچانک عمران نے اندر سے ہانک لگائی۔

"یس باس" ـــــ جوزف نے جواب دیا۔

"یہ پروفیسر اکرم ہیں ـــــ ان کا ادب کرو" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس باس" ـــــ جوزف نے بڑے میکانکی انداز میں جواب دیا۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ریوالور پلک جھپکنے میں دوبارہ ہولسٹر میں غائب ہو گیا۔

"تشریف لے جائیے جناب" ـــ جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پروفیسر اکرم سر جھٹکتے ہوئے کلاس روم میں داخل ہو گئے۔

"یہ کون ہے" ـــ پروفیسر نے کتاب میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارا باڈی گارڈ ہے جناب" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ تم ـــ تم آ گئے" ـــ پروفیسر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے پروفیسر ـــ "تم" نہیں" ـــ عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"ہونہہ ـــ پرنس ـــ اگر تم نے میرے شعبے میں رہنا ہے تو تمہیں طالب علم بن کر رہنا ہوگا ـــ تم میرے لئے ایک طالب علم ہو۔ میں کلاس میں طالب علموں کو تو برداشت کر سکتا ہوں ـــ پرنسوں کو نہیں ـــ سمجھے" ـ پروفیسر اکرم کو غصہ آ گیا۔

"سر ـــ یہ بتائیے ـــ طالب علم کسے کہتے ہیں" ـــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"علم کو طلب کرنے والا ـــ علم حاصل کرنے والا" ـــ پروفیسر نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اور علم کسے کہتے ہیں" ـــ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"تم یہاں پڑھنے کے لئے آئے ہو یا میرا انٹرویو لینے" ـــ پروفیسر نے غصیلے لہجے میں جھنجھلا کر کہا اور پھر انہوں نے فوراً ہی کتاب کھولی اور اپنا لیکچر شروع کر دیا۔ تمام طالب علموں نے اپنی اپنی کاپیاں کھولیں اور نوٹس لینے شروع کر دیئے۔

عمران تھوڑی دیر تو خاموش بیٹھا لیکچر سنتا رہا۔ مگر پھر اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر" ـــ عمران نے کہا اور پروفیسر یکدم خاموش ہو گئے۔

"کیا بات ہے ـــ میں لیکچر کے دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا ـــ جو کچھ پوچھنا چاہو ـــ بعد میں پوچھ لیا کرو" ـــ پروفیسر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"سر ـــ آپ آج سے ستر سال پہلے کے نظریات بتا رہے ہیں جبکہ اب تو اس سے بھی جدید نظریات سامنے آ گئے ہیں" ـــ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے جدید نظریات پر باقاعدہ لیکچر شروع کر دیا۔ اور پروفیسر اور لڑکے حیرت سے بت بنے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"تت ـــ تم نے یہ سب کیسے پڑھ لیا" ـــ پروفیسر نے خفت بھرے انداز میں کہا۔

"آنکھوں سے پڑھا ہے جناب ـــ اور تو میرے پاس پڑھنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ یہ بات ہے تو تم خود کلاس کو پڑھاؤ ـــ میں جا رہا ہوں" ـــ پروفیسر سے جب اور کوئی بات نہ بن سکی تو اس نے کتاب اٹھا لی۔

"ارے ۔ ارے ـــ ایسی بات نہیں ـــ آپ پڑھائیں ـــ میں جا رہا ہوں ـــ جب آپ ستر سال بعد کے نظریات پر پہنچیں گے تو میں آ جاؤں گا" عمران نے کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جوزف اس

کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

عمران کلاس روم سے نکل کر سیدھا ہوسٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہوسٹل کالج سے ملحق ہی تھا۔ اس وقت ہوسٹل خالی پڑا ہوا تھا۔ صرف چوکیدار موجود تھا۔

اس نے جب عمران کو جوزف سمیت آتے دیکھا تو وہ بوکھلا گیا۔

"جی ــــ جناب فرمایئے" ــــ چوکیدار نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہمارا کمرہ کہاں ہے" ــــ عمران نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر چوکیدار کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا۔

"چوکیدار کے ہاتھ اتنا بڑا نوٹ دیکھ کر پھول گئے۔ یہ تو شاید اس کی دو ماہ کی تنخواہ سے بھی زیادہ تھا۔

"جی ــ جناب" ــــ چوکیدار نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ــــ آپ کا کمرہ مس شوگی کے ساتھ والا ہے ــــ بڑا اچھا کمرہ ہے جناب" ــــ چوکیدار اور زیادہ مرعوب ہو گیا۔

"مس شوگی" ــــ عمران نے اس نام پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ غیر ملکی لڑکی ہے ــــ جناب بڑی خوبصورت ہے۔ دو ماہ ہوئے ہیں یہاں آئی ہے ــــ جناب اس کا کمرہ اتنا سجا ہوا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھیں" ــــ چوکیدار نے جواب دیا۔

"ہوں ــــ ٹھیک ہے ــــ دیکھ لیں گے ــــ تم ہمارا کمرہ دکھاؤ" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب" ــــ چوکیدار نے کہا اور پھر وہ ہوسٹل کی عمارت میں گھستا چلا گیا۔ آخری رو کے آخری سے پہلے کمرے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔

یہ ایک کافی بڑا اور ہوادار کمرہ تھا۔ اور عمران کو یہ کمرہ اس لئے بھی پسند آ گیا تھا کہ اس کے ساتھ بیرونی دروازہ تھا جہاں سے آسانی سے آیا اور جایا جا سکتا تھا۔

"اس کی صفائی کرو ــــ ہم کل دیکھنے آئیں گے ــــ اور سنو ــــ صفائی اچھی طرح ہونی چاہیئے ــــ انعام بھی ملے گا" ــــ عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"حضور آپ تسلی رکھیں" ــــ چوکیدار نے ادب سے جھکتے ہوئے کہا۔

اور عمران جوزف سمیت واپس ہوسٹل کے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ چوکیدار بھی بڑے مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ وہ بار بار جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹ کی موجودگی کا یقین کرتا۔ اور پھر عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگ جاتا۔

ابھی عمران مین گیٹ کے قریب نہ پہنچا تھا کہ ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی ہاتھ میں کتاب پکڑے اندر داخل ہوئی۔ اس نے چونک کر عمران اور جوزف کو دیکھا۔ اور پھر آگے بڑھ گئی۔ عمران نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس پر ڈالی اور پھر لاپرواہی سے آگے بڑھ گیا۔ جبکہ لڑکی بار بار مڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"جناب ــــ یہی مس شوگی ہے ــــ آپ کے ساتھ والا کمرہ اس

کا ہے جناب" — چوکیدار نے عمران کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے
"ہوں" — عمران نے ہنکارا بھرا۔ اور پھر وہ مین گیٹ سے باہر نکل گ
چوکیدار سلام کر کے واپس مڑا تو مس شوگی نے جو برآمدے میں کھڑی
تھی۔ اسے بلایا۔

"یہ کون تھے" — مس شوگی نے پوچھا۔

"مس صاحبہ — یہ کسی ریاست کے پرنس ہیں — یونیور
میں داخل ہوئے ہیں — آپ کے ساتھ والا کمرہ انہیں ملا ہے —
دیکھیں — انہوں نے اتنا بڑا نوٹ مجھے انعام میں دیا ہے" — چوکی
نے باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ — تو یہی پرنس آف ڈھمپ ہیں — ٹھیک ہے"
مس شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے اپنے کمرے
طرف بڑھ گئی

راضی بیگ اٹھائے جب واپس اپنے کمرے میں پہنچا۔ اس کے چہرے پر سوچ کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

راضی سوائے پڑھائی کے باقی ہر کام میں انتہا درجے کی مہارت رکھتا تھا۔ راضی کے والدین کافی عرصہ پہلے کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک چلے گئے تھے اور دونوں نے وہاں کی شہریت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ راضی کو بھی وہاں بلا لیں۔ مگر راضی اس پر تیار نہ ہوا۔

اسے کالج کے زمانے سے ہی سٹوڈنٹس لیڈری کا چسکہ پڑ گیا تھا۔ اور وہ اپنی بے پناہ جوڑ توڑ کی صلاحیتوں کی وجہ سے کالج کی سٹوڈنٹس یونین کا صدر منتخب ہوا۔ وہ بہترین مقرر — ہاکی کا مایہ ناز کھلاڑی اور ساتھ ہی جوڈو کراٹے اور باکسنگ کا بھی ماہر تھا۔ اس کا جسم کھلاڑیوں کی طرح خوبصورت تھا۔ اور خوبصورت باتیں کرنی جانتا تھا۔ اس لئے لڑکے اور لڑکیوں میں اس کی شخصیت یکساں طور پہ مقبول تھی۔ اس کے والدین اسے ہر ماہ کافی بڑی رقم خرچ کے طور پر بھیج دیتے تھے۔ اس لئے اسے روپے پیسے کی کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔

کالج کے بعد یونیورسٹی میں آ کر تو اس کی صلاحیتیں اور نکھر گئیں۔ اور آہستہ آہستہ وہ نہ صرف یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر منتخب ہو گیا۔ بلکہ پورے ملک

کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری بھی بن گیا۔

وہ ایک لااُبالی سا نوجوان تھا جو منجھے ہوئے سیاستدانوں کی طرح ہر محفل کی جان بن جانے کا گُر جانتا تھا اور ہر موقع سے فائدہ اٹھانے سے کبھی نہ چوکتا تھا۔ اس کے تصور میں بھی تعلیم کے بعد سیاسی زندگی اپنانے کی خواہش موجود تھی اور وہ سوچتا تھا کہ ایک روز ایسا ضرور آئے گا جب وہ اس ملک کا وزیراعظم منتخب ہو جائے گا۔

اور اب وہ اپنے کمرے کی طرف آتے ہوئے اسی بات پر غور کر رہا تھا۔ وہ بچہ نہیں تھا کہ شوگی کی باتوں سے اتنا بھی نہ سمجھ سکتا کہ شوگی غیر ملکی ایجنٹ ہے اور طالب علم تحریک کا سہارا لے کر موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ شوگی نے اسے کیوں منتخب کیا ہے۔ اسے اپنی اہمیت کا اچھی طرح احساس تھا۔ آج سے پہلے اس نے کبھی اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ مگر اب وہ اس سلسلے میں پوری طرح غور کرنا چاہتا تھا۔ وہ شوگی کے ساتھ تعاون اور عدم تعاون کے ہر پہلو پر پوری تفصیل کے ساتھ غور کرنا چاہتا تھا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے کرسی پر حسن کو بیٹھے دیکھ کر چونک پڑا حسن اس کا دوست بھی تھا اور سیاسی ہنگاموں کا ساتھی بھی۔ ان دونوں کی گہری چھنتی تھی۔

"کہاں سے آ رہے ہو راضی ـــــ کافی دیر سے انتظار کر رہا ہوں"ـــــ حسن نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس ـــــ ذرا ایک کام گیا تھا"ـــــ راضی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس بیگ الماری میں رکھ دیا۔ اسے حسن کی اس وقت آمد ناگوار گزر رہی تھی۔

"کمال ہے ـــــ آج پکچر جانے کا پروگرام تھا ـــــ مگر تم تو یوں کہہ رہے

جیسے تمہیں یاد ہی نہ ہو"ـــــ حسن نے کہا۔

"نہیں حسن ـــــ آج میری طبیعت خراب ہے ـــــ میں بس سونا چاہتا ہوں ـــــ کل چلیں گے پکچر پر"ـــــ راضی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"واقعی ـــــ تمہاری طبیعت کچھ خراب ہی لگتی ہے ـــــ اچھا تم سوؤ۔ میں چلتا ہوں"ـــــ حسن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بھی ناگواری کے تاثرات تھے۔ شاید اسے راضی کی اس طرح اچانک سرد مہری کھل گئی تھی۔

حسن کے جانے کے بعد راضی نے دروازہ اندر سے لاک کیا۔ اور شیشے کے پیچھے ایک کارڈ گھسا دیا۔ کارڈ پر نوڈسٹربنس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کارڈ کو دیکھنے کے بعد اب کوئی لڑکا کمرے میں نہیں آئے گا۔ یہ ان کے ہوسٹل کا اصول تھا۔

اس کے بعد دوبارہ راضی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری سے بیگ اٹھایا۔ اور ایک کونے میں آ کر اس نے بیگ فرش پر پلٹ دیا۔ یہ کونہ ہر طرف سے محفوظ تھا۔ یہاں اسے کوئی چیک نہ کر سکتا تھا۔ بڑے بڑے نوٹوں کی گڈیاں فرش پر بکھر گئیں۔ راضی نے نوٹ اٹھا کر انہیں غور سے روشنی میں دیکھا۔ اس نے فلموں میں دیکھا تھا کہ مجرم جعلی نوٹ بھی استعمال کرتے ہیں ـــــ مگر یہ نوٹ اصلی تھے اور گڈیوں پر بنک کی مہریں موجود تھیں۔ راضی نے بیگ کے اندر ہاتھ ڈالا تو ایک بڑا سا لفافہ موجود تھا۔

راضی نے لفافہ باہر نکال لیا۔ لفافے میں چند تصویریں تھیں۔ راضی نے جیسے ہی تصویریں باہر نکالیں ـــــ وہ یوں اچھلا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ تصویروں میں راضی ایک لڑکی کے ساتھ محو اختلاط تھا۔ تصویریں واضح تھیں اور راضی اور لڑکی کے چہرے صاف پہچانے جاتے تھے۔ یہ لڑکی یونیورسٹی میں ہی پڑھتی تھی اور ایک بہت بڑے سیاستدان کی لڑکی

تھی۔ تصویروں کے ساتھ ایک ٹائپ شدہ رقعہ بھی تھا۔ راضی نے جلدی سے رقعہ پڑھا۔

"مسٹر راضی —— یہ تصویریں بطور نمونہ ہیں —— اس قسم کی بے شمار تصویریں ہمارے پاس موجود ہیں —— اگر یہ تصویریں یونیورسٹی اور پورے ملک کے طالب علموں میں تقسیم کر دی جائیں تو ایک احمق بھی سمجھ سکتا ہے کہ تمہاری طالب علم سیاست کا کیا حشر ہوگا —— اور دوسری بات یہ کہ اس لڑکی کا باپ بہت با اثر ہے —— جب یہ تصویریں اسے ملیں گی تو اس کے لئے اپنی اور اپنی لڑکی کی عزت بچانے کا ایک ہی راستہ ہوگا کہ تم کسی پیشہ ور قاتل کے ہاتھوں مارے جاؤ، اور تمہاری لاش کسی خوفناک دلدل کی تہہ میں سڑتی گلتی رہے —— لیکن یہ سب کچھ بھلایا جا سکتا ہے —— اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو"

رقعہ کے آخر میں دستخطوں کی جگہ دی کا صرف ٹائپ تھا۔

راضی نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے دوبارہ نوٹوں کو بیگ میں بھر دیا اور بیگ اٹھا کر الماری کے ایک ایسے خانے میں ڈال دیا۔ جو مقفل ہو جاتا تھا۔ تصویروں والا لفافہ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

لفافہ لئے وہ سیدھا اس جگہ کی طرف گیا۔ جہاں چائے بنانے کے لئے برقی ہیٹر موجود تھا۔ اس نے ہیٹر جلایا اور پھر پہلے اس نے وہ رقعہ جلایا۔ پھر ایک ایک کر کے وہ تصویریں جلا دیں۔ آخر میں وہ لفافہ بھی جلا کر اس نے ہیٹر بند کر دیا۔ اور ڈھیلے قدموں سے بستر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔

لفافہ کھولنے سے پہلے وہ اس پہلو پر سوچ رہا تھا کہ مجرموں سے تعاون کرے یا نہ کرے۔ مگر اب سوائے تعاون کے اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ صبح اٹھتے ہی خاموشی سے اس ملک سے باہر اپنے والدین کے پاس چلا جائے۔ اور اس ملک اور یہاں کی سیاست کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔

مگر اب اس پر واضح ہو گیا تھا کہ مجرم بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ان کی نظروں میں ہو۔ اور وہ اسے ایرپورٹ پر ہی گولی مار دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر وہ مجرموں سے تعاون کرے اور ملک کی حکومت کا تختہ الٹ دے تو یقیناً اُسے اس تعاون کے بدلے میں بہت کچھ مل سکتا ہے جبکہ دوسری صورت میں موت کا اندھیرا ہی تھا۔ چنانچہ کافی دیر کی کش مکش کے بعد اس نے مجرموں سے بھرپور تعاون کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس فیصلے کے بعد اسکے ذہن کو سکون مل گیا اور وہ ٹھیک طرح سے مطمئن ہو کر اطمینان سے سو گیا۔

ایکسٹو کے کہنے پر صفدر، جولیا، تنویر، نعمانی اور چوہان بھی عمران کی نئی تفریح میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں داخلہ لے لیا تھا۔ اور ظاہر ہے اس داخلے کا انتظام بھی ایکسٹو نے ہی کیا ہو گا۔

انہیں یونیورسٹی جاتے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔ اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہوں نے عمر کا پہیہ اُلٹا چلا دیا ہو۔ ہر قسم کی فکر سے بے نیاز لڑکوں اور مسکراتی چہکتی لڑکیوں میں سارا دن گزار کر جب وہ واپس لوٹتے تو ان کا رواں رُواں اطمینان سے بھرپور ہوتا۔ واقعی عمران نے جدید اور خوبصورت تفریح ڈھونڈی تھی۔

عمران کا حال بھی وہ دیکھ چکے تھے۔ پوری یونیورسٹی میں اس کا ڈنکا بج رہا تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں اس کے ساتھ یوں چمٹی رہتی تھیں جیسے گڑ پر مکھیاں۔ اور عمران واقعی پرنس بنا ہوا تھا۔ وہ کئی بار پوری یونیورسٹی کی کنٹین میں دعوت کر چکا تھا۔ اس نے کنٹین والے سے کہہ دیا کہ آج تمام دن جو کچھ لڑکے اور لڑکیاں کھائیں سب کا بل وہ ادا کرے گا۔

عمران تو جوزف کے ساتھ ہوسٹل میں رہ رہا تھا جبکہ یہ سب لوگ اپنے اپنے فلیٹوں میں رہتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سب ڈے سکالر تھے۔

اس وقت صفدر اور کیپٹن شکیل جولیا کے فلیٹ میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف تھے۔

"مجھے تو یہ سب کچھ کوئی خاص چکر ہی محسوس ہوتا ہے" —— جولیا نے اچانک کہا۔

"کونسا چکر" —— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہی —— پوری ٹیم کا یونیورسٹی میں داخلہ لینا" —— جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر —— مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی —— بس تفریح ہو رہی ہے اگر کوئی چکر ہوتا تو یقیناً ایکسٹو ہمیں ہدایات دیتا" —— صفدر نے جواب دیا۔

"میں نہیں مانتی —— ایکسٹو کو بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ وہ یونیورسٹی میں ہمارے داخلے کراتا پھرے" —— جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی —— یہ ایکسٹو بھی عجیب شے ہے —— جب موڈ میں آ جائے تو سب کچھ کر سکتا ہے —— ویسے میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے" —— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اصل بات یہ ہے —— کہ مسلسل مجرموں کے خلاف کام کر کے ہمارا حال بھی پولیس والوں کی طرح ہو گیا ہے —— جو سیدھی سادی بات کو بھی مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں —— اب دیکھو —— ہو سکتا ہے ایکسٹو نے واقعی تفریح کے لئے ہمیں وہاں بھیجا ہو —— مگر ہمیں یقین نہیں آ رہا" —— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے —— یونیورسٹی میں داخلے کے بعد ہم سب

اپنے آپ میں نامعلوم سی تبدیلیاں محسوس کر رہے ہیں ـــــ مجھے تو یوں لگ رہا ہے ـــــ جیسے میں واقعی ایک بے فکرا طالب علم ہوں۔ جسے سوائے پڑھنے، اچھلنے، کودنے اور سیر و تفریح کے اور کوئی فکر ہی نہ ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ بات تو ہے ـــــ میں خود اپنے آپ کو ترو تازہ محسوس کر رہا ہوں یوں لگتا ہے ـــــ جیسے میری اوور ہالنگ ہو گئی ہو"۔ ـــــ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

"ہاں ـــــ یہ بات تو ہے ـــــ بہرحال جو کچھ ہو گا ـــــ سامنے آ ہی جائے گا ـــــ فی الحال تو عیش ہیں"۔ ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سب سے زیادہ خوش تنویر ہے ـــــ وہ تو یوں لگتا ہے جیسے اسے زندگی کی منزل مل گئی ہو ـــــ ہر وقت دو تین لڑکیاں چمٹائے رکھتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تنویر کو اگر یونیورسٹی سے واپس آنے کا حکم ملا تو وہ انکار کر دے گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ـــــ یہ سب کیا دھرا عمران کا ہے ـــــ ایکسٹو کو بھی علم نہیں ہے کہ عمران نے کیوں یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے ـــــ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں کہ کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے ـــــ اسی طرح ایکسٹو نے بھی سوچا ہو گا ـــــ کہ عمران کے داخلے میں کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے ـــــ اسی لئے اس نے ہمیں بھی یونیورسٹی میں داخلہ دلا دیا تاکہ اگر

واقعی کوئی چکر ہوا تو وہ ہماری معرفت اس سے آگاہ ہو سکے اور پھر کنٹرول خود سنبھال سکے" ـــــ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ تمہاری بات دل کو لگتی ہے ـــــ تو پھر ہمیں چاہیئے کہ ہم صرف تفریح ہی نہ کرتے رہیں بلکہ عمران پر بھی نظر رکھیں" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم عمران کے ہوسٹل جائیں اور باتوں ہی باتوں میں کوشش کریں کہ عمران آخر کس چکر میں ہے" ـــــ جولیا نے اچانک کہا۔

"عمران سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی بات اگلوا لینا ناممکن ہے۔ اور اگر عمران نے ایکسٹو کو اس چکر کی ہوا نہیں لگنے دی تو ہمیں کیسے پلو پکڑوا سکتا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"کوشش کر لینے میں حرج ہی کیا ہے ـــــ پھر یہ بھی تو دیکھیں کہ ہوسٹل میں عمران کی مصروفیات کیا ہیں" ـــــ جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ دیکھ لیتے ہیں ـــــ اور کچھ نہیں تو تفریح ہی سہی" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے ـــــ ان دونوں کے پاس چونکہ موٹر سائیکل تھے۔ اس لئے جولیا کی کار میں ہوسٹل جانے کا پروگرام بنا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کی کار میں بیٹھے ہوئے یونیورسٹی ہوسٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کار ہوسٹل کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ ہوسٹل کی رونق عروج پر تھی۔ ہر طرف لڑکے اور لڑکیوں کی ٹولیاں گھومتی پھر رہی تھیں۔

کیپٹن شکیل نے کار ایک طرف روکی اور پھر سب نیچے اتر آئے۔

"فرمائیے جناب" ـــــ ہوسٹل کا چوکیدار تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"پرنس آف ڈھمپ کا کمرہ کون سا ہے" ـــــ شکیل نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ـــــ آیئے میں دکھا دیتا ہوں ـــــ پرنس اس وقت کمرے میں موجود ہیں ـــــ آیئے" ـــــ چوکیدار پرنس کا نام سنتے ہی مؤدب ہو گیا اور وہ سب زیرلب مسکرا دیئے۔

چوکیدار کے انداز سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ عمران کی سخاوت کا شکار ہو چکا ہے۔

اور پھر وہ چوکیدار کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے ـــــ راستے میں انہیں اپنے شعبے کے کئی طالب علم ملے اور چونکہ انہیں یونیورسٹی جاتے ہوئے کئی دن ہو چکے تھے۔ اس لئے سب انہیں پہچاننے لگ گئے تھے۔ اس لئے راستے میں ہیلو ہیلو ہوتی گئی۔

"یہ کمرہ ہے جناب ـــــ اندر پرنس کے مہمان موجود ہیں ـــــ کیا نام بتاؤں جناب" ـــــ چوکیدار نے کہا۔

"وہ ہمیں ناموں سے نہیں جانتے ـــــ ہم خود مل لیں گے" ـــــ صفدر نے کہا اور پھر دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اور جولیا نے اس کی پیروی کی۔

عمران بڑے شاہانہ انداز میں ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جوزف اس کے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ جبکہ ارد گرد کی کرسیوں پر یونیورسٹی کے کچھ لڑکے اور لڑکیاں موجود تھے۔ اور وہ سب عمران سے باتیں کرتے ہوئے

بری طرح ہنس رہے تھے۔

ان کے اندر داخل ہوتے ہی وہ یکدم خاموش ہو گئے۔

"کون ہو تم ـــــ اور بغیر اجازت ہمارے کمرے میں داخل ہونے کی تمہیں جرأت کیسے ہوئی" ـــــ عمران نے انہیں دیکھتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس ـــــ ہم یونیورسٹی میں نئے داخل ہوئے ہیں ـــــ آپ سے ملاقات کی خواہش ہمیں یہاں لے آئی ہے" ـــــ صفدر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر ہم آسمان پر ہوتے تو کیا ہماری ملاقات کی خواہش میں تم وہاں بھی آجاتے" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن آسمان پر تم پرنس نہ ہوتے ـــــ ایک روح ہوتے۔ اس لئے وہاں جانے کی ہمیں کوئی خواہش نہ ہوتی" ـــــ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا پرنس ـــــ ہمیں اجازت ـــــ تم نئے دوستوں سے باتیں کرو" کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لڑکے اور لڑکیاں اٹھ کھڑی ہوئیں اور عمران نے سر ہلا کر انہیں جانے کی اجازت دے دی۔

ان کے اٹھنے پر تینوں نے کرسیوں پر قبضہ جما لیا۔

"یار ـــــ اس بیچارے کو کیوں سارا دن کھڑا رکھتے ہو" ـــــ صفدر نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم ہم سے بے تکلف ہونے کی کوشش مت کرو مسٹر ـــــ ہمیں یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں" ـــــ عمران نے اسی طرح لہجے کو بارعب بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــ تمہاری پرنسی کی ایسی کی تیسی ـــ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو" ـــ جولیا اس کے انداز سے چڑ گئی۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے ـــ تم اپنی صنف کی باتیں کر رہی ہو تم نے پرنس کو بھی مونث بنا دیا اور ایسی تیسی تو ہے ہی مونث" ـــ عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ سب چکر کیا ہے ـــ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ" ـــ کیپٹن شکیل نے قدرے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"چکر ـــ کون سا چکر ـــ ہم تعلیم حاصل کر رہے ہیں ـــ اگر تعلیم کو تم چکر سمجھتے ہو تو اور بات ہے" ـــ عمران بدستور اسی موڈ میں تھا۔

"دیکھو ـــ اگر تم نے سیدھی طرح بات نہیں کی تو میں پوری یونیورسٹی میں تمہاری قلعی کھول دوں گا ـــ صبح نوٹس بورڈ پر تمہارا تمام کچا چٹھا لکھا ہوا موجود ہوگا" ـــ صفدر نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ تم چٹھے کو پکا کر نوٹس بورڈ پر لگا دینا ـــ کچا ہوا تو معدے کو نقصان دے گا" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر پتہ تو چلے کہ تم نے یونیورسٹی میں داخلہ کیوں لیا ہے" ـــ جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تعلیم حاصل کرنے کے لئے ـــ میری انگریزی کمزور تھی ـــ اس لئے میں نے سوچا۔ انگریزی کو یونیورسٹی کے وٹامن کھلا کر مضبوط بنا لوں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم کہو تو کنگ آف ڈمپ کو تمہاری تعلیم کے متعلق رپورٹ پہنچا دی جائے"

صفدر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کی اجازت سے یہاں داخلہ لیا ہے" ـــ عمران بدستور ٹھس تھا۔

"یہ کچھ نہیں بتائے گا صفدر ـــ اس کا کوئی اور علاج کرنا پڑے گا اور وہ علاج میں جانتی ہوں" ـــ جولیا غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ میڈیکل شعبے کی طالبہ نظر آتی ہیں ـــ ویسے آپ نے کوئی قبرستان الاٹ کرا لیا ہے محترمہ" ـــ عمران نے اسے مزید چڑاتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ـــ تم دیکھنا کہ میں تمہارا حشر کیا کرتی ہوں" ـــ جولیا نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"مارشل" ـــ اچانک عمران نے ہانک لگائی۔

"یس باس" ـــ جوزف نے چونک کر کہا۔

"انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ ـــ یہ پرنس سے خواہ مخواہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہیں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جوزف تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے تیور واقعی خطرناک معلوم ہو رہے تھے۔

"کک ـــ کیا مطلب ـــ کیا تم ہمیں زبردستی کمرے سے باہر نکالو گے۔ جولیا سمیت صفدر اور کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب ہمارے آرام کا وقت ہے ـــ اس لئے چلتے پھرتے نظر آؤ ـــ ورنہ مارشل اس کام میں بڑا ماہر ہے ـــ اگر تم زندہ نہ جانا چاہو تو تمہاری لاشیں کمرے سے باہر پھینک دے گا" ـــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران کا اشارہ ملتے ہی جوزف نے دونوں ریوالور نکال لیے۔

"چلو جولیا چلیں" ـــ صفدر نے جولیا کا بازو پکڑتے ہوئے کہا جو غصے کی شدت

سے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

اور پھر وہ تینوں خاموشی سے کمرے سے باہر آ گئے۔ جوزف نے ان کے عقب میں ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے تھپڑ مار دیا ہو۔

"یہ ہماری بے عزتی ہے ——— میں اس کا انتقام لوں گی" ——— جولیا نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"جذباتی مت ہو ——— عمران احمق نہیں ——— اگر اس نے ہمارے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا ہے تو ضرور کچھ سوچ کر ہی کیا ہوگا" ——— صفدر نے اسے ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو ——— اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا" ——— جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا شکیل اس کی بات کا جواب دیتے ——— اچانک چوکیدار بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا۔

"آپ کو مس شوگی بلا رہی ہیں جناب" ——— چوکیدار نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"مس شوگی ——— وہ کون ہے" ——— صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"پرنس کے ساتھ والے کمرے میں رہتی ہیں جناب ——— غیر ملکی طالب علم ہیں" ——— چوکیدار نے ان کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا

"اوہ ——— اچھا ——— ٹھیک ہے ——— آؤ جولیا" ——— صفدر نے فوری طور پر کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئے۔

عمران کے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر ایک خوبصورت غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی۔

"ہیلو فرینڈز ——— میں نے آپ کو یوں پرنس کے کمرے سے نکلتے دیکھا تو میں نے سوچا کہ یہ بات غلط ہے ——— آپ اتنی دور سے انہیں ملنے آئے اور اس نے ملنے سے انکار کر دیا ——— میں نے سوچا کہ کہیں آپ پرنس کی طرح سب کو ہی مغرور نہ سمجھ لیں" ——— مس شوگی نے ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— ایسی بات نہیں ——— ہم بھی یونیورسٹی کے طالب علم ہیں بس پرنس سے ملنے کے لئے آ گئے ——— مگر پرنس تو شاید بہت ہی مغرور اور نک چڑھا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی پرنس جو ہوا ——— اگر وہ ایسی حرکتیں نہ کرے تو اسے پرنس کون کہے ——— آئیے ——— اندر آجائیے" ——— شوگی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ——— ہوسٹل لائف میں ایک طالب علم کے کمرے کی اس طرح کی سجاوٹ کا تو انہیں تصور تک نہ تھا۔

"بڑا خوبصورت کمرہ ہے آپ کا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ——— بس مجھے شوق ہے کمرہ سجانے کا ——— تشریف رکھیں" شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تینوں نے کرسیاں سنبھال لیں جبکہ شوگی

بستر پر بیٹھ گئی۔

"کیا پئیں گے آپ" ـــــ شوگی نے پوچھا۔

"اوہ نہیں، نہیں ـــــ شکریہ ـــــ آپ واقعی بڑی خلیق ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ یہ تو میرا فرض ہے" شوگی نے کہا اور پھر اس نے الماری میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس نکالے۔

"سوری ـــــ ہم یہ نہیں پیتے" ـــــ صفدر نے شراب دیکھتے ہی کہا۔

"اوہ ـــــ مگر آپ تو پئیں گی ـــــ آپ بھی میری طرح غیر ملکی طالبعلم ہیں" ـــــ شوگی نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری ـــــ میں بھی نہیں پیتی" ـــــ جولیا نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ابھی تک عمران کے سلوک پر دل ہی دل میں کھول رہی تھی۔

"اوہ ـــــ اچھا ـــــ تو پھر کوکا کولا سے کام چل جائے گا" ـــــ شوگی نے بوتل واپس رکھی اور کمرے کے کونے میں موجود آئس باکس کی طرف بڑھی۔ اس نے اس میں سے کوکا کولا کی بوتلیں نکالیں اور میز پر رکھ دیں۔

"سب سے پہلے تعارف ہو جائے تو بہتر ہے" ـــــ شوگی نے ایک بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرا نام صفدر ہے ـــــ میں کالام یونیورسٹی سے مائیگریشن کرا کر یہاں آیا ہوں ـــــ نفسیات کے شعبے کا طالب علم ہوں ـــــ یہ میرے دوست شکیل ہیں ـــــ یہ بھی میرے ساتھ ہی کالام یونیورسٹی سے آئے ہیں

اور یہ مس جولیانا ہیں ـــــ ان سے یہیں تعارف ہوا ہے" ـــــ صفدر نے سب کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید سوئس ہیں جولیانا" ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ میرا تعلق سوئٹزرلینڈ سے ہے ـــــ مگر مجھے اس ملک میں آئے کافی عرصہ ہو گیا ہے ـــــ مجھے یہاں کی تہذیب اور کلچر پسند ہے" ـــــ جولیا نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شوگی ہے ـــــ میرا تعلق مغربی جرمنی سے ہے ـــــ میں یہاں آثار قدیمہ کے شعبے کی طالبہ ہوں ـــــ میں اس ملک کے آثار قدیمہ پر ریسرچ کر رہی ہوں" ـــــ شوگی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ـــــ بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر" ـــــ صفدر نے رسمی فقرہ بولتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑیں ان رسمی فقروں کو ـــــ یہ تو کاروباری لوگوں کو زیب دیتے ہیں ـــــ ہم تو طالب علم ہیں" ـــــ شوگی نے مترنم ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے کب اس یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"دو ماہ ہوئے ہیں" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے ـــــ آپ بھی ہماری طرح نئی ہیں ـــــ بہرحال آپ کے حسن اخلاق کا شکریہ" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑو ـــــ یہ تکلفات پرنس کے لئے رہنے دو" شوگی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہم نے تو پرنس کے اخلاق کی بڑی تعریفیں سنی تھیں ـــــ مگر

"پرنس تو بڑا بد اخلاق ثابت ہوا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے شوشہ چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ نجانے اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے ۔۔۔ میں نے بھی ایک دن بات کرنی چاہی کہ چلو ہمسائے بن ہی گئے ہیں تو اچھے ہمسائے بن جائیں ۔۔۔ مگر اس نے تو بات کا جواب دینا بھی گوارا نہ کیا ۔۔۔ مغرور نک چڑھا" ۔۔۔ شوگی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ آپ جیسی خوبصورت لڑکی کو اس نے لفٹ نہیں دی ۔۔۔ بڑا کور ذوق ہے" ۔۔۔ جولیا نے اچانک چہچہاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

اور صفدر اور شکیل نے چونک کر بڑے حیرت بھرے انداز میں جولیا کو دیکھا کہ ابھی چند لمحے پہلے تو وہ عمران پر ضار کھا رہی تھی ۔۔۔ ابھی یکدم اس کا لہجہ کیسے بدل گیا۔

اور پھر وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے دھیرے سے مسکرا دیئے ۔۔۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ شوگی کو لفٹ نہ دینے پر جولیا کو خوشی ہوئی ہے۔

"ہوں ۔۔۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس سے لفٹ مانگتی پھروں ۔۔۔ مجھے غصہ آگیا تو مچھر کی طرح مسل دوں گی ۔۔۔ میں نے بہت دیکھے ہیں ایسے پرنس" ۔۔۔ شوگی نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے جوزف اندر داخل ہوا اس کا رخ شوگی کی طرف تھا۔

"مس ۔۔۔ پرنس کہہ رہے ہیں کہ آہستہ بولیں ۔۔۔ آپ کی پہاڑی کوے جیسی آواز سن کر پرنس کے سر میں درد ہونے لگتا ہے" ۔۔۔ جوزف کا لہجہ بھی بڑا تحقیر آمیز تھا۔

"کک ۔۔۔ کیا ۔۔۔ تمہارے پرنس کی یہ جرأت کہ وہ میری توہین کرے"۔ شوگی غصے سے کانپتی ہوئی کھڑی ہوگئی ۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ انتہائی تیزی سے سرہانے کے نیچے گھسا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سب کچھ سمجھتے ۔۔۔ ایک دھماکہ ہوا ۔۔۔ اور گولی جوزف کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا ۔۔۔ اور شوگی کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا ۔۔۔ دوسرا دھماکہ جوزف کے ریوالور سے ہوا تھا۔

"یہ گولی تمہارے سینے میں بھی گھس سکتی تھی ۔۔۔ مگر پرنس بہت رحمدل ہے ۔۔۔ اس بات کو نوٹ کر لو" ۔۔۔ جوزف نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

شوگی چند لمحے حیرت اور نفرت سے بت بنی کھڑی رہی۔ پھر وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

صفدر، شکیل اور جولیا بھی اس کے پیچھے لپکے۔

"کھولو ۔۔۔ دروازہ کھولو کمینے ۔۔۔ بدمعاش ۔۔۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ۔۔۔ شوگی عمران کے کمرے کے بند دروازے پر ہسٹریائی انداز میں مکے برسا رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے پورا ہوسٹل وہاں اکٹھا ہوگیا ۔۔۔ گولیوں کے دھماکے اور شوگی کے چیخنے نے مقناطیس کا کام کیا تھا۔

"کیا ہوا — کیا ہوا — یہ گولیاں کس نے چلائیں" — تمام نے چیختے ہوئے پوچھا

"ٹھہرو — یہ اس طرح دروازہ نہیں کھولے گا — میں اس کا کمرہ بم سے اڑا دیتی ہوں" — اچانک شوگی تیزی سے پلٹی مگر صفدر نے اچانک اس کے بازو پکڑ لیے۔

"مس شوگی — آپ کو کیا ہو گیا ہے — کچھ اپنی پوزیشن کا خیال کیجیے"

صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں — چھوڑ مجھے — میں اس سے اپنی توہین کا بھرپور انتقام لوں گی۔ خوفناک انتقام" — شوگی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر ظاہر ہے گرفت صفدر کی تھی — وہ اتنی آزادی سے کہاں آزاد ہو سکتی تھی۔

اسی لمحے عمران کے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ اور دوسرے لمحے دروازے میں عمران کا مطمئن چہرہ نظر آیا۔

"کیا بات ہے — ہماری عبادت میں خلل ڈالنے کی کس نے جرأت کی ہے"

عمران نے بڑے باوقار انداز میں کہا۔

"تم — کمینے — بدمعاش — اُلو — میں تمہارا خون پی جاؤں گی"

"ارے۔ ارے مس چھوگی — اوہ سوری — مس جوگی — بڑا خوبصورت ہے — آپ کے ملک کا ڈانس — واہ بھئی — واہ — واقعی بڑے پیارے انداز میں ناچ رہی ہیں — ہیئر — ہیئر — گڈ شو"

عمران نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"میں ناچ رہی ہوں — تم میرا مذاق اڑا رہے ہو — تم — تم نہیں جانتے — میں کون ہوں" — شوگی واقعی غصے سے ناچ گئی۔

"کمال ہے — اگر تالیاں بجانے کو آپ مذاق سمجھتی ہیں — تو پھر تو میں واقعی مذاق اڑا رہا ہوں — ارے مس چوگی — آپ جانتی ہیں چوگی کسے کہتے ہیں — ہماری ریاست میں چار سال کی عمر کی بکری کو چوگی کہتے ہیں۔ کمال ہے — آپ کی عمر صرف چار سال ہے — بھئی واہ — واقعی آپ بڑی کمسن ہیں — یہ یونیورسٹی والے بھی پاگل ہیں — کم سے کم آپ کی عمر تو پوچھ لیتے — چوگی کو تو پرائمری سکول میں داخلہ نہیں ملتا"

عمران کی زبان چل رہی تھی جبکہ چہرے پر حماقت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

اب تو شوگی پر واقعی ہسٹریائی دورہ پڑ گیا۔ اس کے منہ سے کف بہنے لگا اور وہ بری طرح چیخنے لگی — صفدر اسے گھسیٹتا ہوا اس کے کمرے میں لے گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ بہت سے طالب علم کمرے میں گھس گئے۔

ہر طرف چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔ مس شوگی کمرے میں پہنچتے ہی بےہوش ہو گئی۔ اور صفدر نے اسے بستر پہ لٹا دیا۔

"آپ سب لوگ باہر جائیں اور تازہ ہوا آنے دیں — فوراً کسی ڈاکٹر کو بلائیں — یہ دورہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے" — جولیا نے کمرے میں آنے والے لڑکوں اور لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے باہر نکل گئے۔

صفدر مس شوگی کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل ایک طرف خاموش کھڑے تھے کہ اچانک جولیا کی نگاہیں کپڑے لٹکانے والی الماری کے نچلے خانے پر جا پڑیں۔ الماری کا ایک پٹ شاید لڑکوں کے اندر آنے کی وجہ سے کھل گیا تھا۔ وہ چند لمحے حیرت بھرے انداز میں دیکھتی رہی پھر تیزی سے الماری کی طرف جھپٹی — الماری کے خانے میں ایک انسانی

پنجہ پڑا ہوا تھا۔ اس انسانی پنجے کی صرف دو انگلیاں تھیں۔ چھوٹی انگلی۔ انگوٹھا اور درمیان کی بڑی انگلی غائب تھی جبکہ دو انگلیاں سیدھی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہاتھ وی کا نشان بنا رہا ہو۔

اسی لمحے دروازے پر آہٹ ہوئی اور جولیا نے پھرتی سے وہ انسانی پنجہ جیب میں ڈال لیا۔ دوسرے لمحے وارڈن ایک ڈاکٹر کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا ——— مس شوگی کو کیا ہوا" ——— وارڈن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب ——— پرنس کے ملازم نے انہیں کوئی سخت بات کہہ دی جس پر یہ اتنے غصے میں آئیں کہ چیختے چیختے بیہوش ہوگئیں" ——— صفدر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو" ——— وارڈن نے غور سے صفدر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم بھی یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس ہیں جناب ——— پرنس سے ملنے آئے تھے کہ مس شوگی نے ہمیں بلا لیا۔ ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ پرنس کا باڈی گارڈ اندر آیا ——— اس نے مس شوگی کو بڑے توہین آمیز انداز میں خاموش ہونے کے لئے کہا جس پر مس شوگی نے انتہائی غصے کی حالت میں اس پر گولی چلا دی، وہ بال بال بچ گیا۔ اس پر پرنس کے باڈی گارڈ نے بھی جواب میں گولی چلائی اور مس شوگی کا پستول ان کے ہاتھ سے دور جا گرا۔ ملازم چلا گیا تو مس شوگی نے جا کر پرنس کے دروازے پر مکے برسانے شروع کر دیئے۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں قابو کیا اور یہ غصے کی شدت سے بیہوش ہوگئیں" ——— صفدر نے پوری تفصیل سے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ تو بہت برا ہوا ——— میں وائس چانسلر سے اس کی شکایت کروں گا" ——— وارڈن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ غصے کی شدت سے بیہوش ہوگئی ہیں ——— میں نے انجکشن لگا دیا ہے۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ——— جلد ہی ہوش میں آجائیں گی" ——— ڈاکٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب ——— جب تک یہ ہوش میں نہ آئیں ——— آپ یہیں ٹھہریں اور سنیں ——— آپ لوگ اب جا سکتے ہیں" ——— وارڈن نے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ صفدر وغیرہ کو ہدایت کر دی۔

"بہتر جناب" ——— صفدر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں خاموشی سے باہر آگئے ——— عمران کا دروازہ بند تھا۔ جبکہ ہوسٹل میں لڑکے اور لڑکیاں ٹولیوں کی صورت میں کھڑے بڑی متجسس نظروں سے مس شوگی کے کمرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

جیسے ہی یہ تینوں باہر آئے ——— سب نے انہیں گھیر لیا۔ وہ جھگڑے کی تفصیلات سننا چاہتے تھے۔ صفدر نے مختصر طور پر انہیں واقعات بتائے۔ اور پھر بڑی مشکل سے پیچھا چھڑا کر وہ کار لے کر ہوسٹل سے باہر آگئے۔

"کمال ہے ——— اتنا غصہ ——— یہ مس شوگی تو کوئی پاگل لڑکی ہے" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ——— ایک معمولی سی بات پر وہ یوں غصے سے پاگل ہوگئی جیسے جوزف نے اسے گولی مار دی ہو ——— ویسے ایک بات ہے ——— مس شوگی نے جس انداز میں پستول نکال کر گولی چلائی ——— اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے پستول کے استعمال کا وسیع تجربہ ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"یہ کوئی بڑی بات نہیں ——— غیر ممالک میں لوگ شوقیہ اسلحہ کے استعمال کی ٹریننگ لیتے ہیں" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں جولیا —— وہ تم نے الماری سے کیا نکالا تھا۔"
کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔ جیسے اسے ابھی یاد آیا ہو۔

"یہ دیکھو" —— جولیا نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر انسانی پنجہ باہر نکال لیا۔

"ارے —— یہ تو اصلی انسانی پنجہ ہے —— مگر یہ مس شوگی کے پاس کہاں سے آیا۔ وہ میڈیکل کی طالبہ تو نہیں ہیں" —— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بہت پرانا لگ رہا ہے —— شاید کہیں آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران ملا ہو گا" —— صفدر نے کہا۔

"ہاں —— یہی بات ہو گی —— اس نے بتایا تو تھا کہ وہ آثار قدیمہ پر ریسرچ کر رہی ہے" —— کیپٹن شکیل نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے تو کچھ اور ہی چکر معلوم ہوتا ہے" —— جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیسا چکر" —— صفدر اور کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایک دفعہ عمران کی زبانی سنا تھا کہ مجرموں کی ایک بین الاقوامی تنظیم انسانی پنجہ جس کی دو انگلیاں وی کی شکل میں اٹھی ہوئی ہوں اپنے مخصوص نشان کے طور پر استعمال کرتی ہیں —— اور یہ پنجہ اس تنظیم کے سربراہوں یا اہم ارکان کے پاس ہوتا ہے" —— جولیا نے جواب دیا۔

"ارے نہیں —— وہی ہماری پولیس والی عادت —— کہ ہر بات کو شک کی نگاہ سے دیکھنا —— بین الاقوامی مجرموں کو بھلا کیا ضرورت ہے کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے کر ہوسٹلوں میں رہیں —— وہاں رہ کر انہوں نے کیا کرنا ہے" —— کیپٹن

شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر بھلا سیکرٹ سروس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لے" —— جولیا نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی —— ہم تو تفریح کر رہے ہیں —— اور بس —— جیسے ہی کوئی کیس شروع ہوا —— تفریح ختم ہو جائے گی" —— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں لڑنے اور بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے —— ہم یہ پنجہ ایکسٹو کو بھیج دیتے ہیں —— اگر کوئی چکر ہو گا تو خود ہی دیکھ لے گا —— دوسری صورت میں ہم کیوں اپنا دماغ خراب کرتے پھریں" —— صفدر نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ ٹھیک ہے" —— جولیا اور شکیل نے صفدر کا فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر نے جو کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار کا رخ دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا تاکہ پنجہ ایکسٹو کے حوالے کرنے کے بعد ہی جولیا کے فلیٹ پہنچا جائے۔ اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا تو پھر اس میں ایک لمحے کی تاخیر بھی اسے گوارا نہ ہوتی تھی۔

عمران نے دوسرے روز بڑے پُرخلوص انداز میں وارڈن کے سامـ مس شوگی سے معافی مانگ لی تھی۔ اور مس شوگی نے نہ صرف اسے معاف کردیا بلکہ اپنے کمرے میں بُلا کر اس کی اور جوزف کی چھوٹی سی دعوت بھ کر ڈالی تھی۔

"پرنس ـــ مجھے افسوس ہے کہ کل رات میں واقعی پاگل ہوگئی تھ مس شوگی نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے ـــ میں تو سمجھا تھا کہ آپ اداکاری کررہ ہیں ـــ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ پاگل ہوگئی ہیں تو میں کب کا یونیورسٹ سے فرار ہوچکا ہوتا۔ مجھے پاگلوں سے بڑا ڈر لگتا ہے اور خاص طور پ پاگل عورتوں سے" ـــ عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ اور مس شوگی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میں آپ کی طبیعت سمجھ گئی ہوں پرنس ـــ اس لئے اب بُ نہیں مانوں گی" ـــ مس شوگی نے کہا۔

"بڑا بے شک آپ مان جائیں ـــ بس ایک خیال رکھیں ک پاگل نہ ہوں" ـــ عمران نے بڑے پُرخلوص انداز میں اسے مشورہ دیا

ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــ اب میں پاگل نہ ہوں گی ـــ ویسے پرنس آپ کی ریاست کہاں واقع ہے" ـــ مس شوگی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہمالیہ کی ترائی میں ہے" ـــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے پرنس ـــ ایک مشورہ دوں" ـــ مس شوگی نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"بشرطیکہ مفت ہو" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"بالکل مفت ـــ آپ سٹوڈنٹس سیاست میں حصہ کیوں نہیں لیتے۔ یقین کریں آپ اس میں بے حد کامیاب رہیں گے" ـــ مس شوگی نے کہا۔

"سٹوڈنٹس سیاست ـــ بھلا کیا بن جاؤں گا" ـــ عمران نے پوچھا۔

"آپ پورے ملک کی سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر بن سکتے ہیں" مس شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوگا ـــ میں ایک پرنس ہوں ـــ اور ہوسکتا ہے کہ والد صاحب کسی بھی وقت فوت ہوکر مجھے کنگ بنا جائیں۔ مجھے بھلا سٹوڈنٹس کا صدر بننے سے کیا ملے گا۔ پھر تقریریں کرو ـــ ہنگامے کرو ـــ ہڑتالیں کرو ـــ ملک کو آگ لگاؤ ـــ تب جاکر کامیاب ہو ـــ میں باز آیا ایسی سیاست سے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اسی میں تو لطف ہے ـــ تھرل ہے ـــ ایڈونچر ہے" ـــ مس شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ ہے تو سہی ـــ مگر..." عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"چلیں آپ براہِ راست نہ آئیں ——— فنانس تو کر سکتے ہیں" ——— مس شوگی نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

"فنانس ——— کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں" ——— عمران نے واقعی چونکتے ہوئے کہا۔

"راضی مجھے بتا رہا تھا کہ عنقریب حکومت کے خلاف کوئی ہنگامہ ہونے والا ہے ——— اور اس کے لئے انہیں رقم کی ضرورت ہے" ——— شوگی عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"چندہ کر لیں" ——— عمران نے بڑی لاپرواہی سے کہا۔

"چندے سے بات نہیں بنتی ——— ملک گیر ہنگامے چندے سے کا نہیں ہو سکتے" ——— مس شوگی نے جواب دیا۔

"تو نہ کریں ہنگامہ ——— آخر ہنگامے کی ضرورت ہی کیا ہے" ——— عمران نے اسی طرح لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ ——— بغیر ہنگاموں کے سٹوڈنٹس سیاست کا کیا لطف ——— ہنگا تو ہو گا ——— اور ضرور ہو گا" ——— مس شوگی نے کہا۔

"کتنی رقم کی ضرورت ہو گی اس لطف کے لئے" ——— عمران نے پوچھا

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ——— راضی کو پتہ ہو گا ——— بہر حال رقم خاصی بڑی ہو گی ——— تبھی کام چلے گا" ——— شوگی نے کہا۔

"آپ راضی سے اس کی رضا پوچھ لیں ——— اگر آپ راضی ہیں تو ہم بھی راضی ——— رقم کی کیا پرواہ ہے ——— واقعی لطف رہے گا" ——— عمران نے کہا۔

"بہت خوب ——— آپ واقعی پرنس ہیں ——— میں آج ہی راضی سے

بات کروں گی" ——— مس شوگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اور سنو ——— اگر اسلحہ وسلحہ چاہیئے تو اس کا انتظام بھی ہو جائے گا ——— ہماری ریاست میں بڑا اچھا اسلحہ بنتا ہے اور یہ اسلحہ یہاں منگوانا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں" ——— عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب ——— یہ تو اور بھی اچھا ہے ——— مگر ایک بات ہے پرنس اس بات کا کسی کو پتہ نہ چلے ——— ورنہ پھر حکومت حرکت میں آجائے گی اور سارا لطف کرکرا ہو جائے گا" ——— مس شوگی نے بڑے لگاوٹ بھرے انداز میں کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ——— پرنس کا سینہ رازوں کا مدفن ہے ——— ایک بار ہماری ریاست کے کچھ لوگوں نے ہمارے والد کے خلاف بغاوت کرنی چاہی ہمیں پہلے سے علم ہو گیا مگر ہم نے کسی کو نہ بتایا ——— چنانچہ بغاوت ہوئی اور زور شور سے ہوئی ——— مگر افسوس ہمارے والد صاحب نے بغاوت کو دبا دیا پتہ نہیں کتنا گہرا دبا دیا کہ وہ پھر باہر نہیں آئی" ——— عمران نے جواب دیا۔

"کمال ہے ——— پھر تو آپ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے" ——— مس شوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اعتماد چھوڑ آپ اعتماد الدولہ کر سکتی ہیں ——— اچھا اب اجازت ——— یونیورسٹی کا ٹائم ہو گیا ہے" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف سمیت باہر نکل گیا۔

عمران کے جاتے ہی شوگی نے بڑی پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکالا جو ٹرانسسٹر کی شکل کا تھا اور پھر اس نے مادام ڈی سے رابطہ قائم کیا۔

"ہیلو —— شوگی سپیکنگ —— اوور" —— رابطہ قائم ہوتے ہی شو
مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس —— وی سپیکنگ —— اوور" —— دوسری طرف سے مادام
کی آواز ابھری۔

"مادام —— یونیورسٹی میں ریاست وشمپ کے شہزادے نے داخلہ ا
اتفاق سے اس کا کمرہ ہوسٹل میں میرے کمرے کے برابر ہے —— میں ا
کئی دن سے چیک کر رہی تھی —— وہ بے حد احمق اور جذباتی قسم کا نوجوا
اور یونیورسٹی اور ہوسٹل میں بے دریغ دولت لٹا رہا ہے —— اوور" ——
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر اسے اپنے مشن کے لئے ٹیون تھا —— اوور" —— مادام وی کی ا
بھری آواز سنائی دی۔

"مادام —— میں نے ابھی ابھی اس سے بات کی ہے —— وہ خو
مشن میں حصہ لینے کے لئے بے قرار ہے —— بلکہ فنانس بھی کرے گا اور
کے ساتھ ہی اس نے آفر دی ہے کہ وہ اپنی ریاست سے مطلوبہ اسلحہ بھی منگو
دے سکتا ہے" —— اوور" —— شوگی نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ پرنس دل سے ہمارے ساتھ شامل ہو جائے گا۔
نہ ہو کہ وہ راز کھول دے —— اوور" —— مادام وی نے کچھ سوچتے ہوئے
دیا۔

"نہیں مادام —— میں نے اسے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ وہ بے
احمق سا شخص ہے —— وہ ہمارے مطلب کا ہے —— اوور" —— شوگی
یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— اسے ہینڈل کرو —— مگر اسے کسی خفیہ اجلاس میں شریک نہ کرنا —— ہم اسے سائیڈ میں رکھیں گے۔ کیونکہ احمق آدمی بعض اوقات نقصان دہ بھی ثابت ہوتے ہیں —— اوور" —— وی نے منظوری دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام —— ویسے بھی میں نے اسے فنانس کرنے کے لئے منتخب کیا ہے تاکہ مشن کا مالی بوجھ ہلکا کیا جا سکے —— اوور" —— شوگی نے کہا۔

"ہاں —— ٹھیک ہے —— جتنا نچوڑا جا سکے —— نچوڑ لو —— بس شروع میں ہاتھ ہلکا رکھنا —— اور اگر ہو سکے تو اس کے ساتھ ایسی تصویریں بنوا لو —— جن کی بنا پر اسے بلیک میل کیا جا سکے —— اوور" —— مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام —— میں اپنے ساتھ ہی تصویریں بنواؤں گی —— مجھے یقین ہے کہ وہ میرے طلسم سے نہیں بچ سکے گا —— اوور" —— شوگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— مجھے کوئی اعتراض نہیں —— خفیہ کیمرے فٹ کرا دیئے جائیں گے —— اوور" —— مادام نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو —— مادام —— اوور" —— شوگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"راضی کے متعلق مزید کوئی رپورٹ —— اوور" —— مادام وی نے پوچھا

"وہ کام کر رہا ہے مادام —— عنقریب فائنل رپورٹ دے گا —— پھر ابتدائی اجلاس ہوگا —— اوور" —— شوگی نے کہا۔

"ہاں —— جلد از جلد ابتدائی اجلاس ہو جانا چاہئے —— باقی سیکشنوں میں بھی کام ہو رہا ہے —— میں جلد از جلد مشن مکمل کرنا چاہتی ہوں —— اوور" مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام —— اوور" —— شوگی نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" — مادام وی نے کہا اور شوگی نے رابطہ ختم کر دیا۔
پھر اس نے ٹرانسمیٹر الماری میں رکھا اور یونیورسٹی جانے کے لئے لباس تبدیل کرنے میں مصروف ہو گئی۔



بلیک زیرو انسانی پنجہ ہاتھ میں اٹھائے اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جو جولیا وغیرہ نے اسے ایک روز قبل لا کر دیا تھا۔ میز پر ایک موٹی فائل پڑی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے پنجہ واپس میز پر رکھا اور فائل کھول کر غور سے اسے پڑھنے لگا۔ وہ فائل کے صفحے بار بار پلٹتا اور پھر رک جاتا۔ چند لمحے بغور اس صفحے کو دیکھنے کے بعد دوبارہ صفحے پلٹنا شروع کر دیتا۔
اچانک قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو" — بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"کیا ہو رہا ہے — کالے صفر — کاش تم سفید ہوتے چاہے صفر ہی ہوتے تاکہ تمہاری کچھ قدر و قیمت تو ہوتی" — دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"اوہ — عمران صاحب — آپ کے ہوتے ہوئے بھلا میں کس طرح

سفید صفر ہو سکتا ہوں" — بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"چوٹ کر گئے ہو پیارے — سناؤ کیا ہو رہا ہے — کوئی نئی خبر اوور" — عمران نے پوچھا۔
"عمران صاحب — جولیا نے آپ کی یونیورسٹی کے ہوسٹل سے ایک انسانی پنجہ لا کر دیا ہے — انسانی ہاتھ کا پنجہ جس کا انگوٹھا اور دو انگلیاں کٹی ہوئی ہیں — دو انگلیاں وی کی صورت میں اوپر کو اٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے کراس فائل چیک کی ہے۔ مگر اس میں تو اس کے متعلق کوئی حوالہ نہیں ہے" بلیک زیرو نے کہا۔
"وی کی صورت میں انسانی پنجہ — ذرا دیکھو کلائی کی جگہ پر ہڈی میں ستاروں کی مانند تین گڑھے ہیں" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
"ستاروں کی مانند گڑھے" — بلیک زیرو نے چونک کر کہا
اور پھر میز پر پڑا ہوا پنجہ اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔
"ارے ہاں — واقعی تین ستارے نما گڑھے موجود ہیں" — بلیک زیرو نے پرجوش لہجے میں کہا۔
"اوہ — جولیا یہ پنجہ کہاں سے لائی ہے" — عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔
"اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ آپ کے ہوسٹل گئی تھی — وہاں آپ کے برابر کوئی غیر ملکی لڑکی شوگی رہتی ہے — اس کی الماری میں یہ پنجہ موجود تھا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے — میں سمجھ گیا — تم جولیا کو کہو کہ آج شام یہ پنجہ وہ واپس اس کمرے میں رکھ آئے — اس کی عدم موجودگی میں وہ ہوشیار رہے

جائے گی" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"مگر ــــ اس پنجے کا چکر کیا ہے ــــ اوور" ــــ بلیک زیرو۔ الجھے ہوئے لہجے میں کہا

"یہ بین الاقوامی مجرموں کی ایک خوفناک تنظیم کا مخصوص نشان ہے۔ تفصیل کے لئے فائل نمبر بارہ دیکھ لینا" ــــ عمران نے جواب دیا اور ا کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے اٹھ کر وہ لائبریری کی ط بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ضخیم سی فائل تھی ج کے کونے پر سرخ رنگ سے بارہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے فائل کھولی اور اس کا انڈکس دیکھنے لگا ــــ چند لمحوں بع اسے اس تنظیم کا نام انڈکس میں لکھا ہوا مل گیا۔ اس نے فائل میں درج تفصیلا والا صفحہ نکالا اور غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔

یہ فائلیں عمران کی محنت شاقہ کا نتیجہ تھیں۔ اور عمران نے پوری دنیا میں کا کرنے والی یا سابقہ مجرموں کی تنظیموں کا جس حد تک ہو سکا تھا۔ مکمل ریکارڈ مرتب کیا تھا۔

فائل کے مطابق یہ تنظیم بین الاقوامی نوعیت کی تھی۔ اسے دی گینگ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس تنظیم کی سربراہ کوئی عورت تھی جسے مادام دی کہا جاتا تھا۔ یہ تنظیم ملکوں میں اعلیٰ پیمانے کی تخریبی کارروائیوں میں پوری دنیا میں مشہور تھی اور کئی مضبوط ترین حکومتیں اس کے ہاتھوں تباہ ہو چکی تھیں۔

اس تنظیم کا خاصہ یہ تھا کہ یہ انتہائی ہوشیاری، احتیاط اور خفیہ طور پر کام

کرتی تھی۔ اس کے ایجنٹ بظاہر عام افراد جیسی زندگی گزارتے تھے۔ ان کا پولیس یا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ اور نہ ہی اس تنظیم کے افراد براہ راست تخریب، توڑ پھوڑ یا قتل و غارت میں ملوث ہوتے تھے۔ اور نہ ہی یہ اس کے لئے مقامی غنڈوں کی خدمات حاصل کرتے تھے۔

بلکہ تنظیم کی اعلیٰ کمیٹی بڑی احتیاط سے ایک منصوبہ تیار کرتی اور پھر اس منصوبے پر بڑے خفیہ پیمانے پہ کام شروع کر دیا جاتا۔ محسوس یوں ہوتا جیسے یہ سب کچھ عام لوگ کر رہے ہوں۔ مگر آخر میں نتیجہ اس تنظیم کے حسب منشا نکلتا۔

صرف ایک بار مغربی جرمنی میں اس تنظیم کا سراغ ملا تھا اور اس کے کچھ ایجنٹ گرفتار ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے دنیا کو پہلی بار اس تنظیم سے آگاہی ہوئی تھی۔ اس تنظیم کا مخصوص نشان انسانی پنجہ تھا۔ جس کی دو انگلیاں وی کی شکل میں اٹھی ہوئی ہوتی تھیں اور کلائی پر تین ستارے نما گڑھے ہوتے تھے۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ملک میں دی گینگ سرگرم عمل ہے اور ظاہر ہے ان کا مقصد حکومت کا تختہ الٹنا ہے۔ مگر یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ آخر اس تنظیم کے افراد یونیورسٹی دشلوں میں کیوں مقیم ہیں۔

"بہر حال اسے خوشی تھی کہ عمران کو اس تنظیم کی موجودگی کا سراغ مل گیا ہے اب وہ خود ہی اس سے نپٹ لے گا۔

اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"جولیا سپیکنگ" ــــ

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا ——— دانش منزل سے وہ پنجہ حاصل کر کے واپس اسی جگہ رکھ آؤ ——— جہاں سے تم اسے لے آئی تھیں ——— مگر کسی کو پتہ نہ چلے" ——— بلیک زیرو نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— مگر کیا اس پنجے کی کوئی اہمیت ہے" ——— جولیا نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ——— میں دیکھ رہا ہوں کہ کیا اس کی کوئی اہمیت ہے بھی یا نہیں ——— بہرحال تم فوراً پنجہ واپس رکھ آؤ" ——— بلیک زیرو نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر ——— میں شام کو پنجہ حاصل کر لوں گی" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے ——— پنجہ تمہیں کانفرنس ہال کی الماری میں رکھا ہوا مل جائے" بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر بلیک زیرو نے فائلیں دوبارہ الماری میں رکھیں اور پنجہ اٹھا کانفرنس روم میں چلا آیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں پنجہ رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ دوبارہ اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر سلطان سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"طاہر بول رہا ہوں جناب ——— فرمایئے" ——— بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"طاہر ——— عمران کہاں ہے" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"اس نے آجکل یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہوا ہے ——— اور رہتا بھی ہوسٹل میں ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ہاں ——— مجھے یاد آ گیا ——— ایک بار وائس چانسلر نے مجھ سے پوچھا تھا ——— مگر چکر کیا ہے" ——— سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔ انہیں شاید عمران کے داخلے کے متعلق خیال نہیں رہا تھا۔

"فی الحال تو کوئی چکر نہیں جناب ——— عمران صاحب نے بس تفریحاً داخلہ لیا ہے ——— اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی اس کی دیکھا دیکھی اس تفریح میں شامل ہو گئے ہیں" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ——— اچھی تفریح ڈھونڈی ہے ——— مگر عمران کی فطرت دیکھتے ہوئے یقین نہیں آتا کہ وہ خالی تفریح کے چکر میں وہاں گیا ہو گا" سر سلطان نے جواب دیا۔

"وہ گیا تو تفریح کے لئے ہے ——— مگر مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی چکر وہاں بھی چل ہی جائے گا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ——— ظاہر ہے جہاں عمران ہو ——— وہاں چکر کیسے نہ ہو" سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ فرمایئے جناب ——— کیسے یاد کیا" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ——— ایک مشورہ کرنا تھا عمران سے ——— اس سے جیسے ہی رابطہ قائم ہو ——— اسے میرا یہ پیغام دے دینا کہ وہ مجھ سے

مل لے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"بہتر جناب ——— میں آپ کا پیغام دے دوں گا" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا ——— خدا حافظ" ——— سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے بھی رسیور رکھ دیا ——— وہ جانتا تھا کہ سر سلطان اہم مسائل میں ہمیشہ عمران سے مشورہ کرتے تھے۔ اس لئے اسے اس بات پر کوئی حیرت نہ ہوئی کہ سر سلطان عمران سے خارجہ مسائل میں مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔



دارالحکومت کے شمال میں واقع ایک مضافاتی کالونی کے آخری سرے پر موجود ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے اندرونی حصے میں دس بارہ کاریں اور موٹر سائیکل کھڑے نظر آرہے تھے۔ عمارت کے سامنے کے رخ پر آرائشی بلبوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ اور گیٹ پر آرائشی دروازہ نظر آرہا تھا۔

کوٹھی کے اندر ایک ہال کمرے میں اس وقت تقریباً بیس کے قریب افراد موجود تھے۔ جن میں سے اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ وہ سب کرسیوں پہ بیٹھے ایک دوسرے سے گپیں مارنے اور کوکا کولا پینے میں مصروف تھے۔

کوٹھی کے برآمدے میں راضی خوبصورت اور جدید تراش کے سوٹ میں ملبوس کھڑا تھا۔ یہ کوٹھی راضی نے حال ہی میں بنوائی تھی اور وہ یہاں اپنے ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔ آج اس نے اپنی سالگرہ منائی تھی۔ اور اس سلسلے میں اپنے مخصوص دوستوں کی دعوت کی تھی۔ ان میں سے کئی دوست خاص طور پر اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے دوسرے شہروں سے آئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار کوٹھی میں داخل ہوئی اور پورچ کے قریب آکر رک گئی۔ کار میں سے مس شوگی برآمد ہوئی۔ اور راضی اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"ہیلو شوگی ——— بڑا انتظار کرایا تم نے" ——— راضی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— ہاں ——— چند منٹ لیٹ ہو گئی ہوں ——— کیا سب مہمان آگئے" ——— شوگی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— بس تمہارا ہی انتظار تھا ——— تم اندر چلو ——— میں چوکیدار کو گیٹ بند کرنے کی ہدایت کر آؤں" ——— راضی نے جواب دیا اور شوگی مسکراتی ہوئی کوٹھی کے اندر داخل ہو گئی۔ جبکہ راضی تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"گیٹ بند کر دو ——— اور سنو ——— بغیر اجازت کسی کو اندر مت داخل ہونے دینا ——— سمجھے" ——— راضی نے پٹھان چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— سالا آدمی تو کیا مکھی کا بچہ بھی اندر داخل نہیں ہو گا" ——— پٹھان چوکیدار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر گیٹ بند کر دیا۔

راضی سر ہلاتا ہوا واپس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

برآمدے کے قریب پہنچ کر اسے خیال سا آیا اور وہ عمارت کے عقب کی طرف مڑ گیا۔ اس نے عقبی دیوار اور پائیں باغ کا بڑے محتاط انداز میں چکر لگایا۔ جیسے وہ یہاں کسی چھپے ہوئے آدمی کو تلاش کر رہا ہو۔

جب اسے پوری طرح تسلی ہو گئی کہ پائیں باغ میں کوئی آدمی موجود نہ ہے تو وہ مڑ کر عمارت کے سامنے رخ پر آیا اور پھر راہداری سے گزرتا ہوا ہال میں آ گیا۔

"آؤ راضی ——— بھئی یہ تمہاری کون سی سالگرہ ہے" ——— ایک نوجوان نے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو پہلی ہی سمجھو ——— کیونکہ زندگی میں پہلی بار سالگرہ منا رہا ہوں" راضی نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

راضی نے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پڑے ہوئے کیک کو کاٹا اور اس کے ساتھ ہی سب مہمانوں نے تالیاں بجا کر اسے سالگرہ کی مبارکباد دی۔

اس کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا۔ اور چونکہ سب نوجوان تھے۔ اس لئے ایک دوسرے پر خوب فقرے بھی اچھالے گئے اور کھانے پینے کی چیزوں کی چھینا جھپٹی بھی ہوئی۔ سب نے راضی کو تحفے دیئے۔

"اچھا دوستو ——— اب یہ جشن تو اختتام کو پہنچا ——— اس لئے اب ذرا سنجیدگی سے کچھ باتیں ہو جائیں" ——— راضی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ——— شادی کا اعلان کرنے والے ہو" ——— ایک نوجوان نے معنی خیز نظروں سے مس شوگی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ——— مجھ غریب سے کس نے شادی کرنی ہے" ——— راضی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کے سوا سنجیدہ بات اور کون سی ہو سکتی ہے" ——— ایک اور نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دوستو ——— بات یہ ہے کہ میں نے اپنے دوستوں سمیت اقتدار میں آنے کا ایک منصوبہ بنایا ہے ——— اگر سب ساتھی بھرپور ساتھ دیں تو اس منصوبے کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے" ——— راضی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اقتدار میں آنے کا ——— کون سے اقتدار کی بات کر رہے ہو" ——— ایک نوجوان نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ملکی اقتدار کی بات کر رہا ہوں ——— دوستو ——— بات یہ ہے کہ میں کافی عرصے سے سوچ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے اس ملک کو ترقی پر لے جانے کی بجائے تنزلی کی طرف ہی دھکیلا ہے۔ یہ لوگ بوڑھے ہونے کی وجہ سے مصلحت اندیش بن گئے ہیں۔ اور مصلحتوں کو دیکھ دیکھ کر بجائے آگے بڑھنے کے سمٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے میرا یہ یقین ہے کہ اگر ملک کی باگ ڈور نوجوان طبقہ سنبھال لے تو اس ملک کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لایا جا سکتا ہے" ——— راضی نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات تو بالکل درست ہے ——— نوجوان نسل وہ کام کر سکتی ہے جس کا یہ بوڑھے تصور بھی نہیں کر سکتے ——— مگر" ——— ایک نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کا جواب میرے پاس ہے ——— بشرطیکہ آپ سب درست

پورے خلوص اور مکمل رازداری کا حلف اٹھا کر میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو"
راضی نے جواب دیا۔

پورے ہال پر گمبھیر سنجیدگی طاری ہو گئی ——— بات کی نزاکت کا سب کو اچھی طرح احساس تھا۔

"دوستو ——— آپ سب لوگ سٹوڈنٹس سیاست کے اہم ستون ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس وقت حکومت کے خلاف اگر کوئی تحریک چلائی جا سکتی ہے تو صرف طلبا ہی ایسا کر سکتے ہیں ——— اگر آپ سب لوگ مکمل حمایت کا وعدہ کریں تو ہم اس ملک کی باگ ڈور سنبھال سکتے ہیں" ——— راضی نے کہا۔

"راضی ——— تمہیں احساس ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو" ——— ایک نوجوان نے اٹھ کر انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں ——— پوری طرح سوچ سمجھ کر اور انتہائی ذمہ داری سے یہ بات کر رہا ہوں ——— اور سالگرہ کا جشن تو صرف ایک آڑ لے کر منایا گیا ہے ورنہ میں دراصل آپ لوگوں سے اس موضوع پر بات کرنا چاہتا تھا" ——— راضی نے جواب دیا۔

"بھئی ——— راضی کے متعلق ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ بے حد ذمہ دار شخص ہے ——— اس لئے جہاں تک میرا تعلق ہے ——— میں راضی کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلاتا ہوں" ——— ایک نوجوان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اس کے بات کرتے ہی باری باری دوسروں نے بھی راضی کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

"تو دوستو ——— مجھے خوشی ہے کہ آپ سب نے انتہائی ذمہ داری

سمجھ بوجھ سے کام لیا ہے ——— مگر چونکہ یہ انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم سب اپنی مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر اس بات کا عہد کریں کہ اس سلسلے میں مکمل رازداری اور تعاون کیا جائے گا۔ اور کسی قیمت پر اس مشن سے غداری نہ کی جائے گی ——— میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ جلد ہی ہم سب ملک کے اہم عہدوں پر قابض ہو جائیں گے" ——— راضی نے تجویز پیش کی اور سب نے اس کی تائید کی۔

چنانچہ راضی نے میز کی دراز کھول کر مقدس کتاب نکال کر میز پر رکھی۔ اور سب سے پہلے اس پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز سے عہد کیا۔

پھر باری باری سب نے مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر عہد کو دوہرایا۔ مس شوگی کے لئے ان کی مقدس کتاب مہیا کی گئی اور اس نے بھی اپنی مقدس کتاب پر ہاتھ رکھ کر عہد کو دوہرایا۔

"تو دوستو ——— اب میری بات غور سے سنو ——— میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ ہم حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گے ——— توڑ پھوڑ اور تخریبی تحریک ——— یہ تحریک پورے ملک کے طلبا بیک وقت چلائیں گے۔ اور جب حکومت ہماری تحریک کے سامنے بے بس ہو جائے گی تو ہم منصوبے کے مطابق صدارتی محل پر قبضہ کر لیں گے ——— اور تمام سیاسی عہدیداروں کو گرفتار کر کے انہیں گولی مار دی جائے گی ——— اور ہم خود اقتدار پر آ جائیں گے" راضی نے کہا۔

"مگر راضی ——— تمہارے اس منصوبے کو عملی جامہ کس طرح پہنایا جائے گا" ——— فوج ہمارا ساتھ نہیں دے گی ——— اور عوام ——— انہیں کس طرح قابو کیا جائے گا" ——— ایک نوجوان نے کہا۔

"اور پھر سرمایہ کہاں سے آئے گا" ـــــ ایک اور نوجوان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"اور اہم بات یہ کہ تحریک آخر کس طرح کامیاب کی جائے گی" ـــــ ایک نے کہا۔

راضی سب کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا ـــــ جب سب خاموش ہوئے تو اس نے کھڑے ہو کر کہا۔

"دوستو ـــــ اس بارے میں سوچ بچار ہو چکا ہے ـــــ جہاں تک سرمائے کا تعلق ہے ـــــ ہماری یونیورسٹی میں داخل ہونے والا ایک ریاست کا شہزادہ اس بارے میں مکمل امداد کرے گا ـــــ اس کا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ ہم برسراقتدار آکر اس کے باپ کو معزول کر کے اسے بادشاہ نامزد کر دیں۔ کیونکہ اس کا باپ اس کے بڑے بھائی کو اپنی جگہ بادشاہ بنانا چاہتا ہے اور یہ ہمارے لئے اس وقت کوئی مسئلہ نہ ہوگا"

"بالکل ٹھیک ہے ـــــ یہ مسئلہ تو واقعی حل ہو گیا" ـــــ سب نے پرزور انداز میں تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اب رہا یہ سوال ـــــ کہ فوج کیا کرے گی ـــــ تو دوستو ـــــ ہمارے ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ ہماری فوج نے کبھی ملکی معاملات میں دخل اندازی نہیں کی ـــــ اس لئے اس بار بھی ان کی دخل اندازی کا کوئی جواز نہیں ہے ـــــ بفرض محال ایسا ہوا بھی تو ہمارے والدین اور رشتہ دار فوج میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ـــــ ہم انہیں اوپر لے آئیں گے۔ ظاہر ہے وہ یقیناً ہمارا ساتھ دیں گے" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"بالکل درست ہے ـــــ بالکل ٹھیک ہے" ـــــ سب نے

اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اور جہاں تک عوام کا تعلق ہے ـــــ عوام کو دلخوش کن وعدوں سے قابو کیا جا سکتا ہے ـــــ عوام کی نفسیات ہے کہ وہ اس قسم کے دعوؤں پر فوراً بھروسہ کر لیتے ہیں" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"بہت خوب ـــــ بہت خوب" ـــــ سب نے ایک بار پھر تائید کی۔

"اور رہا یہ سوال ـــــ کہ تحریک کیسے کامیاب ہوگی ـــــ تو اس سلسلے میں میں نے ایک منصوبہ بنایا ہے کہ ہم طالب علموں کا ایک بہت بڑا جلسہ کریں گے اور پھر ہمارے آدمی پولیس کی وردیوں میں اس جلسہ گاہ کا انتظام کرنے والی پولیس میں شامل ہو جائیں گے ـــــ یہ لوگ ہمارا اشارہ ملتے ہی فائرنگ کھول دیں گے۔ اور دو تین عام سے طالب علموں کو ہلاک کر دیں گے۔ ان طالب علموں کی لاشوں کو بنیاد بنا کر ہم تحریک کا اعلان کر دیں گے ـــــ اور پھر ہمارے آدمی ہر مقام پر یہی ڈرامہ دوہرائیں گے ـــــ جس کا نتیجہ آپ جانتے ہی ہیں کیا ہوگا۔ اس طرح عوام بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ کیونکہ نوجوانوں کی ہلاکت پورے ملک کا ایک جذباتی مسئلہ بن جائے گا" ـــــ راضی نے شیطانی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ واقعی بے حد اچھا اور قابل عمل منصوبہ ہے ـــــ اگر ایسا ہو جائے تو ہماری کامیابی یقینی ہے" ـــــ شوگی نے فوری طور پر کہا۔

اور پھر باقی سب بھی آہستہ آہستہ اس تجویز پر رضامند ہو گئے۔

"راضی ـــــ کیا تم میری ایک بات کا سچ سچ جواب دو گے" اچانک ایک لڑکے نے کھڑے ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ ہاں ـــــ کیوں نہیں" ـــــ راضی نے چونکتے ہوئے کہا

اور باقی سب افراد کی نظریں بھی اس لڑکے پر جم گئیں۔

"تمہارا یہ منصوبہ کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پہ کام تو نہیں کر رہا" ـــــ نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"غیر ملکی طاقت" ـــــ راضی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "کیا مطلب ـــ سمجھا نہیں" ـــــ اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے فقرہ مکمل کیا

"دیکھو راضی ـــــ میں تمہیں کافی عرصے سے جانتا ہوں ـــــ آج پہلے تم نے ملکی سیاست میں کبھی ٹانگ نہیں اڑائی ـــــ بلکہ جہاں تک میر ہوں ـــ تم ملکی سیاست میں ملوث ہونا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ مگر آ لے یکایک اتنا خوفناک اور اہم منصوبہ بنا لیا۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں تمہاری اس ذہنی کایا پلٹ میں کون سے عناصر کار فرما ہیں" ـــــ اس لڑکے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے طاہر ـــــ پچھلے کئی ماہ سے بس مجھے احسا ہونے لگا ہے کہ ہمارا ملک بجائے ترقی کرنے کے اور زیادہ تنزلی کی طرف رہا ہے۔ چنانچہ فطری طور پر میں نے اس کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا ـــــ آخ میں اس نتیجے پہ پہنچا کہ اس ملک کی قیادت کو گرم اور نئے خون کی ضرورت راضی نے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

مس شوگی کی نظریں اس نوجوان پر جمی ہوئی تھیں جس نے یہ بات کی تھی سمجھ گئی کہ اعتراض کرنے والا نوجوان کچھ ضرورت سے زیادہ ذہین ہے اور کی ذہانت شوگی کے نظریئے کے مطابق خطرناک بھی ہو سکتی تھی۔ اس لئے نے دل ہی دل میں اس نوجوان کے متعلق ایک فیصلہ کر لیا۔

"ایسا نہ ہو راضی ـــــ کہ جب ہمارا مشن کامیاب ہونے کے قریب

تو کوئی غیر ملکی طاقت درمیان میں کود پڑے اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں" ـــ ایک اور نوجوان نے کہا۔

"اگر ہمارے درمیان مکمل رازداری رہی تو ایسا نہیں ہوگا۔ دراصل ہماری تحریک پر کسی کو یہ شبہ نہ ہو سکے گا کہ ہم اس کا انجام کس طور پہ کریں گے۔ دنیا کے ہر ملک میں طلباء تحریکیں چلتی رہتی ہیں۔ مگر آج تک ایسا نہیں ہوا کہ طلباء نے تحریک چلا کر اقتدار پر قبضہ کر لیا ہو۔ اس لئے ظاہر ہے کسی کو اس بات کا خیال نہیں آئے گا ـــــ اور ہم اچانک اپنے نقطۂ نظر کے مطابق تحریک کو موڑ کر اقتدار پر قبضہ کر لیں گے ـــــ اور ظاہر ہے قبضہ کے بعد کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم مطمئن ہیں ـــ اب ہمیں بتاؤ کہ اس سلسلے میں عمل اقدام کب کیا جائے گا" ـــــ بیشتر لڑکوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو دوستو ـــــ یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے ـــــ اگر حکومت کو ہمارے اس مشن کی بھنک بھی مل گئی تو ہم سب ہمیشہ کے لئے جیلوں میں سڑتے رہیں گے ـــــ اس لئے جو کچھ بھی کیا جائے گا ـــــ انتہائی سوچ سمجھ کر کیا جائے گا ـــــ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب اس تحریک کا آغاز ہو تو پھر یہ درمیان میں رکے نہیں ـــــ اس لئے فی الحال آپ لوگوں کا یہ کام ہوگا کہ اپنے اپنے حلقوں سے ایسے نوجوانوں کو منتخب کریں جو اس مشن میں ہمارا ہاتھ بٹا سکیں ـــ مگر انہیں اصل مشن کی ہوا تک نہیں لگنی چاہیئے۔ اس دوران میں کچھ ضروری اقدامات کر لوں گا۔ اور پھر ہم ایک آخری میٹنگ بلا کر عملی اقدامات کے بارے میں فیصلہ کر لیں گے" ـــــ راضی نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"درست ہے ـــــ ہم سب اس میٹنگ کا شدت سے انتظار کریں گے۔"

سب نوجوانوں نے بیک زبان ہوکر کہا۔ اور راضی نے میٹنگ برخواست ہونے کا اعلان کر دیا۔

اور پھر سوائے مس شوگی کے سب باری باری راضی سے ہاتھ ملا ملا کر باہر نکل گئے۔

" جب کوٹھی خالی ہوگئی تو شوگی نے راضی سے مخاطب ہوکر کہا۔

" تم نے بہت اچھا کام کیا ہے راضی —— مجھے بہت خوشی ہوئی ہے بہرحال تم میں بہت صلاحیتیں ہیں" —— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہ

" ابھی آگے آگے دیکھنا مس شوگی —— کہ میں کیا کرتا ہوں —— لی تو مجھے یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر اور سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹ منتخب نہیں کیا گیا" —— راضی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" اور تو سب ٹھیک ہے راضی —— البتہ مجھے اس نوجوان طاہر سے خطرہ ہے —— وہ خطرناک حد تک ذہین معلوم ہوتا ہے —— اگر اس کانٹا ہمیشہ کے لئے نکال دیا جائے تو میرا خیال ہے زیادہ بہتر ہوگا" —— نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے —— خدا کے لئے ایسا نہ کرنا —— تم ہم نوجوانوں کی نفس سے واقف نہیں ہو —— اگر طاہر کو اچانک کچھ ہوگیا تو ہم سب کے میں بہت سے سوال پیدا ہو جائیں گے —— اور معاملہ ضرورت سے زیادہ بگڑ جائے گا" —— راضی نے کہا۔

" چلو —— وہی حربہ اس پر استعمال کر دیں گے —— جو تم پر استعمال گیا تھا" —— شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں —— وہ نوجوان ملک سے بہت زیادہ مخلص ہے ——

اسے ذرا سا بھی احساس ہوگیا کہ اس مشن کی پشت پر غیر ملکی ہاتھ ہے تو وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے گا" —— راضی نے جواب دیا۔

" پھر تم ہی کوئی تجویز بتاؤ —— جس سے اس کی طرف سے مطمئن ہو جائے" —— شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" تم فکر نہ کرو —— میں اسے سنبھال لوں گا —— وہ ہمارے لئے خطرہ نہ بنے گا —— بس تم یہ بتاؤ کہ اب ہمارا آئندہ کیا اقدام ہوگا" —— راضی نے پوچھا۔

" آئندہ اقدام کے متعلق جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا —— پھر تمہیں بتا دیا جائے گا" —— شوگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا ایسا نہیں ہو سکتا شوگی —— کہ آج کی رات تم یہیں رہ جاؤ" —— راضی نے پرہوس لہجے میں کہا۔

" نہیں —— ابھی نہیں —— میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ جب مشن مکمل ہو جائے گا —— تو تمہاری ہر خواہش پوری ہو جائے گی مگر ابھی نہیں" —— شوگی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے چلتی ہوئی ہال کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوسٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ اسے ابھی ابھی معلوم ہوا تھا کہ مس شوگی سٹوڈنٹس یونین کے صدر راضی کی سالگرہ پر گئی ہے۔ اس لیے وہ جلد از جلد اس کے کمرے میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ چونکہ اس وقت یونیورسٹی ٹائم تھا۔ اس لیے ہوسٹل میں سوائے چوکیدار کے اور کوئی نہ تھا۔ سب کمرے خالی پڑے ہوئے تھے ـــــ جوزف بھی عمران کے پیچھے تھا۔

"جیسے ہی عمران ہوسٹل کے گیٹ میں داخل ہونے لگا۔ چوکیدار نے آگے بڑھ کر حسب عادت بڑے مودبانہ انداز میں جھک کر سلام کیا۔

"سنو ـــــ میرا دل ہنٹر بیف کھانے کو چاہ رہا ہے" ـــــ عمران نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر چوکیدار کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ میں ابھی شہر سے جا کر لے آتا ہوں ـــــ کتنا ہو" ـــــ چوکیدار نے پوچھا۔

"بس ـــــ دس روپے کا لے آؤ ـــــ باقی تم رکھ لینا" ـــــ عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور چوکیدار کی باچھیں پھیل کر کانوں سے جا لگیں۔

"بہتر جناب ـــــ بس آپ کو کم از کم ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا" ـــــ چوکیدار نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ـــــ ہنٹر بیف کے لیے میں ساری عمر تمہارا انتظار کر سکتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جوزف ـــــ تم یہیں گیٹ پر ٹھہرو ـــــ جب تک میں اشارہ نہ کروں کسی کو اندر نہ داخل ہونے دینا" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف تیزی سے مڑ کر گیٹ پر جم گیا۔

عمران سیدھا مس شوگی کے کمرے کی طرف بڑھا ـــــ اس نے جیب سے ایک باریک مگر مضبوط سی تار نکالی۔ اور چند لمحوں کی کوششوں کے بعد دروازے کا مضبوط قفل کھلتا چلا گیا۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

اور پھر اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ مگر الماری کے ایک خانے میں پڑے ہوئے اس پنچے کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ عمران نے ٹرانسسٹر اٹھا کر اسے غور سے دیکھا مگر وہ ہر طرف سے ٹرانسسٹر ہی تھا اس نے پشت کی طرف سے اسے کھول کر دیکھا مگر وہ واقعی ٹرانسسٹر تھا۔ عمران نے اسے واپس رکھ دیا۔

پورے کمرے کی تلاشی لینے کے باوجود عمران کو وہاں سے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا۔ جس کی پشت پر ٹیپ چپکا ہوا تھا۔ اس ٹیپ کی مدد سے اس نے وہ بٹن شوگی کے پلنگ کے نچلے حصے پر چپکا دیا۔ اور پھر کمرے کی ہر چیز کو اسی طرح اسی جگہ رکھ کے وہ باہر آ گیا۔ اس نے اس ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لی تھی کہ اندر داخل ہونے والے کو اس امر کا احساس بھی نہ ہو سکتا تھا۔

دروازے کا قفل لگا کر اس نے جوزف کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا اور اپنے

کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جوزف گیٹ چھوڑ کر کمرے میں آ گیا۔

عمران نے کونے میں پڑا ہوا ایک بیگ اٹھایا —— اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے میں سے ایک جدید ترین وائرلیس ٹیپ ریکارڈ نکال کر اس کا بٹن آن کیا اور ٹیپ ریکارڈ کو اپنے پلنگ کی سائیڈ میں بنے ہوئے خانے میں رکھ دیا۔

"جوزف —— تم یہیں کمرے میں ٹھہرو —— میں شام کو آؤں گا" —— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوزف نے سر ہلا دیا۔

عمران کمرے سے باہر نکلا اور پھر سائیڈ دروازے سے ہوتا ہوا ہوسٹل کی پارکنگ میں پہنچ گیا۔ یہاں اس کی خوبصورت کار موجود تھی جس پر ریاست ڈھمپ کا جھنڈا اور مخصوص نشان موجود تھا۔

عمران نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ خاصی تیز رفتاری سے اسے دوڑاتا ہوا مین روڈ پر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دانش منزل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ عمران نے نیچے اتر کر دانش منزل کا گیٹ کھولا اور پھر کار کو اندر لے گیا۔ جیسے ہی اس نے کار پورچ میں کھڑی کی۔ بلیک زیرو اپنے مخصوص کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گیا۔

"ہیلو عمران صاحب —— آج کیسے ادھر بھول پڑے" —— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار —— میں نے سوچا —— کہیں تم اکیلے رہتے رہتے اداس نہ ہو گئے ہو —— اس لئے تمہارا پتہ کرنے آیا ہوں" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ —— واقعی کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے میں بور

ہو گیا ہوں" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے لئے کیسوں کی کمی ہے بلیک زیرو —— بس فرق یہ ہے کہ یہاں بورڈ لگوا دو —— لیڈی ڈاکٹر بلیکی زیرو —— اور بس کیس ہی کیس آنے شروع ہو جائیں گے" —— عمران نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"وہ سر سلطان کا فون آیا تھا —— کوئی مشورہ کرنا چاہتے ہیں آپ سے" بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا —— مگر اب میں نے مفت مشورے دینے بند کر دیئے ہیں —— بڑی ہنگائی ہو گئی ہے" —— عمران نے مخصوص انداز میں کہا اور مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

"عمران صاحب —— وہ مادام وی کے کیس کا کیا ہوا —— جولیا نے تو پیچہ واپس کر دیا تھا" —— بلیک زیرو نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں —— میں نے دیکھا ہے —— فی الحال میں نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے —— آگے دیکھو کیا ہوتا ہے" —— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب —— آخر مادام وی کا ہمارے ملک میں مشن کیا ہو گا" بلیک زیرو نے بھی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہی —— حکومت کا تختہ الٹنا اور پھر سیدھا کر کے خود بیٹھ جانا" عمران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"مگر یوں سٹوڈنٹس ہوسٹل میں پیچہ رکھ کر تو حکومت کا تختہ نہیں الٹا جا سکتا" بلیک زیرو نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ تعلیمی تختہ الٹنا چاہتے ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ——— عمران بول رہا ہوں" ——— عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب ——— آپ نے تو مجھے بھلا ہی دیا ہے"۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی شکر بھری آواز سنائی دی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ٹائیگر ——— بس تمہاری ضرورت ہی نہیں پڑی" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر سے وہ ہمیشہ سنجیدہ لہجے میں بات کرتا تھا۔

"سر ——— کوئی نہ کوئی ضرورت نکال لیا کریں ——— خالی بیٹھے بیٹھے تو مجھے زنگ لگتا جا رہا ہے ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ارے واقعی ——— میں تو سمجھا تھا تم سٹین لیس کے ہو تمہیں زنگ نہیں لگتا ——— مگر شاید دیسی ساخت کا سٹین لیس ہو" ——— عمران کا ذہن پٹڑی سے اترنا شروع ہو گیا" ——— اور دوسری طرف سے ٹائیگر کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر ——— تمہارے ذمہ ایک کام لگاتا ہوں ——— مگر کام انتہائی ہوشیاری سے کرنا ہوگا" ——— اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ فرمایئے جناب ——— آپ کبھی ٹائیگر کو غافل نہیں پائیں گے"۔ ٹائیگر بھی جواب میں سنجیدہ ہو گیا۔

"یونیورسٹی کی سٹوڈنٹس یونین کا ایک لڑکا راضی ہے ——— تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ خاص طور پر یونیورسٹی کے بعد کی مصروفیات چیک کرنی ہیں۔ مگر کام اس طرح ہونا چاہیئے کہ اسے قطعی احساس نہ ہو" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس نے نیو ٹاؤن میں نئی کوٹھی بنوائی ہے۔ وہ آجکل وہیں رہ رہا ہے۔ کوٹھی کا نمبر گیارہ ہے۔ ——— آج شاید وہاں وہ اپنی سالگرہ کا جشن منا رہا ہے۔ مجھے اس فنکشن کی بھی مکمل رپورٹ چاہیئے ——— بی۔ ٹا یئو ٹرانسمیٹر پر تم رپورٹ دے سکتے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"بہتر جناب" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"تو کیا واقعی ——— تعلیمی تختہ الٹا ہو رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے عمران کے ریسیور رکھتے ہی پوچھا۔

"نہیں بلیک زیرو ——— مادام ری گینگ چھوٹے چھوٹے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس لئے ان کا مشن تو واقعی خطرناک ہوگا مگر طریقہ کار کیا ہوگا میں اسی کا پتہ چلانا چاہتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ——— جب اس کے ایک ایجنٹ کا پتہ چل گیا ہے تو کیوں نہ اسے اغوا کر کے دانش منزل لے آیا جائے اور اسی سے تمام تفصیلات حاصل کر لی جائیں" ——— بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ بھی تھانیداروں کی طرح کام کرتا ہے کہ تشدد کرو اور مسئلہ حل۔ بلیک زیرو ——— مادام ری کوئی چھوٹی موٹی تنظیم نہیں ——— مس شوگی جیسے نجانے کتنے ایجنٹ ہمارے ملک میں کام کر رہے ہیں ——— مس شوگی کی گرفتاری سے صرف اتنا ہوگا کہ وہ چوکنے ہو جائیں گے اور مس شوگی سے رابطہ ختم کر دیں گے اور ہم مکمل اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے رہ جائیں گے" ——— عمران نے

طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہوسکتا ہے مس شوگی مادام وی کے متعلق جانتی ہو" ——— بلیک زیرو نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— مادام وی کا طریقہ کار ایسا ہے کہ وہ کبھی سامنے نہیں آتی۔ بس کہیں بیٹھی اپنے مہروں کو چلاتی رہتی ہے۔ ویسے یہ بات یقینی ہے کہ مادام وی اس وقت ہمارے ملک میں موجود ہے" ——— عمران نے کہا۔

"یہ اندازہ آپ نے کیسے لگا لیا" ——— بلیک زیرو نے یوں پوچھا جیسے بچہ اپنے استاد سے سوال کرتا ہے۔

"اس لئے کہ شوگی کا رابطہ یقیناً اس سے ٹرانسمیٹر پر ہوگا اور اگر ملک سے باہر کی کال ہوتی تو اب تک ہمارا ٹرانسمیٹر سیکشن اسے کیچ کر چکا ہوتا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ٹھیک ہے ——— سمجھ گیا ——— اب میں بھی اندازہ لگا سکتا ہوں کہ مادام وی یقیناً دارالحکومت میں موجود ہوگی" ——— بلیک زیرو نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— اب تمہاری حس اندازہ کام کرنے لگی ہے۔ بس میں اسی مادام وی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اس کے ایجنٹوں کی گرفتاری کوئی مسئلہ نہ ہوگی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور مادام وی کا کیسے پتہ چلے گا" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یار تم نے تو آتے ہی میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا ——— اگر انٹرویو میں پاس ہو جاتا تو یہی جاسوسی رہ گئی تھی کرنے کے لئے ——— کہیں نائب تحصیلدار بن کر بیٹھے ہوئے راج کرتے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا مقصد تھا کہ اگر کوئی لائن آف ایکشن مل جاتی تو میں سیکرٹ سروس کو اس کام پر لگا دیتا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"لائن آف ایکشن ڈھونڈ کر میں دوں اور سیکرٹ سروس لیس لگا کر اس کیس کا سہرا اپنے سر باندھ لے ——— یہ نہیں ہو سکتا ——— لائن آف ایکشن میں ڈھونڈوں گا تو سہرا بھی میں ہی باندھوں گا ——— کم سے کم والد صاحب کی حسرت تو پوری ہو جائے گی" ——— عمران نے کہا۔

"چلیں آپ ہی سہرا باندھ لیں ——— سیکرٹ سروس بیچاری کنواری رہ جائیگی تو کوئی بات نہیں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ ——— تمہارے ہوتے کیسے کنواری رہ جائے گی" ——— عمران نے کہا۔

"میں تو ویسے بھی زیرو ہوں اور وہ بھی بلیک" ——— بلیک زیرو بھی مذاق پر اتر آیا۔

"کوئی بات نہیں ——— میں نے ایک عمدۃ الحکما قسم کا آدمی ڈھونڈ لیا ہے بس اس سے پارہ قائم نہیں ہوا۔ جس دن قائم ہو گیا بس سمجھ لو تم بھی قائم ہو جاؤ گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور پارہ قیامت تک قائم نہیں ہوگا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"پارہ نہ قائم ہوا تو قیامت تو قائم ہو جائے گی ——— کچھ نہ کچھ تو قائم ہوگا ہی" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس کر خاموش ہو گیا۔

"میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں ——— شاید اس بار وہ مشورہ کی فیس دے ہی ڈالیں ——— فکر نہ کرو فیس مل گئی تو تمہارا کمیشن کھرا" ——— عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر چھوٹی بڑی کئی سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور سکرینوں کے نیچے جدید قسم کی کمپیوٹر نما مشینری تھی۔ مشینوں کے سامنے کرسی پر ایک نوجوان سبز رنگ کا چست لباس پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے پر ہیجان کا عالم تھا۔ جیسے اس نے کوئی خاص چیز دیکھ لی ہو۔

چند لمحوں بعد اس نے مشین کا ایک بٹن آف کیا اور پھر اٹھ کر اس نے شمالی دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک قد آدم مشین کا بٹن آن کیا۔ چند لمحوں بعد اس مشین کے سپیکر سے آواز ابھری۔

"یس ــــ دی سپیکنگ" ــــ

"نمبر ٹو سپیکنگ ــــ مادام ــــ آپ کے حکم کے مطابق پرنس آف ڈھمپ کی کار میں انڈیکیٹر لگا دیا گیا تھا۔ اس کی رپورٹ بھی آگئی ہے اور مس شوگی کے کمرے میں موجود خفیہ وائرلیس کیمروں کی رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے۔ جو انتہائی خاص ہے اس لیے میں نے سوچا کہ آپ کو فوری طور پر مطلع کر دوں" ــــ نوجوان نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ کنکٹ کرو" ــــ مادام دی کی آواز سنائی دی۔

اور نوجوان نے آگے بڑھ کر ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ سکرین پر عمران کی کار کی تصویر ابھر آئی۔ عمران ہوسٹل کے دروازے سے نکل کر کار میں بیٹھ رہا تھا۔ پھر کار ہوسٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر مین روڈ پر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگی۔ کمرے میں کار کی آواز کے ساتھ ساتھ ٹریفک کا شور بھی سنائی دے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک پھاٹک کے سامنے رکتی نظر آئی۔ عمران نیچے اترا اور پھر اس نے ایک مخصوص بٹن دبا کر پھاٹک کھولا اور پھر کار پھاٹک کے اندر داخل ہو گئی۔ جیسے ہی کار عمارت کے پورچ میں پہنچی ــــ ایک اور نوجوان برآمدے میں ظاہر ہوا۔

"ہیلو ــــ عمران صاحب ــــ آج کیسے ادھر بھول پڑے" ــــ عمارت کے اندر سے آنے والے نوجوان نے کہا۔

"یار میں نے سوچا کہیں تم اکیلے رہتے رہتے اداس نہ ہو گئے ہو۔ اس لئے تمہارا پتہ کرنے آیا ہوں" ــــ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ ــــ واقعی میں کوئی کیس نہ ہونے کی وجہ سے بور ہو گیا ہوں" ــــ دوسرے نوجوان نے جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس کیلئے کیسوں کی کمی ہے بلیک زیرو؟ ــــ بس فرق یہ ہے کہ یہاں بورڈ لگوا دو ــــ لیڈی ڈاکٹر بلیکی زیرو ــــ اور بس کیس ہی کیس آنے شروع ہو جائیں گے" ــــ عمران نے کار سے اتر کر نوجوان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے نوجوان کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

"وہ ــــ سر سلطان کا فون آیا تھا ــــ وہ کوئی مشورہ کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسرے نوجوان نے کہا۔

"اچھا ــــ مگر اب میں نے مفت مشورے دینے بند کر دیئے ہیں۔ بڑی مہنگائی

ہوگئی ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دوسرا نوجوان بھی اس کے پیچھے تھا۔ دوسرے لمحے سکرین پر سے وہ دونوں اوجھل ہو گئے۔

نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"ویری بیڈ نمبر ٹو ——— اس کا مطلب ہے پرنس آف ڈھمپ کا اصلی عمران ہے اور اس کا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے" ——— مادام وی کی تشویش سے پُر آواز سنائی دی۔

"جی ہاں ——— اسی لئے تو میں نے آپ کو دکھانا ضروری سمجھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مس شوگی کے کمرے کا منظر بھی دیکھ لیجئے" ——— نمبر ٹو نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اسی مشین کا ڈائل تھوڑا سا گھمایا۔ اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر منظر بدل گیا۔

سکرین پر مس شوگی کے کمرے کا اندرونی منظر دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ پھر سکرین پر عمران بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے کی تلاشی لیتا نظر آیا۔ وہ چند لمحے ٹرانسسٹر کو اٹھا کر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے کھول کر پشت کی طرف سے دیکھا اور دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔ تلاشی لینے کے بعد عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور بٹن کی پشت پر لگی ہوئی ٹیپ کی مدد سے اس نے وہ بٹن مس شوگی کے پلنگ کے نیچے چپکا دیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"نمبر ٹو ——— یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے ——— مس شوگی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی ہے۔ اور سب سے بڑا ستم یہ ہوا کہ اس نے عمران کو دا

دشمن سمجھتے ہوئے مشن کے لئے فنانس کرنے کو بھی کہہ دیا ہے" ——— مادام وی کی تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

"یس مادام ——— سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ چکی ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے اس ملک کی سیکرٹ سروس انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے اس کا فوری حل ہونا چاہئے" ——— نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ مس شوگی کے ساتھ عمران کو بھی ختم کر دیا جائے" ——— مادام وی نے سرد لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے مادام ——— مس شوگی نے پرنس کو راضی کے متعلق بھی بتا دیا ہوگا۔ اور سیکرٹ سروس مس شوگی کے بعد راضی کے ذریعے ہم تک پہنچ جائے گی اور اگر وہ پہنچ نہ سکے تو صرف راضی کی نگرانی کر کے وہ عین موقعہ پر ہمارے مشن کو ختم کر سکتے ہیں" ——— نمبر ٹو نے کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہو سکتا ہے ——— مگر اس سٹیج پر ہم نے اپنے مشن کا تمام تر دارومدار راضی پر رکھا ہے ——— اگر راضی کو ختم کر دیا جائے تو پھر مشن کے لئے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے" ——— مادام وی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پھر اس کا ایک اور حل ہو سکتا ہے کہ مس شوگی کی بجائے عمران کو ختم کیا جائے اور سیکرٹ سروس کی عمارت پر دھاوا بول کر اسے تباہ کر دیا جائے ——— جہاں تک میرا خیال ہے یہی عمارت سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ——— اور اگر ہم اس دوسرے نوجوان کو زندہ پکڑ سکیں تو اس پر تشدد کر کے اس سے سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کا پتہ چلایا جا سکتا ہے اور پھر انہیں چن چن کر ختم کیا جا سکتا ہے ——— اس طرح مشن کے راستے میں پیدا ہونے

والی رکاوٹ ختم ہو جائے گی اور ہم اطمینان سے مشن کی تکمیل کر سکیں گے'
نمبر ٹو نے تجویز پیش کی۔

"تمہاری تجویز تو اپنی جگہ درست ہے ـــ مگر یہ ہماری اب تک کی ر
کے خلاف ہے ـــ ہم قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتے" ـــ
دی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مادام ـــ یہاں ہمیں روایت سے ہٹ کر ہی کام کرنا پڑے گا
ہو سکتا ہے مشن کے ساتھ ساتھ ہماری تنظیم بھی خطرے میں پڑ جائے"۔
نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ ٹھیک ہے ـــ اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں
ٹھیک ہے ـــ تم خود یہ کام کرو ـــ میں کسی مقامی غنڈے کو در
میں نہیں لانا چاہتی اور کام انتہائی جلدی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اب مشن مکمل
والا ہے" ـــ مادام دی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام ـــ میں سب انتظام کر لوں گا ـــ
کل تک تفصیلی رپورٹ مل جائے گی" ـــ نمبر ٹو نے پر اعتماد لہجے میں

"کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے ـــ میں اس سلسلے میں کوئی
چھوٹا اور لاپرواہی برداشت نہیں کروں گی" ـــ مادام نے سخت لہجے میں ک
مسرت "ٹھیک ہے مادام ـــ مجھے اس بات کا بخوبی احساس ہے" ـــ
نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــ دوسری طرف سے مادام دی کی آواز سنائی دی اور
نے آگے بڑھ کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اور تیزی سے ایک الماری کی ط
بڑھا۔

الماری کے نچلے تہہ خانے میں ایک عجیب سا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے
ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور تیزی سے ایک چکر نما موٹھ گھما کر فریکوئنسی سیٹ کرنے
میں مصروف ہو گیا۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی ٹرانسمیٹر کے سامنے کے حصے پر
ایک چھوٹا سا چوکور خانہ روشن ہو گیا۔ اس خانے میں سکرین نصب تھی۔
نمبر ٹو نے سکرین روشن ہوتے ہی ایک اور بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے
سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔

یہ ایک برآمدہ تھا اور اس میں سے مس شوگی تیز تیز قدم اٹھاتی باہر
لان کی طرف چلی جا رہی تھی۔

نمبر ٹو چند لمحے غور سے مس شوگی کو دیکھتا رہا ـــ جب مس شوگی پورچ
میں موجود کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی تو نمبر ٹو نے ہاتھ بڑھا کر ایک سرخ
رنگ کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے
ساتھ ہی مس شوگی سکرین پر چونک پڑی ـــ اس نے بڑی تیزی سے
کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـــ مس شوگی ـــ نمبر ٹو سپیکنگ" ـــ نمبر ٹو نے کہا۔

"یس ـــ میں اٹنڈ کر رہی ہوں" ـــ مس شوگی نے کار سٹارٹ
کرتے ہوئے جواب دیا۔

"مس شوگی ـــ تم نے اپنے پیچھے مقامی سیکرٹ سروس کو لگا لیا ہے"۔
نمبر ٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ سیکرٹ سروس اور میرے پیچھے" ـــ شوگی یوں
اچھلی جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔

"ہاں مس شوگی ـــ پرنس آف ڈھمپ دراصل یہاں کی سیکرٹ سروس کا

آدمی ہے ـــــ اس نے تمہارے کمرے کی تلاشی لی ہے اور یہ بھی کہ دیا ایک ٹرانسمیٹر بھی فٹ کر دیا ہے تاکہ تمہاری بات چیت ٹیپ ہو سکے" ـــــ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ یہ تو بہت برا ہوا ـــــ میں نے تو مادام کے کہنے پر اس مشن کے بارے میں بھی بات چیت کر لی تھی" ـــــ شوگی نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس وقت اس کی کار راضی کی کوٹھی سے نکل کر مین روڈ پر پہنچ چکی تھی۔

"ہاں ـــــ اسی لئے فیصلہ ہوا ہے کہ پرنس کو ختم کر دیا جائے اور یہا کی سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ہاں ـــــ اب یہ ضروری ہو چکا ہے ـــــ مگر پرنس یونیورسٹی میں بیحد مقبو رکھتا ہے۔ اس کی اچانک موت شکوک کا باعث بنے گی۔ اور ہو سکتا ہے پولی بھی متوجہ ہو جائے" ـــــ شوگی نے کار ایک طرف خالی جگہ پر روکتے ہوئے

"نہیں ـــــ میرا خیال ہے اس کی موت کو کسی طرح حادثے کا روپ د اس طرح کسی کو کوئی شک نہیں ہوگا" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے ـــــ کل یونیورسٹی میں سالانہ کھیلیں ہو رہی ہیں میں شمشیر زنی کا مقابلہ بھی ہوگا۔ اور پرنس نے لڑکوں کے اصرار پر شمشیر زنی مقابلہ میں حصہ لینے کا اعلان کیا ہے ـــــ اگر کسی طرح اس مقابلے کے دو اس کا خاتمہ ہو سکے تو یہ ایک ایسا حادثہ بن جائے گا جو واقعی اچانک ہوگا" مس شوگی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لینے والے کسی بھی کو جو میری قد و قامت کا ہو بہلا کر میرے پاس لے آؤ ـــــ میں اس کا میک

کر کے اس مقابلے میں حصہ لوں گا ـــــ اور اپنی تلوار کی نوک پر ایسا زہر لگا دوں گا جو چیک نہ ہو سکے اور ہارٹ اٹیک کا رزلٹ دے" نمبر ٹو نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک ہے ـــــ ایک لڑکا حسن بالکل آپ کے قد و قامت کا ہے وہ ہوسٹل میں رہتا ہے ـــــ میں اسے ابھی وہاں سے لے کر آپ کے پاس پہنچا دیتی ہوں" ـــــ مس شوگی نے چہکتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــــ اور سنو ـــــ ہوسٹل میں جا کر کوئی ایسی بات نہ کرنا جو مشکوک ہو اور نہ ہی وہ ٹرانسمیٹر ہٹانے کی کوشش کرنا ورنہ پرنس مشکوک ہو جائے گا اور کھیل بگڑ سکتا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں خیال رکھوں گی" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

اور نمبر ٹو نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے۔ شمشیر زنی میں وہ مہارت کا درجہ رکھتا تھا۔ اور اس کے لئے مقابلے کے دوران عمران کو ضرب پہنچانا انتہائی آسان تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا زہر موجود تھا جسے آج تک طب چیک نہ کر سکی تھی۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ کل پرنس اپنے انجام کو پہنچ جائے گا اور اس کے بعد سیکرٹ سروس سے نپٹ لیا جائے گا۔

ٹائیگر عمران کا فون ملتے ہی فوری طور پر حرکت میں آ گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کا موٹر سائیکل انتہائی تیز رفتاری سے شہر کی مضافاتی کالونی نیوٹاؤن کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے جسم پہ سیاہ رنگ کا انتہائی چست لباس تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی موٹر سائیکل نیوٹاؤن کالونی میں داخل ہو گئی۔ نمبر گیارہ الف کالونی کے انتہائی آخری سرے پر واقع تھی۔

ٹائیگر کوٹھی کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ واقعی کوٹھی میں کسی فنکشن کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ گیٹ کے باہر سبزے کا دروازہ نصب کیا گیا تھا۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا ——— اس لئے ٹائیگر کوٹھی کے اندر نہ جھانک سکا۔

کوٹھی کراس کرنے کے بعد اس نے اپنی موٹر سائیکل کو ٹرن دیا اور پھر بائی روڈ سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف نکل آیا۔

عمران نے چونکہ فنکشن کی رپورٹ حاصل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اس لئے ٹائیگر کا کوٹھی کے اندر جانا ناگزیر تھا۔ ٹائیگر نے موٹر سائیکل کو ایک طرف درخت کی اوٹ میں کھڑا کیا اور پھر اسے لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور مراچانک اس کا جسم پنجوں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ کھڑے کھڑے اتنی اونچی ملانگ لگانا ٹائیگر کا ہی کام تھا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ دیوار پہ جم گئے اور مراس کا جسم بازوؤں کے زور پہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ دیوار کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے دیوار پہ لیٹا کوٹھی کے عقبی اندرونی حصہ کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر دیوار کا سرا دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور دیوار کی لمرونی طرف لٹک گیا۔ پھر اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور ٹائیگر زمین پر آ گرا۔ زمین پر گرتے ہی وہ تیزی سے دیوار کے ساتھ دبک گیا۔ مگر جب اس دھماکے کے ردعمل میں کوئی آدمی سامنے نہ آیا تو ٹائیگر اٹھا اور دبے قدموں چلتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی پشت پر گندے پانی کی نکاسی کے لئے ایک پائپ چھت تک چلا گیا تھا۔ ٹائیگر بڑے اطمینان سے پائپ پہ چڑھتا ہوا چھت پہ پہنچ گیا اور پھر سیڑھیوں سے اتر کر درمیانی راہداری میں آ گیا۔ یہاں اسے نیچے ہال کمرے میں ابھرنے والے شور و غوغا کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

ٹائیگر بڑی تیزی سے ایک روشندان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے روشندان کا کنارہ دبا کر نیچے جھانکا۔ اب سالگرہ کا پورا منظر واضح تھا اور ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی میز پہ موجود کیک کاٹا جا رہا تھا۔

"ہونہہ ——— آنا بیکار ہی ثابت ہوا ——— یہاں تو واقعی سالگرہ منائی جا رہی ہے" ——— ٹائیگر نے دل ہی دل میں سوچا۔ مگر اب چونکہ وہ یہاں تک پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس نے پوری کارروائی دیکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

اور پھر سالگرہ کے اختتام پر جب اچانک لاصنی نے اصل موضوع سے ہٹ

کہ تقریر شروع کی تو ٹائیگر بری طرح چونک پڑا۔ پہلے تو وہ کچھ دیر باتیں سنتا پھر ان باتوں کی اہمیت کے پیش نظر اس نے اس کارروائی کو ریکارڈ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید مگر چھوٹا سا وائرلیس ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ اب ہال میں ہونے والی تمام گفتگو ٹیپ میں محفوظ ہونی شروع ہو گئی۔

یہ ایک ایسا خوفناک منصوبہ تھا کہ ٹائیگر کو جھرجھریاں آنی شروع ہو گئیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر منصوبہ کامیاب ہو گیا تو اسے سنبھالنا حکومت کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔

جب یہ میٹنگ برخاست ہو گئی تو ہال میں صرف راضی اور وہ غیر ملکی لڑکی شوگی باقی رہ گئی۔ ٹائیگر نے ان کے درمیان میں ہونے والی تمام گفتگو بھی ریکارڈ کی اور جب مس شوگی ہال سے باہر نکل گئی تو ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر آف کر کے جیب میں ڈالا۔ اسے چونکہ راضی کی نگرانی کرنے کا حکم ملا تھا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ میٹنگ کے بعد راضی جو کچھ کرتا ہے اسے بھی چیک کر لیا جائے۔ چنانچہ وہ روشندان سے آنکھ لگائے بیٹھا رہا۔

مس شوگی کے باہر جانے کے بعد راضی چند لمحے خاموش کرسی پر بیٹھا رہا۔ جیسے وہ اپنے ہی دل میں کوئی فیصلہ کر رہا ہے۔ پھر وہ اٹھ کر کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

ابھی اس نے الماری کھولی ہی تھی کہ ٹائیگر کی ناک میں سرسراہٹ ہوئی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر اچانک آنے والی چھینک نہ رک سکی۔ چھینک کی آواز سے راہداری گونج اٹھی۔

اسی لمحے راضی نے چونک کر اوپر روشندان کی طرف دیکھا۔ ٹائیگر پھرتی سے پیچھے ہٹ گیا۔ مگر شاید راضی نے اس کی جھلک دیکھ لی تھی۔ کیونکہ راضی انتہائی

تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا ہال سے باہر نکل آیا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا راز فاش ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر کوٹھی سے نکل جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راضی سیڑھیوں کے ذریعے اوپر آئے گا۔ اس لئے وہ تیزی سے بھاگتا ہوا واپس چھت پر پہنچا۔ اس نے چھت کے کنارے سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کوٹھی کی عقبی سمت خالی تھی۔ ٹائیگر اسی پائپ کے سہارے نیچے اترنے لگا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کے قدم زمین پر لگتے۔ اچانک راضی عمارت کے کونے سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ ٹائیگر نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اور راضی اچھل کر دور جا گرا۔ ٹائیگر نے الجھنے کی بجائے فرار ہونے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ وہ ہر قیمت پر وہ ٹیپ عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ راضی کو ایک طرف اچھالتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت سے عقبی دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دیوار تک پہنچتا۔ ایک بڑا پتھر گولی کی رفتار سے اڑتا ہوا اس کی گدی پر پڑا۔ اور ٹائیگر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

یہ پتھر راضی نے پھینکا تھا۔ اور اب یہ ٹائیگر کی بدقسمتی ہی تھی کہ پتھر ٹھیک نشانے پر پڑا۔ بلکہ کچھ اتنی قوت سے لگا کہ ٹائیگر کے دماغ پر اندھیرے کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ چند لمحوں بعد وہ زمین پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

راضی اس کے گرتے ہی دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک اور پتھر تھا۔ مگر جب اس نے ٹائیگر کو بے حس و حرکت دیکھا تو وہ رک گیا۔ اس نے بڑی تیزی سے ٹائیگر کو سیدھا کر کے اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور دوسرے

لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ ٹائیگر مرا نہیں تھا بلکہ بے ہوش ہوگیا تھا۔

راضی نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹائیگر کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور اسے لیکر واپس عمارت میں آگیا۔ ایک کرسی پر ٹائیگر کو بٹھا کر اس نے اس کے پورے جسم کو اچھی طرح مضبوط رسیوں سے باندھ دیا۔ اب ٹائیگر ہوش میں آنے کے باوجود حرکت کرنے سے معذور رہتا۔ پھر راضی نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اور اس کا ٹیپ ریکارڈر ریوالور اور دوسرا سامان نکال کر فرش پر ڈال دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ آخر یہ شخص اس کوٹھی میں کیسے پہنچ گیا۔

اسے اچھی طرح احساس تھا کہ جس منصوبے پر وہ کام کر رہا ہے۔ اگر اس کی بھنک بھی حکومت کے کانوں میں پڑگئی تو وہ ساری عمر کے لئے جیلوں میں سڑتا رہ جائے گا۔ اور اس آدمی کی موجودگی سے صاف ظاہر تھا کہ ان کے منصوبے کی بھنک حکومت تک پہنچ چکی ہے۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اچانک ہی اس نے ایک فیصلہ کرلیا۔ اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کردے گا۔ اس طرح شاید سرکاری گواہ بن جانے کی وجہ سے اسے معاف کردیا جائے۔ اب اسے صرف اس گروہ سے خطرہ تھا جس کی ایجنٹ مس شوگی تھی کہ انہیں جب راضی کی غداری کا علم ہوگا تو وہ اس کی جان کے لاگو ہوجائیں گے۔ مگر اس نے یہی سوچا کہ اگر اس کی وجہ سے اس گروہ کو گرفتار کرلیا گیا تو پھر اس کی جان بچ سکتی ہے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرکے وہ اٹھا۔ اس نے کونے میں پڑا ہوا پانی کا جگ اٹھایا اور لاکر ٹائیگر کے سر پر انڈیل دیا۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر نے آنکھیں کھول لیں۔ راضی اسے

غور سے دیکھ رہا تھا۔

ٹائیگر ہوش میں آتے ہی کسمسایا۔

"بیکار ہے دوست ——— تم میری اجازت کے بغیر حرکت بھی نہیں کرسکتے"۔ راضی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ——— میرے ساتھی باہر موجود ہیں۔ اگر مجھے دیر ہو گئی تو وہ تمہاری کوٹھی پر دھاوا بول دیں گے" ——— ٹائیگر نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ جو ہوگا دیکھا جائے گا ——— تم نے ہماری تمام گفتگو یقیناً سن لی ہے مگر شاید ٹیپ بھی کرلی ہے۔ اس لئے اب کم از کم تمہاری موت ہمارے لئے ضروری ہوگئی ہے" ——— راضی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری موت یا زندگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا ——— راضی! تمہارا منصوبہ حکومت کی نظروں میں ہے اور تم اب کسی صورت نہیں بچ سکتے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم حکومت کے کس شعبے سے تعلق رکھتے ہو" ——— راضی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کسی بھی شعبے سے سمجھ لو ——— اس سے کیا فرق پڑتا ہے" ——— ٹائیگر نے گول مول جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوست ——— دراصل میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ میں بجائے مجرموں کے ہاتھوں میں کھیلنے کے اپنی خدمات حکومت کو پیش کرنا چاہتا ہوں" ——— راضی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم واقعی سنجیدہ ہو" ——— ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ــــ میں واقعی سنجیدہ ہوں ــــ مگر میری ایک شرط ہوگی کہ مجھے مجرموں سے تحفظ دیا جائے" ــــ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ ہمیں تمہاری شرط قبول ہے" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ مجھے تمہارے کسی بڑے افسر کی طرف سے ذمہ داری چاہیئے" راضی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ ایسا کرو میرے ہاتھ آزاد کر دو اور ٹیپ ریکارڈر مجھے دے دو ــــ میں ابھی تمہاری بات کرا دیتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے تجویز پیش کی۔

"تم مجھے دھوکہ تو نہ دو گے" ــــ راضی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"دھوکہ کیسا ــــ جب تم ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہو تو یہ بات ہمارے فائدے میں جائے گی ــــ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ تمہیں دھوکہ دیں" ٹائیگر نے کہا۔

"او کے" ــــ راضی نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کے ہاتھوں کی بندشیں کھول دیں اور ٹیپ ریکارڈر اٹھا کر اس کے حوالے کر دیا مگر خود اس کا ریوالور اٹھا کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ٹائیگر نے ٹیپ ریکارڈر کے کونے میں لگا ہوا ایک خفیہ بٹن دبایا تو ٹیپ میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ہی عمران کی آواز سنائی دی

"یس ــــ عمران سپیکنگ ــــ اوور" ــــ

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب ــــ اوور" ــــ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا

"ہاں ــــ کیا رپورٹ ہے ــــ اوور" ــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت راضی کی کوٹھی میں موجود ہوں ــــ مسٹر راضی نے مجرموں

کے خلاف اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ اس کے بدلے میں وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں تحفظ دیا جائے ــــ اوور" ــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ مگر کیوں ــــ اوور" ــــ عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"آپ براہ راست ان سے بات کر لیں ــــ اوور" ــــ ٹائیگر نے کہا اور ٹیپ ریکارڈر راضی کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ــــ راضی سپیکنگ اوور" ــــ راضی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر راضی ــــ آپ نے اچانک فیصلہ کیوں بدلا ــــ اوور" ــــ دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔

"جناب آپ کا آدمی میری کوٹھی میں آیا تو میں نے اسے پکڑ لیا ــــ اس وقت وہ میرے سامنے کرسی پر بندھا ہوا ہے ــــ آپ کے آدمی کو پکڑنے کے بعد میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں مجرموں کے ساتھ شامل رہا تو حکومت کے ہاتھوں نہ بچ سکوں گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ میں مجرموں کا ساتھ دینے کی بجائے حکومت کا ساتھ دوں ــــ اوور" ــــ راضی نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر تم اس منصوبے میں شامل کیسے ہوئے ــــ اوور" ــــ عمران نے پوچھا۔

اور راضی نے بلیک میل ہونے کے متعلق سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"ہوں ــــ اس کا مطلب ہے کہ تم صرف مس شوگی کے بارے میں جانتے ہو ــــ اس سے زیادہ مجرموں کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں ــــ اوور" ــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب ــــ مگر میں جانتا ہوں کہ میرے بغیر مجرموں کا منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا ــــ اوور" ــــ راضی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں سمجھتا ہوں ــــ مگر منصوبہ کیا ہے ــــ اوور" عمران

نے پوچھا۔

"میرے خیال میں آپ کے آدمی نے ہمارے منصوبے کی تمام تفصیلات ٹیپ کر لی ہیں ـــــ آپ وہ ٹیپ سن لیں" ـــــ راضی نے کہا اور اس کے ساتھ وہ ٹیپ ریکارڈر دوبارہ ٹائیگر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"میں نے اس بھیانک منصوبے کو ٹیپ کر لیا ہے جناب ـــــ آپ اسے سن لیں ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیپ ریکارڈ کا بٹن آن کر دیا۔

کمرے میں خفیہ اجلاس کی کارروائی گونجنے لگی۔ جب تک ٹیپ چلتا رہا۔ وہ خاموش رہے ـــــ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ کچھ اسی قسم کا منصوبہ ہو گا۔ بہرحال واقعی مجرموں کا یہ منصوبہ راضی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا ـــــ اس لئے اگر راضی ہمارے ساتھ شامل ہوں تو ہم نہ صرف انہیں مکمل تحفظ دیں گے بلکہ ان کا اب تک کا قصور معاف بھی کیا جا سکتا ہے ـــــ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"شکریہ جناب ـــــ آپ مجھے جیسے حکم دیں گے میں ویسے ہی کروں گا۔" راضی نے کہا۔

"مسٹر راضی ـــــ جس تنظیم نے آپ کو آلہ کار بنایا ہے ـــــ یہ خوفناک مجرمو بین الاقوامی تنظیم ہے جو کسی غیر ملکی طاقت کے اشارے پر حکومت کا تختہ الٹنا چاہتی اور ظاہر ہے آپ کو صرف استعمال کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی اس تنظیم کی نظروں میں کی اہمیت ختم ہوئی ـــــ آپ کو ختم کر دیا جائے گا ـــــ اوور" ـــــ عمران نے

"میں سمجھتا ہوں جناب ـــــ اسی لئے تو میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اوور" راضی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ یہ ٹرانسمیٹر تم اپنے پاس رکھ لو ـــــ ٹائیگر تمہیں اس کے استعمال کا طریقہ سمجھا دے گا ـــــ تم فی الحال ان کے ساتھی بنے رہو۔ بس تمہارا کام یہ ہو گا کہ مجھے اس ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دیتے رہنا۔ باقی ہم خود سنبھال لیں گے اوور" ـــــ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ میں تیار ہوں ـــــ اوور" ـــــ راضی نے جواب دیا۔

"ٹائیگر ـــــ تم ٹیپ نکال کر ٹرانسمیٹر راضی کے حوالے کر دو اور اسے اس کا استعمال سمجھا دو ـــــ اب اس کی نگرانی کی ضرورت نہیں ـــــ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے عمران نے کہا اور ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔

راضی نے آگے بڑھ کر تمام رسیاں کھول ڈالیں۔ ٹائیگر نے کیسٹ ٹیپ سے نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر راضی کو اس کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگا۔ جب راضی اچھی طرح سمجھ گیا تو ٹائیگر نے اپنا سامان اٹھا کر واپس جیبوں میں ڈال لیا

"اچھا ـــــ مجھے اجازت" ـــــ ٹائیگر نے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آیئے ـــــ میں آپ کو پھاٹک تک چھوڑ آؤں" ـــــ راضی نے کہا۔

"ارے نہیں ـــــ میں عقبی سمت سے جاؤں گا ـــــ ہو سکتا ہے تمہارا چوکیدار مجرموں کا ساتھی ہو یا پھر تمہاری کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو" ـــــ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اس طرف تو میرا ذہن ہی نہ گیا تھا" ـــــ راضی نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آیا اور دوبارہ اسی پائپ کے ذریعے وہ کوٹھی کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ عقبی دیوار پار کر کے

وہ کوٹھی سے باہر پہنچ گیا اور چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ ٹیپ عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔

سالانہ کھیلوں کی وجہ سے آج یونیورسٹی کی رونق عروج پر تھی۔ سب سے زیادہ رش شمشیر زنی کے مقابلے والی جگہ پر تھا۔ کیونکہ پرنس آف ڈھمپ اس قابلے میں حصہ لے رہا تھا۔ اور پرنس نے اپنی شمشیر زنی کے قصے کچھ اس طرح ڑھا چڑھا کر ساتھیوں کو سنائے تھے کہ وہ سب اس کی شمشیر زنی کا انداز دیکھنا چاہتے تھے۔

شمشیر زنی کے مقابلے میں کئی لڑکے حصہ لے رہے تھے۔ اور ان میں سے یک لڑکا عباس تو شمشیر زنی میں اتنی مہارت رکھتا تھا کہ بین الاقوامی مقابلوں ں حصہ لے کر انعام جیت چکا تھا۔ اور لڑکے عباس اور پرنس کا مقابلہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ مقابلے کے رنگ کے چاروں طرف لڑکے اور لڑکیاں کثیر تعداد ں موجود تھے۔ اور کئی لڑکے جن میں عباس بھی شامل تھا۔ مقابلے کی پریکٹس میں صروف تھے جبکہ پرنس ابھی تک وہاں نہ پہنچا تھا۔
رنگ کے بالکل قریب ہی مس شوگی موجود تھی۔ اور اس کی نظریں ایک لڑکے

پرجمی ہوئی تھیں۔ اس لڑکے کا نام محسن تھا اور وہ مقابلے کا لباس پہنے ہاتھ اٹھائے رنگ کے ایک کونے میں خاموش کھڑا تھا۔ مس شوگی جانتی تھی کہ کے میک اپ میں ٹبر ٹو موجود ہے۔ محسن کو وہ رات کو ہی کار میں سوار کر کے گئی اور اس نے اسے ٹبر ٹو کے حوالے کر دیا تھا۔

ابھی مقابلہ شروع ہونے میں تھوڑی دیر باقی تھی کہ پرنس کی آمد کا اور سب لڑکے اور لڑکیاں سر اٹھا کر ادھر دیکھنے لگے۔ جدھر سے پرنس آ

عمران اپنی مخصوص سج دھج میں بڑے اطمینان سے چلتا ہوا رنگ کی بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے جوزف تھا جس نے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی

عمران نے رنگ کے قریب آکر جوزف کے ہاتھ سے تلوار لی اور چڑ چڑھ کر رنگ میں داخل ہوا۔ تمام لڑکے اور لڑکیوں نے پرنس کے حق میں نعر لگانے شروع کر دیئے۔

"ساتھیو ــــ! بہتر ہے کہ میں ان مقابلوں میں حصہ نہ لوں ــــ و سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ کے لئے مقابلوں سے معذور ہو جائیں گے"۔ نے تلوار سر سے بلند کرتے ہوئے کہا۔

"ارے بہت دیکھے ہیں تم جیسے پرنس ــــ تم لوگ بس ڈینگیں مار ہو" ــــ رنگ کے دوسرے کونے میں کھڑے ہوئے چیمپئن عباس بڑے ناگوار لہجے میں کہا۔

"بھئی تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہو ــــ ڈینگ ہی ماری ہے تو نہیں ماردی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے شمشیر زنی کے پہلے مقابلے کا اعلان ہو گیا۔ اور دو شمشیر زن لہراتے آگے۔

"ٹھہرو ــــ یہ مقابلہ نہیں ہو سکتا" ــــ اچانک عمران نے چیخ کر کہا اور دونوں شمشیر زن جو تلواریں لہرا کر پینترا بدلنے ہی والے تھے اچانک ٹھٹھک کر رک گئے۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں ان پدی شمشیر زنوں کا مقابلہ دیکھنے میں ضائع کر دوں ــــ میں مقابلے میں حصہ لینے والے تمام شمشیر زنوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اکٹھے ہو کر مجھ سے مقابلہ کریں" ــــ عمران نے رنگ کے درمیان میں آکر اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"رنگ کے اردگرد موجود لڑکے اور لڑکیوں نے ــــ ٹھیک ہے ــــ ٹھیک ہے ــــ کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔ مقابلے کے منتظم پروفیسر صاحب نے پہلے اس طرح مقابلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ مگر سب طالب علموں کے پرزور اصرار پر آخر کار شکست تسلیم کرنی ہی پڑی۔

اور رنگ کے باہر بیٹھی ہوئی مس شوگی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اب ٹبر ٹو کا کام اور زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ پانچ تلواروں سے مقابلہ کرتے ہوئے عمران کسی بھی صورت اپنے آپ کو ہلکا سا زخم لگنے سے نہ بچا سکتا تھا اور پھر یہ بھی معلوم ہو سکتا تھا۔ کہ یہ زخم کس تلوار سے آیا ہے۔

اور پھر منتظمین کے اعلان پر پانچ شمشیر زن تلواریں لہراتے ہوئے میدان میں کود پڑے جبکہ ان کے مقابلے میں عمران اکیلا تھا۔

کھیل شروع ہونے کا اعلان ہوتے ہی پانچوں شمشیر زن بڑی پھرتی سے عمران پر پل پڑے مگر عمران تو بجلی بنا ہوا تھا۔ ظاہر ہے جب ریوالور کی گولیاں عمران کو نہ چھو سکتی ہوں تو بے چاری تلواروں کی تو بساط ہی کیا تھی۔ عمران ابھی تک صرف دفاع ہی کر رہا تھا اور پورا میدان تالیوں سے گونج رہا تھا۔

مس شوگی کی آنکھوں میں حیرت کے بے پناہ تاثرات تھے۔ اسے عمران کی پھرتی اور تیزی پر رشک آ رہا تھا۔ پانچوں شمشیر زن اپنی بے پناہ کوششوں کے باوجود اب تک عمران کو تلوار کی نوک تک نہ لگا سکے تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ پانچوں تھکنے لگے جبکہ عمران میں پہلے سے زیادہ تیزی آتی جا رہی تھی اور پھر اچانک عمران نے پینترہ بدل کر وار کر دیا اور سابق چیمپئن عباس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا میں پرواز کرتی ہوئی رنگ سے باہر جا گری۔ اور پورا میدان بے پناہ تالیوں سے گونج اٹھا۔

کھیل کے اصول کے مطابق عباس کو شکست تسلیم کرتے ہوئے میدان سے باہر آنا پڑا۔ اور دوسرے لمحے ایک اور شمشیر زن کی تلوار ایک ہلکے سے کھٹکے سے دو ٹکڑے ہو گئی۔ اب مقابلہ میں تین رہ گئے۔ عمران اب جارحانہ موڈ میں آ گیا تھا اور اس کے بے پناہ وار شمشیر زنوں کو بچانا مشکل ہو رہے تھے۔

پھر عمران نے اچانک ایک ایسے مخصوص انداز میں تلوار گھمائی کہ بیک وقت دو تلواریں ہوا میں اڑتی چلی گئیں۔ اب مقابلہ میں صرف نمبر ٹو رہ گیا تھا۔ نمبر ٹو چونکہ ایک منجھا ہوا اور ماہر کھلاڑی تھا۔ اس لئے عمران اور اس کے درمیان مقابلہ زور پکڑتا چلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے دونوں کا پلڑا برابر ہو۔

مس شوگی سانس روکے ہوئے بیٹھی تھی کہ اچانک عمران کا پاؤں رپٹ گیا اور نمبر ٹو کو اس پر وار کرنے کا موقع مل گیا۔ مگر نیچے گرتے گرتے بھی عمران نے نمبر ٹو کی تلوار کا بھرپور وار اپنی تلوار پر روک لیا۔ مگر نمبر ٹو نے کچھ اس قدر طاقت سے وار کیا تھا کہ وار رکنے کے باوجود اس کی تلوار کی نوک عمران کی کلائی پر خراش ڈال گئی۔ اور اسی لمحے عمران نے اتنی پھرتی سے جوابی وار کیا کہ نمبر ٹو کی تلوار بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اس طرح عمران نے یہ زور دار مقابلہ

جیت لیا۔

میدان نعروں سے گونج اٹھا اور عمران بڑے فخریہ انداز میں تلوار لہراتا ہوا رنگ میں چکر لگانے لگا۔

لاؤڈ سپیکر پر عمران کی جیت کا اعلان کیا گیا اور پھر مہمان خصوصی نے رنگ میں آکر عمران کو طلائی تمغہ پہنایا۔

نمبر ٹو اس دوران رنگ سے اتر کر باہر جا رہا تھا اور مس شوگی بھی وہاں سے کھسک گئی تھی۔

ابھی عمران مہمان خصوصی سے باتیں کر ہی رہا تھا کہ اس کا رنگ زرد پڑنے لگا یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل ڈوبتا ہی جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ اس کے جسم سے جیسے جان نکل گئی ہو اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر رنگ میں ہی گر پڑا۔

مہمان خصوصی اور دوسرے لوگ حیرت سے بت بنے کھڑے اسے گرتا دیکھتے رہے۔ مگر اسی لمحے اچانک جوزف رنگ میں داخل ہوا۔ اس نے بڑی پھرتی سے عمران کو کندھے پر لادا اور انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں عمران کی کار موجود تھی۔

اور چند لمحوں بعد جوزف عمران کو کار میں ڈالے انتہائی تیز رفتاری سے کار دانش منزل کی طرف اڑائے چلا جا رہا تھا۔ عمران کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور اس کا سانس رک رک کر آ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران بس اب چند لمحوں کا مہمان ہو۔ نمبر ٹو کی تلوار پر لگا ہوا زہر اپنا کام دکھا رہا تھا۔ اور عمران تیزی سے موت کے اندھیرے غار میں اترتا چلا جا رہا تھا۔

"کیا ـــــ یہ پرنس واقعی ختم ہو جائے گا" ـــــ شوگی نے کمرے میں موجود کرسی سنبھالتے ہوئے نمبر ٹو سے پوچھا۔

"ہاں ـــــ اب اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ میں نے تلوار کی نوک پر مشرقی افریقہ کی جڑی بوٹیوں یوکا سے نکلنے والا زہر لگا دیا تھا۔ اس زہر کی خصوصیت یہ ہے کہ دل کی رفتار ـــــ آہستہ ہوتی چلی جاتی ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹوں کے اندر انسان ختم ہو جاتا ہے۔ مگر پوسٹ مارٹم رپورٹ صرف ہارٹ فیلور کی ہی ہوگی" ـــــ نمبر ٹو نے ایک مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس نے شمشیر زنی والا لباس اتار دیا تھا۔

"کیا اس کا کوئی علاج نہیں ہے" ـــــ شوگی نے پوچھا۔

یوں لگتا تھا جیسے اسے عمران کی موت پر دلی صدمہ ہوا ہو۔ وہ شاید اسے پسند کرنے لگی تھی۔

"نہیں ـــــ ابھی تک ہماری طب اس کا علاج نہیں ڈھونڈ سکی۔ افریقہ میں اس زہر کو رنگین موت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس زہر سے مرنے کے بعد جسم کے مختلف حصوں کا رنگ مختلف ہو جاتا ہے۔ کوئی حصہ سرخ ہوگا تو کوئی زرد ـــــ کوئی سفید ہو جائے گا تو کوئی سبز" ـــــ نمبر ٹو نے مشین کا ہینڈل گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"بہر حال وہ پرنس بنا تھا تو اس کے لئے رنگین موت ہی ہونی چاہیئے تھی"
گی نے مسکراتے ہوئے کہا اور نمبر ٹو کے حلق سے قہقہہ نکل گیا۔

"ایک بات ہے ـــــ یہ پرنس زبردست شمشیر زن تھا۔ اگر مجھے اس کھیل ں خاص مہارت حاصل نہ ہوتی تو شاید میں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پاتا" ـــــ ٹو نے کہا۔

"میرا خیال ہے ـــــ بس اس کی موت آ ہی گئی تھی کہ اس کا پیر اچانک پھسل گیا ہ"...... شوگی نے جواب دیا۔

"ہاں یقیناً ـــــ بس اسی موقع سے میں نے فائدہ اٹھایا اور اس کی کلائی خراش لگانے میں کامیاب ہوا اور یہ واقعی اتفاق ہی تھا" ـــــ نمبر ٹو نے ہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

دوسرے لمحے مشین کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اور شین سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگی۔

"یس ـــــ مادام وی سپیکنگ" ـــــ اچانک آواز کمرے میں گونجی اور ں کے ساتھ ہی سکرین پر ایک عورت کا سیاہ رنگ کا خاکہ ابھر آیا۔ بس وہ خاکہ ہی تھا۔ خدوخال نظر نہ آتے تھے۔

"نمبر ٹو سپیکنگ مادام" ـــــ نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مس شوگی بھی تمہارے پاس موجود ہے" ـــــ مادام وی نے پوچھا۔

"یس مادام ـــــ ہم ابھی ابھی پرنس کا خاتمہ کر کے آئے ہیں" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"کیا پرنس ختم ہو گیا" ـــــ مادام وی کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"یس مادام وی ـــــ ہم نے اسے رنگین موت مار دیا ہے" ـــــ نمبر ٹو نے

تخریبی لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔ تو پوکا ذہر لگایا ہے اُسے ۔۔۔ ویوی گڈ ۔۔۔ پھر تو واقعی ان کا خاتمہ ہو گیا ہوگا ۔۔۔ اب باقی سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا پروگرام ہے" مادام وی نے پوچھا۔

"اس سلسلے میں آپ کو کال کیا تھا ۔۔۔ ہم نے انٹرٹیلی لنک پر سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں جس نوجوان کو دیکھا تھا ۔۔۔ وہ شاید سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے۔ اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس پر تشدد کر کے سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کا پتہ چلایا جا سکتا ہے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"درست خیال ہے ۔۔۔ اگر سیکرٹ سروس کا ایک بھی ممبر قابو آ جائے تو پھر باقی لوگوں کا پتہ لگ سکتا ہے" ۔۔۔ مادام وی نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے مادام ۔۔۔ میں آج رات ہی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے اسے اغوا کر لاؤں گا ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ ایک بار اگر وہ میرے ہتھے چڑھ گیا تو پھر باقی ممبران کا میرے ہاتھ سے بچنا محال ہے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر نمبر ٹو ۔۔۔ اسے معمولی بات مت سمجھو ۔۔۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظام کیا گیا ہوگا ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ تم خود پھنس جاؤ" ۔۔۔ مادام وی نے کہا۔

"میں صورت حال کو سمجھتا ہوں مادام ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ مس شوگی میرے ہمراہ جائیں گی ۔۔۔ اگر کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی تو مس شوگی میری مدد کریں گی" ۔۔۔ نمبر ٹو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔۔۔ کس وقت آپریشن کرو گے" ۔۔۔ مادام وی نے پوچھا۔

"آج رات دس بجے کا خیال ہے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں خود اس آپریشن کی نگرانی کروں گی" ۔۔۔ مادام وی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مادام ۔۔۔ ویسے مجھے یقین ہے میں کامیاب واپس لوٹوں گا" ۔۔۔ نمبر ٹو نے کہا۔

"گڈ لک" ۔۔۔ مادام وی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔ نمبر ٹو نے مشین آف کر دی۔

"مس شوگی ۔۔۔ میں وہ مشین چلاتا ہوں جس میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی کی گئی ہے ۔۔۔ تم اسے غور سے دیکھو پھر بیٹھ کر پروگرام مرتب کریں گے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے ایک اور مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا" ۔ مس شوگی نے کہا۔

اور نمبر ٹو نے ایک مشین کے خانے سے فلم کا ڈبہ نکال کر دیوار کے ساتھ سٹینڈ پر فٹ پروجیکٹر پر چڑھا دی۔ اس کے بعد اس نے کمرے کی تمام بتیاں بجھا دیں اور اس کے بعد پروجیکٹر کا بٹن آن کر دیا۔ سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی اور پھر سکرین پر کار چلنے کا منظر ابھر آیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔

مس شوگی بڑے غور سے فلم دیکھتی رہی۔ عمران کی کار دانش منزل میں پہنچی اور عمران اور بلیک زیرو کے درمیان ہونے والے مکالمے بھی اس نے غور سے سنے۔ جب وہ دونوں عمارت کے اندر داخل ہو گئے تو سکرین صاف ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز ابھری اور نمبر ٹو نے بتیاں روشن کر دیں
"یہ یہاں کی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے ـــــ اور یہ دوسرا آدمی ہی شاید اس کا سربراہ ہے ـــــ ہم نے اسے اغوا کرنا ہے" ـــ نمبر ٹو نے پروجیکٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی دیواریں بہت اونچی ہیں" ـــــ شوگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ـــــ میں نے پروگرام بنا لیا ہے ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے عمارت میں یہ آدمی اکیلا رہتا ہے ـــــ اس لیے تم عمارت کے اندر جاؤ گی۔ تمہارے پاس الیکٹرو کوڈ ٹرانسمیٹر ہو گا۔ اگر تمہیں چیک کر لیا گیا تو مجھے چیکنگ پروسیجر کا پتہ چل جائے گا۔ پھر میں اس پروسیجر کو توڑ کر اندر آ جاؤں گا ـــــ وہ آدمی ظاہر ہے تمہاری طرف متوجہ ہو گا۔ اس طرح میں آسانی سے اس پر قابو پا لوں گا" ـــــ نمبر ٹو نے شوگی کو پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ جیسے آپ کہیں" ـــــ شوگی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو اٹھ کر مشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

بلیک زیرو بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے مخصوص کمرے کے اندر ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور اداسی کے شدید تاثرات نمایاں تھے۔

عمران کو جوزف انتہائی خطرناک حالت میں یونیورسٹی سے اٹھا کر لایا تھا اور بلیک زیرو نے عمران کو سپیشل سر سنز ہسپتال پہنچا دیا تھا ـــــ جہاں ملک کے ماہر ڈاکٹر اسے بچانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔ مگر عمران کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔

افسوسناک صورت حال یہ تھی کہ عمران کی بیماری کی تشخیص تک نہ ہو سکی تھی۔ ماہرین کو کوئی بیماری نہ ملتی۔ صرف کلائی پر ایک خراش سی تھی۔ مگر عمران کے دل کے دھڑکنے کی رفتار لمحہ بہ لمحہ آہستہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

سر سلطان بھی سر سنز ہسپتال میں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی وہاں موجودگی کی وجہ سے تمام ڈاکٹر الرٹ تھے۔ مگر ڈاکٹروں کے لٹکے ہوئے چہرے اور ان کی آنکھوں سے برستی ہوئی مایوسی بتا رہی تھی کہ عمران کا بچنا محال ہے۔

سر سلطان نے بلیک زیرو کو واپس بھیج دیا تھا۔ اور اب بلیک زیرو انتہائی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کا اپنا دل ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں بار بار میز پر پڑے ٹیلی فون پر پڑتیں۔ مگر پھر وہ دانتوں سے ہونٹ

کاٹتا ہوا نگاہیں ہٹا لیتا۔

عمران شمشیرزنی کے مقابلے میں حصہ لیتے ہوئے اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ شمشیرزنی کا یہ مقابلہ شام کو چھ بجے منعقد ہوا تھا اور اب رات کے دس بجنے والے تھے۔ ان چار گھنٹوں میں عمران کی حالت سنبھلنے کی بجائے اور زیادہ بگڑ گئی تھی۔

اس نے ٹیلیفون پر سر سلطان سے بات کی تھی۔ مگر دوسری طرف سوائے مایوسی کے اور کچھ نہ تھا۔

بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ اگر عمران ختم ہو گیا تو کیا ہو گا۔ یہ سوچ کر ہی اس کا دل ڈوبنے لگتا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل کہتا کہ عمران ناقابل تسخیر ہے وہ نہیں مر سکتا۔ مگر دوسرے لمحے اسے خیال آ جاتا کہ عمران بھی آخر انسان ہے۔ وہ مر بھی سکتا ہے۔

اسی ادھیڑ بن میں وقت گزرا چلا جا رہا تھا کہ اچانک کمرے میں سیٹی کی آواز گونجی اور بلیک زیرو یوں چونکا جیسے کمرے میں بم پھٹ گیا ہو۔ اس نے چونک کر دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب دیکھا۔ بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

بلیک زیرو بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر دانش منزل کی شمالی سمت کا منظر نظر آ رہا تھا۔ بلیک زیرو نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی سیاہ رنگ کے چست لباس میں ملبوس رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اتر رہی تھی۔

بلیک زیرو چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ لڑکی نیچے اتر کر

تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ دبے قدموں اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی کون ہے اور دانش منزل میں کیوں داخل ہوئی ہے۔

لڑکی آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ جب وہ صحن کے درمیان میں پہنچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی عمارت کے اوپر والے حصے میں ایک گن کا دہانہ نمودار ہو گیا۔ ظاہر ہے اندھیرے کی وجہ سے لڑکی اس دہانہ کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ وہ اسی طرح آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن پر انگلی رکھی اور پھر جب لڑکی ایک مخصوص جگہ پر پہنچی تو بلیک زیرو نے تیزی سے بٹن دبا دیا۔ گن کے دہانے سے بے رنگ گیس کی ایک دھار سی نکلی اور دوسرے لمحے بلیک زیرو نے لڑکی کو لڑکھڑاتے دیکھا۔ لڑکی نے ایک لمحے کے لیے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑی۔ بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس اپنا کام دکھا چکی تھی۔

بلیک زیرو نے بٹن آف کیے اور پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ راہداری سے گزر کر وہ صحن میں آیا۔ لڑکی ابھی تک فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔ بلیک زیرو تیزی سے چلتا ہوا لڑکی کے قریب پہنچا۔ اس نے جھک کر لڑکی کی نبض چیک کرنے کے لیے اس کا بازو پکڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا اچانک دیوار پر ایک اور سیاہ پوش کا ہیولا ابھرا اس کے ہاتھ میں ایک لمبی نال والا عجیب ساخت کا پستول تھا۔ بلیک زیرو کی تمام تر توجہ لڑکی کی طرف تھی۔ اس لیے وہ اس ہیولے کی موجودگی کو

پچیک نہ کر سکا تھا۔

سیاہ ہیولے نے پستول کی نال کا رُخ بلیک زیرو کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی پستول کی نال سے ایک باریک سی سوئی نکلی اور گولی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی سیدھی بلیک زیرو کے کندھے میں گھستی چلی گئی۔ بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بھی ہاتھ پیر چلاتا ہوا دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ سوئی کی نوک پر لگے ہوئے مخصوص زہر نے پلک جھپکنے میں اسے دنیا ومافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔

سیاہ ہیولا چند لمحے دیوار پر بیٹھا غور سے اندر کا جائزہ لیتا رہا پھر لٹکی ہوئی سیڑھی کے ذریعے وہ تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا اس لڑکی اور بلیک زیرو کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے جھک کر بے ہوش پڑے ہوئے بلیک زیرو کو اٹھا کر کندھے پر لادا اور دوبارہ تیزی سے اسی رسی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھی کے ذریعے وہ چند ہی لمحوں میں دیوار پر پہنچ گیا۔ دیوار کی دوسری طرف بھی سیڑھی لٹکی ہوئی تھی اور دیوار کے بالکل نیچے اس کی کار موجود تھی۔

دانش منزل کے اس حصے کی طرف سڑک موجود تھی مگر رات کو اس سڑک پر آمد و رفت نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی۔ اس لئے سیاہ ہیولا تیزی سے نیچے اترا اور اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر بلیک زیرو کو دونوں سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ بلیک زیرو کو لٹانے کے بعد وہ ایک بار پھر سیڑھی کے ذریعے چڑھ کر دانش منزل میں داخل ہوا۔ اور اس بار جب وہ واپس آیا تو وہ لڑکی جو مس شوگی تھی اس کے کندھے پر موجود

تھی۔ نیچے اتر کر اس نے مس شوگی کو بھی پچھلی نشست پر لٹا دیا اور پھر دروازے کو اچھی طرح بند کر کے اس نے دیوار پر لٹکی ہوئی سیڑھی کو ایک مخصوص انداز میں کھینچا اور پھر سیڑھی کو گچھے کے انداز میں لپیٹ کر اس نے اگلی سیٹ کے نیچے پھینک دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی۔ نمبر ٹو حیرت انگیز طور پر اپنے مشن میں کامیاب رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

بلیک زیرو کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں بندھا ہوا پایا۔ چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے اسے اس انداز سے کرسی سے باندھا گیا تھا کہ سوائے سر کے باقی جسم کو حرکت دینا ناممکن ہو گیا تھا۔ کمرے میں دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ کمرے میں کوئی انسان نہ تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔

بلیک زیرو حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ ہوش میں آنے کے چند لمحے لاشعوری طور پر گزر گئے۔ مگر شعور جاگتے ہی اسے اپنے یہاں آنے کا پس منظر یاد آگیا۔ اسے بس اتنا یاد تھا کہ اس نے دانش منزل میں داخل ہونے وا

لڑکی کو گیس گن کے ذریعے بیہوش کر دیا تھا اور جب وہ اسے جھک کر دیکھ رہا تھا تو اچانک اس کے کندھے میں سوئی سی گھستی چلی گئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کے متعلق اس کا ذہن صاف تھا۔

بہرحال اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ مجرموں نے اسے پھانسنے کے لئے خوبصورت اور انتہائی سادہ چال چلی تھی۔ انہوں نے لڑکی کو چارہ بنا کر اندر بھیجا تھا اور بلیک زیرو ان کے جال میں آگیا تھا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سڈول جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک خوبصورت سی غیر ملکی لڑکی تھی۔ نوجوان بھی غیر ملکی تھا اور اس کی آنکھوں میں ذہانت کی جھلک تھی۔

"تمہیں ہوش آگیا" ـــــ نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ مگر تم کون ہو" ـــــ بلیک زیرو نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ملک الموت ہے دوست ـــــ دیکھو میں نے کتنی آسانی سے تمہیں اغوا کر لیا ہے ـــــ حالانکہ تم نے اپنی حفاظت کے لئے کتنا زبردست سائنسی نظام قائم کیا ہوا تھا" ـــــ نوجوان نے اس کے قریب آکر رکتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے نمبر ٹو کہ یہاں کی سیکرٹ سروس کتنی پھسڈی ہے کہ اس کا چیف اتنی آسانی سے اغوا کر لیا گیا" ـــــ لڑکی نے آہستہ سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے مس شوگی ـــــ بس اسے خوش قسمتی کہا جا سکتا ہے کہ ہم لوگ کامیاب رہے ـــــ اچھا دوست ـــــ اب تم نے ہمیں

صرف اتنا بتانا ہے کہ سیکرٹ سروس کے کتنے ممبر ہیں ——— ان کے نام اور پتے کیا ہیں" ——— نمبر ٹو نے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے ——— بھلا میرا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق میں تو ایک معمولی سا تاجر ہوں" ——— بلیک زیرو نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔ وہ مس شوگی کا نام سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ مادام وی کے گروہ کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔

"اوہ ——— کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو مسٹر ——— کیا ہمیں ہونق سمجھ رکھا ہے کہ ہم معمولی تاجروں کو اغوا کرتے پھر رہے ہیں ——— میرا مشورہ ہے تم یہ فلم دیکھ لو۔ اس کے بعد تمہیں خود ہی سمجھ آجائے گی کہ ہم کس حد تک جانتے ہیں" ——— نمبر ٹو نے کہا۔

اور اس نے شوگی کو اشارہ کیا۔ شوگی نے آگے بڑھ کر پروجیکٹر کو آن کر دیا اور کمرے کی بتیاں بجھا دیں

بلیک زیرو کے سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی اور پھر اس پر وہ منظر ابھر آیا جس میں عمران پرنس آف ڈھمپ کے رول میں کار چلا رہا تھا۔ کار دانش منزل میں پہنچی اور پھر بلیک زیرو عمران کے استقبال کے لئے برآمدے میں آگیا۔ اور پھر وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اور اس کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔ مس شوگی نے بتیاں جلا دیں۔

"اب سمجھ میں بات آئی" ——— نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس گفتگو میں سیکرٹ سروس کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اسی وجہ سے یہ مجرم وہاں تک پہنچے ہیں۔

"کیا عمران پر بھی تمہاری طرف سے حملہ کیا گیا تھا" ——— بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— جیسے ہی ہمیں پتہ چلا کہ پرنس دراصل سیکرٹ سروس کا آدمی ہے ——— ہم نے اس کا کانٹا درمیان سے نکال دیا" ——— نمبر ٹو نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"مگر کیسے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"معمولی سی بات تھی ——— وہ شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لے رہا تھا چنانچہ ایک لڑکے کو اغوا کر کے میں اس کے روپ میں اس مقابلہ میں پہنچ گیا۔ میری تلوار کی نوک پر ایک مخصوص زہر لگا ہوا تھا۔ میں نے اس کی کلائی پر خراش ڈال دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاملہ ختم" ——— نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق وی گینگ سے ہے" ——— بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اوہ ——— تو تمہیں یہاں تک معلوم ہو گیا ——— ویری بیڈ ——— ہم تو سمجھے تھے کہ تم نے مس شوگی کے کمرے میں ابھی ٹرانسمیٹر نصب کیا ہے" ——— نمبر ٹو نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں بہت کچھ معلوم ہے اور جہاں تک تمہارا خیال ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں ——— یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تو سیکرٹ سروس کے اس معمولی سے اڈے کا رکھوالا ہوں اور بس ——— البتہ یہ بات بتا دوں کہ سیکرٹ سروس تمہاری راہ پر لگ چکی ہے اور شاید اب تک

تمہارا پورا گینگ گرفتار بھی ہو چکا ہو" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر بچوں والی باتیں کر رہے ہو۔ دی گینگ اتنا کمزور نہیں کہ تم جیسے پس ماندہ ملک سے تعلق رکھنے والے اسے گرفتار کر سکیں۔ بہرحال باتیں بہت ہو چکیں۔ تم مجھے سیکرٹ سروس کے نام اور پتے بتا دو ورنہ دوسری صورت میں عبرتناک اذیت کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— نمبر ٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو کر لو ——— جو بات سچی تھی وہ میں نے بتا دی ——— مجھے سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے" ——— بلیک زیرو نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اچھا ——— یہ بات ہے ——— تو پھر ٹھیک ہے ——— میں نے سوچا تھا کہ تم اپنے آپ کو خواہ مخواہ اذیت سے بچا لو گے ——— بہرحال تمہاری مرضی" ——— نمبر ٹو نے کہا۔

اور پھر وہ مڑ کر دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کے پاس پہنچ گیا۔ مشین کی سائیڈ میں ایک ہک پر ایک بڑا سا کنٹوپ لٹکا ہوا تھا جس کے ساتھ ایک تار منسلک تھی جو مشین کے اندر جا رہی تھی۔

نمبر ٹو نے وہ کنٹوپ اٹھایا اور لا کر بلیک زیرو کے سر پر چڑھا دیا۔ اس کنٹوپ نے بلیک زیرو کے سر کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی ڈھک دیں۔ نمبر ٹو نے کنٹوپ کے ساتھ لٹکے ہوئے چمڑے کے تسمے بلیک زیرو کی گردن میں کس دیئے۔ اور پھر وہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔

مس شوگی ایک طرف خاموش کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔

نمبر ٹو نے ایک مشین کا بٹن آن کیا اور مشین میں جیسے بجلی کی لہریں سی

دوڑنے لگیں۔

نمبر ٹو نے ایک موٹھ کو گھما کر مشین پر موجود ایک ڈائل کو چیک کیا۔ موٹھ کے گھومتے ہی ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آئی اور جب وہ ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو نمبر ٹو نے موٹھ پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔ اس نے مڑ کر ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اور پھر انگلی سے اس نے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے بلیک زیرو کا جسم یوں کانپنے لگا جیسے بے انتہا سردی میں کسی نے اسے ٹھنڈے پانی کے ٹب میں ڈبکی دے دی ہو۔ بلیک زیرو کا چہرہ بگڑ گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

اور پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کے باوجود اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ اس کے جسم کی کپکپاہٹ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی رگ رگ میں کسی نے آگ لگا دی ہو۔ اس کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

نمبر ٹو نے اٹھ کر موٹھ کو ذرا سا اور گھمایا تو بلیک زیرو کا جسم پہلے سے زیادہ بری طرح سے کانپنے لگا۔ اور پھر اس کے جسم کو زوردار جھٹکے لگنے لگے اور بلیک زیرو کے حلق سے نکلنے والی چیخیں اور بلند ہوتی چلی گئیں۔

ایک لمحے بعد نمبر ٹو نے بٹن آف کر دیا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکدم سرد پڑ گیا ہو۔ رگوں میں کھولتا ہوا لاوا یکدم سرد پڑ گیا تھا مگر جسم پر چھائی ہوئی کپکپاہٹ ابھی تک ویسے ہی تھی البتہ اس کے حلق سے چیخیں نکلنی بند ہو گئی تھیں۔

اسی لمحے نمبر ٹو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی کنکھجورا رینگنے لگا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے" ــــــ نمبر ٹو نے مشین سے منسلک ایک مائیک اٹھا کر اس میں بولتے ہوئے کہا۔

"طاہر" ــــــ بلیک زیرو کے حلق سے بے اختیار نکل گیا۔

"تم سیکرٹ سروس کے سربراہ ہو" ــــــ نمبر ٹو نے دوسرا سوال کیا۔

"ہاں" ــــــ بلیک زیرو لاشعوری طور پر جواب دیتا گیا۔ شاید نمبر ٹو نے اس مشین کے ذریعے اس کے اعصابی نظام کو اس حد تک کمزور کر دیا تھا کہ اب وہ ذہنی طور پر مدافعت کرنے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔

"سیکرٹ سروس کے کتنے ممبر ہیں" ــــــ نمبر ٹو نے پوچھا۔

"سات ہیں" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ان کے نام بتاؤ" ــــــ نمبر ٹو نے پوچھا۔

"صفدر۔ جولیا، چوہان، صدیقی، تنویر، نعمانی اور کیپٹن شکیل" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ان کے پتے اور ٹیلیفون نمبر بتاؤ" ــــــ نمبر ٹو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

اور بلیک زیرو نے سب کے پتے اور ٹیلیفون نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

"سیکرٹ سروس کا کوڈ کیا ہے" ــــــ نمبر ٹو نے پوچھا۔

"ایکسٹو" ــــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور پھر نمبر ٹو نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے

بلیک زیرو کے سر سے کنٹوپ اتار لیا۔

بلیک زیرو کا جسم ابھی تک ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

"کیسی رہی مسٹر طاہر ــــــ تم نے شاید یہ سمجھا تھا کہ میں کوئی جسمانی اذیت دوں گا ــــــ یہ بات نہیں ــــــ ہم ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسی مشینیں ہیں کہ پتھر بھی بول پڑیں" نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرے میں مادام ڈی کی آواز گونج اٹھی۔

"نمبر ٹو ــــــ تمہاری کارکردگی قابل تعریف ہے"

"اوہ ــــــ مادام آپ کی تعریف کا شکریہ" ــــــ نمبر ٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ بجائے ان ممبروں کے گھروں پر چھاپے ماریں۔ کیوں نہ ہم انہیں اسی عمارت میں اکٹھا کر لیں ــــــ تم طاہر کی آواز میں انہیں کال کرو ــــــ اور انہیں اس عمارت میں آنے کا حکم دو ــــــ یہاں ان پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے" ــــــ مادام ڈی نے کہا۔

"آپ کی تجویز بہتر ہے مادام ــــــ ہمیں کوڈ کا بھی علم ہو گیا ہے اور میں آسانی سے طاہر کی آواز کی نقل کر سکتا ہوں" ــــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ــــــ انہیں کال کرنے سے پہلے ان کی گرفتاری کا انتظام کر لو ــــــ بہرحال وہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں ــــــ عام آدمی نہیں" ــــــ مادام ڈی نے کہا۔

"بہتر مادام" ــــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"گڈ لک" ــــــ مادام ڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی

آواز آنی بند ہوگئی۔

"مس شوگی ——— تم یہیں ٹھہرو اور اس کا خیال رکھنا" ——— نمبر ٹو نے مس شوگی سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ بے فکر رہیں" ——— مس شوگی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ٹو تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"کیا پرنس مرگیا ہے مسٹر طاہر" ——— نمبر ٹو کے باہر جاتے ہی مس شوگی نے دبے لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"اس کی حالت سخت خطرناک تھی" ——— بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کاش ——— وہ اتنی جلدی نہ کرتا ——— میری تمام امیدیں خاک میں مل گئیں" ——— مس شوگی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم جانتی ہو کہ مادام وی کون ہے" ——— بلیک زیرو نے اچانک پوچھا۔

"اوہ ——— مادام وی ——— اس کے متعلق ہم میں سے کوئی نہیں جانتا ——— بس اتنا معلوم ہے کہ وہ کوئی نوجوان عورت ہے اور بس" مس شوگی نے جواب دیا۔

"اگر تم جانتی ہو تو بتا دو ——— میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری جان بخشی کردی جائے گی" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ——— تم اپنی جان کی خیر مناؤ ——— تم اپنی سیکرٹ سروس سمیت تھوڑی دیر بعد دفن ہو جاؤ گے" ——— مس شوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تم لوگوں کی بھول ہے ——— ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس

اتنی تر نوالہ نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے ——— یہاں آکر بڑے بڑے مجرم چوکڑی بھول جاتے ہیں تم تو خیر کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے" ——— بلیک زیرو نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

"شاید تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے ——— تمہاری سیکرٹ سروس کے ممبران تمہاری آواز میں کال ملتے ہی یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر ان سب کا اکٹھا ہی خاتمہ کردیا جائے گا ——— اب باقی رہ کیا گیا ہے" مس شوگی نے تلخ لہجے میں کہا۔

جواب میں بلیک زیرو کے چہرے پر پراسرار سی طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔ جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کی نادانی پر مسکراتا ہے۔ اور شوگی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

عمران سرسز ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں موت اور زندگی کی کش مکش میں مبتلا پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ چکا تھا۔ اس کے پورے جسم کے ساتھ مختلف مشینوں سے نکلنے والی تاریں چپکی ہوئی تھیں۔ میز کے گرد دارالحکومت کے ماہر ترین ڈاکٹر سر جھکائے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر مایوسی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ مشینوں کے ڈائل بتا رہے تھے کہ عمران موت کے اندھیرے غار میں آہستہ آہستہ اترتا چلا جا رہا ہے اب تک ڈاکٹروں کی بے پناہ کاوشں کے باوجود امید کی ہلکی سی کرن بھی پیدا نہیں ہوئی تھی میز کے ایک طرف سر سلطان بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑے دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہے تھے۔

"ڈاکٹر ــــ پلیز کچھ کیجئے ــــ عمران ہمارے ملک کا ایسا سرمایہ ہے جس کا نعم البدل مہیا نہیں ہو سکتا ــــ خدا کے لئے کچھ کیجئے" سر سلطان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تو پوری کوشش کر ڈالی ہے مگر تقدیر کے آگے بے بس ہیں جناب ــــ اب تو دوا کی نہیں دعا کی ضرورت ہے ــــ عمران

حالت بتا رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور زندگی اپنی کشمکش
ی رکھ سکے گی" ــــ ایک بوڑھے ڈاکٹر نے مغموم لہجے میں جواب
تے ہوئے کہا۔

"آخر عمران کو بیماری کیا ہے ــــ آپ کی طب اتنی ایڈوانس
ہی ہے ــــ کیا آپ بیماری کی تشخیص بھی نہیں کر سکتے" ــــ
سلطان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"نہیں افسوس ہے جناب ــــ سر توڑ کوشش کے باوجود
ن کو ہونے والی بیماری کا پتہ نہیں چل سکا۔ کلائی پر لگنے والی خراش
صرف یہی آئیڈیا ذہن میں آتا ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں کوئی زہر دیا
ہو ــــ مگر ہر قسم کے زہر کا علاج بے سود رہا ہے" ــــ اسی
ڑ نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ کیا آپ نے اس سلسلے میں ڈاکٹر موسیٰ سے بات کی ہے
نے سنا ہے کہ وہ زہروں کے متعلق بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے"
سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر موسیٰ واقعی دنیا میں زہروں کے بارے میں اتھارٹی سمجھے
تے ہیں ــــ مگر وہ سیاح قسم کے آدمی ہیں ــــ نہ جانے اس
ت کہاں ہوں گے" ــــ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ارے ــــ آپ کو علم نہیں کہ ڈاکٹر موسیٰ آجکل دارالحکومت آئے
ئے ہیں ــــ کل ہی میری ان سے ملاقات ہوئی ہے" ــــ سر سلطان
تیز لہجے میں کہا۔

"یہاں دارالحکومت میں آئے ہوئے ہیں ــــ ہمیں تو ان کی آمد

کی کوئی اطلاع نہیں ہے ــــــ اگر ایسا ہے تو ان سے ضرور رابطہ قائم ہونا چاہیئے ”ــــــ ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

مگر سر سلطان ڈاکٹر کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئے تھے۔ وہ سیدھے گیلری میں لپکے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھے ــــــ اور انہوں نے بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ان کے چہرے پر ہیجان اور جوش پھیلا ہوا تھا۔

” سیون سٹار ہوٹل “ ــــــ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

” ڈاکٹر موسیٰ سے بات کرلیئے ــــــ جلدی ــــــ میں سیکرٹری وزارت خارجہ بول رہا ہوں “ ــــــ سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

” ایک منٹ ہولڈ کیجئے جناب “ ــــــ دوسری طرف سے آپریٹر نے فوراً ہی لہجے کو مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر سر سلطان کے کانوں میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھا یا گیا۔

” یس ــــــ ڈاکٹر موسیٰ سپیکنگ “ ــــــ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

” ڈاکٹر ــــــ میں سلطان بول رہا ہوں ــــــ سیکرٹری وزارت خارجہ ــــــ ڈاکٹر صاحب ــــــ آپ فوراً سروسز ہسپتال آجائیے ہمارے ملک کا ایک انتہائی قیمتی انسان اس وقت موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہے اور عام طور پر خیال کیا جا رہا ہے کہ اسے کوئی ایسا زہر دیا گیا ہے جسے ڈاکٹر تشخیص نہیں کر پا رہے “ ــــــ سر سلطان نے تکلف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنا مدعا کہہ دیا۔

” زہر ــــــ جسے ڈاکٹر تشخیص نہیں کر سکے ــــــ اچھا پھر تو میں ضرور اڑں گا “ ــــــ ڈاکٹر موسیٰ کے لہجے میں اشتیاق کے آثار نمایاں تھے۔

” پلیز ڈاکٹر ــــــ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ خدا کے لئے جس قدر جلد ہو سکے پہنچئے ــــــ شاید اللہ تعالیٰ رحمت فرما دے “ ــــــ سر سلطان واقعی بوکھلائے ہوئے تھے۔

” میں آرہا ہوں جناب ــــــ آپ حوصلہ کیجئے “ ــــــ ڈاکٹر موسیٰ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ سر سلطان نے بھی رسیور رکھ دیا۔

” ڈاکٹر موسیٰ آرہے ہیں “ ــــــ سر سلطان نے چیخ کر قریب کھڑے ڈاکٹر سے کہا اور پھر خود ہی بھاگتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ڈاکٹر اس مدبر اور انتہائی سنجیدہ شخصیت کو اس طرح بوکھلایا ہوا دیکھ کر حیران تھے۔ مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ سر سلطان کی نظریں عمران کی کیا وقعت ہے اور انہیں اس نوجوان سے کتنی محبت ہے۔

عمران کی اس حالت نے ان کی تمام سنجیدگی کو بوکھلاہٹ میں تبدیل کر دیا تھا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر موسیٰ کی کار مین گیٹ کے سامنے آکر رکی تو سر سلطان عقاب کی طرح کار کی طرف جھپٹے۔

” آیئے آیئے ــــــ ڈاکٹر صاحب ــــــ جلدی کیجئے “ ــــــ سر سلطان نے خود ہی دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

” حوصلہ کیجئے جناب ــــــ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا “ ــــــ ڈاکٹر

موسیٰ نے ان کی بوکھلاہٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"پلیز ڈاکٹر —— ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" —— سر سلطان نے ان سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر موسیٰ باہر نکلے سر سلطان نے لپک کر ان کا مخصوص بیگ اٹھا لیا۔

"ارے —— ارے —— اسے مجھے دیجئے" —— ڈاکٹر موسیٰ نے بوکھلا کر کہا۔

"چھوڑیئے ڈاکٹر —— جلدی کیجئے" —— سر سلطان نے بیگ سمیت تقریباً بھاگنا شروع کر دیا۔ اور ڈاکٹر موسیٰ کو بھی ان کے ساتھ بھاگنا پڑا۔ آپریشن تھیٹر کے سامنے بڑے ڈاکٹر ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ لیکن سر سلطان ڈاکٹر موسیٰ کا بازو پکڑے انہیں سر آپریشن تھیٹر میں گھسیٹ کر لیتے چلے گئے۔

"یہ عمران ہے ڈاکٹر صاحب —— خدا کے لئے کچھ کیجئے" —— سر سلطان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور ڈاکٹر موسیٰ عمران پر جھک گئے —— انہوں نے اس تفصیلی معائنہ شروع کر دیا۔ پھر دائیں آنکھ کا پپوٹا کھولتے ہوئے وہ طرح چونک پڑے۔

"رنگین موت ——" ڈاکٹر موسیٰ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ" —— سر سلطان نے حیرت بھرے میں کہا۔

"اوہ —— انہیں دنیا کا سب سے خوفناک زہر "لیوکا" دیا گیا

ے رنگین موت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے" —— ڈاکٹر موسیٰ ے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"اور اس کا علاج" —— سر سلطان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"طب میں تو اس کا کوئی علاج نہیں —— البتہ افریقہ کے وحشی ل اپنے انداز میں اس کا علاج کرتے ہیں" —— ڈاکٹر موسیٰ نے ہ سوچتے ہوئے کہا۔

"جلدی کیجئے —— کوئی سا علاج کیجئے —— بس اس کی زندگی لیجئے" —— سر سلطان نے کہا۔

"حوصلہ رکھیئے جناب —— اس کے جسم کے ساتھ نصب تمام شینیں ہٹا لیجئے اور دو تین ذرا ہٹے کٹے قسم کے نوجوان بلوا لیجئے جلدی" اکٹر موسیٰ نے کہا

"جلدی کیجئے ڈاکٹر یونس —— جیسے ڈاکٹر موسیٰ کہہ رہے ہیں ویسے یجئے —— وقت ضائع نہ کیجئے" —— سر سلطان نے چیخ کر کہا اور اکٹر یونس نے دوسرے ڈاکٹروں کو اشارہ کیا اور عمران کے جسم سے ملک تمام تاریں تیزی سے ہٹائی جانے لگیں۔ اور ڈاکٹر یونس خود تیزی ے آپریشن تھیٹر سے باہر نکل گئے۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئے ان کے پیچھے چار ہٹے کٹے میل نرس اندر آ گئے۔

"سنو نوجوان —— اس مریض کے قریب کھڑے ہو جاؤ اور پوری ت سے اس کے گال پر تھپڑ مارنے شروع کر دو —— بیشک آہستہ ار دو مگر بار بار مسلسل —— جب تھک جاؤ تو پیچھے ہٹ جانا۔ دوسرا آدمی گے بڑھ آئے۔ کم از کم ایک گھنٹہ اسے مسلسل تھپڑ مارنے چاہئیں"

ڈاکٹر موسیٰ نے میل نرسوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ باقی ڈاکٹر بھی ڈاکٹر موسیٰ کا تجویز کردہ علاج سن کر حیران رہ گئے۔

"آگے بڑھو ——— جلدی کرو ——— ایک طرف ایک اور دوسری دوسرا اور شروع ہو جاؤ" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے چیخ کر کہا اور دو تیزی سے آگے بڑھے اور پھر عمران کے دونوں گالوں پر تھپڑوں بارش شروع ہو گئی۔

عمران جس نے زندگی میں کسی سے تھپڑ نہ کھایا تھا۔ اب آپریشن کی میز پر مسلسل تھپڑوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک مسل تھپڑ مارنے کے بعد وہ دونوں ہاتھ جھٹکتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے دوسرے دونوں نوجوان آگے بڑھے۔

سر سلطان اور دیگر ڈاکٹر خاموش کھڑے یہ عجیب و غریب علاج دیکھ رہے تھے۔ جب عمران کو تھپڑ کھاتے آدھا گھنٹہ گزر گیا تو ڈاکٹر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔ اور آگے بڑھ کر عمران کی نبض چیک شروع کر دی

"دیکھیے ڈاکٹر یونس" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے مسرت بھرے میں بوڑھے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ڈاکٹر یونس نے آگے بڑھ کر عمران کی کلائی تھام لی۔ دوسر لمحے اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے

"حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز ——— مریض تیزی زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے" ——— ڈاکٹر یونس نے بے اختیا

نے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے ——— تو واقعی رحیم و کریم ہے" ——— سر سلطان بے اختیار کہا۔

اور پھر ڈاکٹر موسیٰ نے نوجوانوں کو ایک بار پھر تھپڑ مارنے کا عمل شروع کرنے کے لئے کہا۔ اور نوجوان آگے بڑھ کر عمران کو تھپڑ مارنے مصروف ہو گئے۔

تقریباً آدھا گھنٹہ مزید عمران کے چہرے پر تھپڑوں کی یہ بارش ہوتی رہی۔ ڈاکٹر موسیٰ اس دوران غور سے عمران کے چہرے کی طرف دیکھتے رہے پھر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا اور عمران کی آنکھ کا پپوٹا اٹھا کر دیکھا۔

"اب یہ خطرے سے باہر ہو چکا ہے" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے اعلان کر دیا۔

اور پھر ڈاکٹر یونس نے بھی عمران کی نبض چیک کر کے اسی نتیجے کا اعلان کیا تو سر سلطان کے چہرے پر مسرت اور خوشی کا آبشار بہنے لگا۔

"ڈاکٹر ——— آپ واقعی فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہیں"

سر سلطان نے ڈاکٹر موسیٰ کا ہاتھ پکڑ کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ اللہ کی رحمت ہے ——— ویسے مجھے اس نوجوان کی قوت برداشت پر حیرت ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو اسے گھنٹے پہلے ہی ختم ہو جانا چاہیے تھا" ——— ڈاکٹر موسیٰ نے کہا۔

ڈاکٹر یونس اور دوسرے ڈاکٹر عمران کو ہوش میں لانے اور طاقت کے انجکشن دینے میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ ڈاکٹر موسیٰ سر سلطان کے

ہمراہ آپریشن تھیٹر سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر یونس بھی ان کے ساتھ آملے اور وہ سب ڈاکٹر یونس کے کمرے میں بیٹھ گئے۔

"یہ حیرت انگیز علاج ہے ڈاکٹر" ـــــ ڈاکٹر یونس نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ـــــ میں نے افریقہ کے وحشی قبائل کو یہ علاج کرتے خود دیکھا ہے ـــــ یہ زہر دراصل شمالی افریقہ کی ایک مخصوص بوٹی "یوکا" سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اسے رنگین موت اسی لئے کہتے ہیں کہ جب مریض مر جاتا ہے تو اس کے جسم کے مختلف حصوں کا رنگ مختلف ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں لاش ٹیکنی کلر بن جاتی ہے" ـــــ ڈاکٹر موسیٰ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر یونس اور ڈاکٹر موسیٰ کے درمیان اس علاج کے فلسفے پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مگر سر سلطان کی نظریں دروازے پر ہی جمی تھیں۔ انہیں شاید عمران کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

"مریض کو ہوش آگیا ہے جناب ـــــ اب وہ مکمل طور پر خطرے سے باہر ہیں" ـــــ ڈاکٹر نے کہا۔

"خدایا تیرا شکر ہے ـــــ کیا میں عمران سے بات کر سکتا ہوں" سر سلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں جناب ـــــ وہ سخت کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دماغ پر زور دینے سے حالت پھر بگڑ جائے۔ انہیں کل تک مکمل آرام کرنا ہو گا" ـــــ ڈاکٹر نے کہا۔

"اچھا پھر مجھے اجازت ـــــ اور ہاں ڈاکٹر یونس ـــــ عمران کی حفاظت آپ کے ذمہ ہو گی اور ان کے ہوش میں آجانے کو بھی خفیہ رکھا جائے ـــــ ایسا نہ ہو کہ مجرم دوبارہ وار کریں" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"مجرم" ـــــ ڈاکٹر موسیٰ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر ـــــ عمران کو اس حال میں مجرموں نے ہی پہنچایا ہے عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ اسی لئے آپ پریشان تھے" ـــــ ڈاکٹر موسیٰ نے کہا۔

"آپ چلیں گے ڈاکٹر" ـــــ سر سلطان نے ڈاکٹر موسیٰ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ جائیے ـــــ میں ذرا ڈاکٹر یونس سے گفتگو کروں گا ـــــ کافی عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے" ـــــ ڈاکٹر موسیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا" ـــــ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر موسیٰ اور ڈاکٹر یونس سے مصافحہ کر کے اور عمران کی حفاظت کے بارے میں ایک بار پھر کہہ کر تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس بار ان کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

جولیا اپنے فلیٹ میں آرام کرسی پر نیم درازی کی حالت میں ہوئی ایک جاسوسی ناول کے مطالعے میں مصروف تھی کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی۔

جولیا نے چونک کر کتاب میز پر رکھی اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے پر صفدر موجود تھا۔ جس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"آؤ — آؤ" — جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"عمران کی حالت بہت خراب ہے — مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے" — صفدر نے کہا۔

"کیوں — کیا ہوا عمران کو" — جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"آج یونیورسٹی میں شمشیر زنی کا مقابلہ تھا جس میں عمران نے بھی حصہ لیا تھا — ہم لوگ تو گئے نہیں — وہاں مقابلے کے بعد اچانک عمران لڑکھڑا کر گر گیا اور جوزف اسے اٹھا کر لے آیا اور اسے دانش منزل پہنچا دیا۔ اس کی حالت سخت خراب تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جوزف نے عمران کا پتہ کرنے کے لئے ایکسٹو کو فون کیا مگر وہاں

سے کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے مجھے کال کیا۔ تب مجھے اس کے بارے میں علم ہوا — میں نے بھی ایکسٹو کو فون کیا مگر کوئی جواب نہ ملا تو میں تمہارے پاس آگیا" — صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ — ایکسٹو کا فون پر نہ ملنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ عمران کی حالت کچھ زیادہ ہی خراب ہے — مگر ہوا کیا" — جولیا نے پوچھا۔

"جوزف نے بس اتنا بتایا ہے کہ عمران نے پانچ شمشیر زنوں کا اکیلے ہی مقابلہ کیا اور سب کو شکست دے دی۔ مہمان خصوصی نے اسے طلائی تمغہ پہنایا۔ اور اسی وقت عمران لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا۔ جوزف نے عمران کے چہرے پر اچانک پھیلتی ہوئی زردی دیکھی تو وہ کود کر رنگ میں آیا اور اسے اٹھا کر دانش منزل لے آیا۔ جہاں ایکسٹو نے اسے واپس بھیج دیا" — صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے — عمران کی صحت کو دیکھتے یہ کہا بھی نہیں جا سکتا کہ اسے کوئی دورہ پڑا ہوگا" — جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا" — اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

جولیا نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"کوڈ ایکسٹو — میں طاہر بول رہا ہوں — تم فوراً تھری ٹو فور اورن مینشن پہنچو — وہاں بھی کوڈ یہی ہوگا — فوراً میری ہدایت پر عمل کرو" — دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"یہ کیا چکر ہے — یہ طاہر کون ہے" — جولیا نے حیرت زدہ

لہجے میں کہا۔

"طاہر" ——— صفدر نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور جولیا نے تمام گفتگو دہرا دی۔

"حیرت انگیز" ——— صفدر نے بھی بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ——— ایکسٹو کو فون کیا جائے ——— مجھے کوئی گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے"

جولیا نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے مخصوص مشینی آواز ابھری کہ پیغام ریکارڈ کرا دیا جائے اور جولیا نے رسیور رکھ دیا۔

"ایکسٹو غائب ہے" ——— جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تھرٹی فور ناردرن مینشن" ——— صفدر نے کہا ——— "یہ عمارت شہر کے مشرقی حصے میں ہے۔"

"ہاں ——— میں نے دیکھی ہے ——— خاصی بڑی عمارت ہے" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل کو فون کرو ——— شاید اسے کچھ معلومات ہوں" ——— صفدر نے کہا اور جولیا نے رسیور اٹھا کر کیپٹن شکیل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا نے کہا۔

"مس جولیا ——— ابھی ایک لمحہ پہلے مجھے عجیب سا پیغام ملا ہے۔ کوئی طاہر بول رہا تھا ——— اس نے کوڈ ایکسٹو کہا ہے اور تھرٹی فور ناردرن مینشن پہنچنے کے لئے کہا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے فوراً کہا۔

"اوہ ——— مجھے بھی ابھی ابھی فون ملا ہے ——— صفدر میرے پاس بیٹھا ہے

ایکسٹو بھی کافی دیر سے غائب ہے ——— یہ آخر کیا چکر ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"مگر یہ طاہر کون ہے ——— اور اس کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آرہا ——— ہم تو کسی طاہر کو نہیں جانتے ——— میرا خیال ہے سب ممبروں کو یہی پیغام دیا گیا ہوگا ——— آپ تیار ہو کر میرے فلیٹ پر آ جائیں ——— پھر پروگرام بنائیں گے" ——— جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں آرہا ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اور جولیا نے کریڈل دبا کر دوسرے ممبروں سے رابطہ ملانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے معلوم ہو گیا کہ کسی اجنبی لہجے میں یہی پیغام سب ممبروں کو دیا گیا ہے۔ جولیا نے سب کو اپنے فلیٹ پر آنے کی دعوت دی۔

"یہ کوئی خاص چکر ہی معلوم ہوتا ہے" ——— جولیا نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میرا خیال ہے ——— کوئی مجرم گروہ میدان میں اتر آیا ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"مگر اس طرح ہمیں بلانے کا کیا مقصد ہوگا" ——— جولیا نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وہاں پہنچنے پر ہی معلوم ہوگا" ——— صفدر نے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن شکیل۔ نعمانی۔ چوہان، تنویر اور صدیقی بھی یکے بعد دیگرے جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ اور ایک بار پھر اس عجیب و غریب پیغام پر بحث چھڑ گئی۔

"دوستو ——— بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ——— پیغام کے دیئے

ہوئے پتہ پر چلتے ہیں ——— وہاں جا کر معلوم ہو جائے گا"——— صفدر نے بحث ختم کرتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی مجرم گروہ کو ہمارے متعلق علم ہو گیا ہو اور وہ ہمیں اس طرح تجسس میں رکھ کر ایک جگہ اکٹھا کر کے ختم کرنا چاہتا ہو"——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ——— ایسا بھی ہو سکتا ہے ——— مگر ہمیں ہر قسم کی صورت حال کے لئے تیار ہو کر جانا چاہیئے ——— میرا خیال ہے ——— ہم میں آدھے پہلے وہاں پہنچیں اور آدھے رک جائیں ——— بی فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ لے کر جائیں اور پھر جیسی بھی صورت حال ہو اس کے مطابق باقی لوگ کام کریں"——— صفدر نے کہا۔

اور اس تجویز پر سب متفق ہو گئے۔ چنانچہ جولیا۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی نے پہلے جانے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی نے بعد میں جانا تھا۔ جولیا نے الماری میں سے بی فائیو ٹرانسمیٹر نکال کر سب کے حوالے کئے۔

اور پھر وہ فلیٹ سے باہر آ گئے۔ وہ سب اپنی اپنی موٹر سائیکلوں پر سوار تھے جبکہ جولیا کے پاس کار تھی۔ اور اس طرح یہ قافلہ تیزی سے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے شہر کے شمالی حصے کی طرف بڑھنے لگے۔

سب سے آگے جولیا کی کار تھی جبکہ اس سے تھوڑے فاصلے پر کیپٹن شکیل کی موٹر سائیکل تھی اور اس سے تھوڑے فاصلے پر نعمانی کی موٹر سائیکل تھی۔ جبکہ باقی چار افراد خاصا فاصلہ دے کر چل رہے تھے تھوڑی دیر بعد وہ سب تھرٹی فور نادرن مینشن کے قریب پہنچ گئے

میں جانے والے چاروں اتنے فاصلے پر رک گئے۔ جہاں تک بی فائیو ٹرانسمیٹر کام کرتا تھا۔

جبکہ جولیا، کیپٹن شکیل اور نعمانی سیدھے نادرن مینشن کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سب سے پہلے جولیا نادرن مینشن میں داخل ہوئی۔ جیسے ہی اس نے کاریڈور میں رو کی۔ ایک سڈول جسم والا نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔

"مس جولیا"——— نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"——— جولیا نے باہر آتے ہوئے جواب دیا۔

"کوڈ"——— نوجوان نے پوچھا۔

"ایکسٹو"——— جولیا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اندر چلی جائیے ——— مسٹر طاہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں"——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا سر جھٹکتی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی

بلیک زیرو بدستور کرسی پر بندھا ہوا تھا۔ اور مس شوگی اس سے باتوں میں مصروف تھی کہ نمبر ٹو تیزی سے اندر داخل ہوا۔

" آپ کے سب ممبران کو کال کر لیا گیا ہے مسٹر طاہر ——— اور میں نے یہاں پہنچتے ہی ان کی گرفتاری کا انتظام بھی کر لیا ہے " —— نمبر ٹو نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم نے سیکرٹ سروس کو شاید بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے مسٹر..." بلیک زیرو نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

" میرا نام مارکس ہے —— اور واقعی میرے سامنے تمہاری سیکرٹ سروس بچوں کا کھیل ہے —— تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ہماری تنظیم نے دنیا کی منظم۔ جدید ترین اور انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ سروس سے مقابلہ کیا ہوا ہے ——— اور آج تک کوئی بھی ہماری گرد کو نہیں پہنچ سکا —— تم لوگ تو ہمارے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے "۔ مارکس نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اب کیا پروگرام ہے نمبر ٹو " —— شوگی نے اس کے خاموش ہوتے ہی پوچھا۔

"پروگرام کیا ہوتا ہے ——— تم اس کے قریب رہو اور خیال رکھنا کہ یہ آزاد ہونے کی کوشش نہ کرے۔ جب میں اس کے تمام ممبران کو قابو کر لوں گا تو پھر اسے بھی اس کے ممبران کے پاس پہنچا دیا جائے گا اور پھر موت کے بھیانک اندھیرے ان کے مقدر ہوں گے " ——— مارکس نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نے اپنی زندگی بچانی ہے تو ہمارے ساتھ مل جاؤ " ——— بلیک زیرو نے مارکس کے جاتے ہی مس شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آخر تمہیں اتنا اطمینان کیوں ہے کہ تم بچ جاؤ گے ——— تم مارکس کو نہیں جانتے ——— تنظیم میں مادام وی کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور مادام وی تو پس منظر میں رہتی ہے جبکہ مارکس ہی تمام کام سرانجام دیتا ہے۔ اسے دھوکا دینا ناممکن ہے ——— اور یہ سمجھ لو کہ اب تمہارے دن گنے جا چکے ہیں " ——— مس شوگی نے شوخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہاری مرضی " ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ مارکس نے جیسے ہی اس کے لہجے میں ممبران کو کال کیا ہو گا وہ مشکوک ہو گئے ہوں گے۔ کیونکہ بحیثیت طاہر اس نے انہیں کبھی کال نہ کیا تھا اور نہ ہی وہ کسی طاہر یا اس کے لہجے سے واقف تھے اور یہی بات مارکس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔ مگر ممبران کے آنے سے پہلے اس کا آزاد ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ ممبر اسے اس حلیے میں پہچانتے تک نہ

تھے اور اگر وہ ان کے سامنے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتا تو ایکسٹو کی
شخصیت بے نقاب ہو جاتی۔ چنانچہ اس نے خاموش رہ کر آزاد ہونے
کی ترکیبیں سوچنی شروع کر دیں۔

مارکس نے اسے کچھ اس طرح باندھا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتا
تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پہلوؤں پر لٹکے ہوئے تھے۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے پانی کا ایک گلاس پلوا دو"۔۔۔۔ اچانک
بلیک زیرو نے شوگی سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک طرف کرسی پر بڑے اطمینان
سے بیٹھی ہوئی تھی۔

"کیوں نہیں پلوا سکتی"۔۔۔۔ شوگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ا
کر ایک طرف رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری
کھول کر جگ اور گلاس نکالا۔ جگ میں پانی موجود تھا۔ شوگی نے بڑے
اطمینان سے گلاس میں پانی بھرا۔ اور پھر گلاس اٹھائے وہ بلیک زیرو کی
بڑھ آئی۔

اس نے بلیک زیرو سے بالکل قریب ہو کر گلاس بلیک زیرو کے منہ
لگا دیا۔ پانی پلوانے کے لئے چونکہ شوگی کو بلیک زیرو کے بالکل قریب
پڑا تھا۔ اور یہی بلیک زیرو چاہتا تھا۔ اس لئے جیسے ہی شوگی نے گلا
بلیک زیرو کے منہ سے لگایا۔ بلیک زیرو نے اچانک اپنے جسم کو ا
کی طرف جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ کرسی الٹ گئی اور شوگی کو چو
اس کا تصور تک نہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکی اور دوسرے
وہ فرش پر کمر کے بل گر پڑی جبکہ بلیک زیرو کرسی سمیت اس کے اوپر گ
شوگی نے نیچے گرتے ہی اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی مگر بلیک زیرو

ں قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماردی اور مس شوگی کے حلق سے بے اختیار
نکل گئی۔ بلیک زیرو کا سر کسی مشین کی طرح چل رہا تھا اور اس کے سر کی
یں مسلسل شوگی کی ناک پر پڑ رہی تھیں۔ شوگی تیسری ٹکر کے بعد ہی بے حس و
ت ہو گئی۔ اس کی ناک پچک گئی تھی اور منہ اور ناک سے خون تیزی سے
نکلا تھا۔ بلیک زیرو نے شوگی کی چیخوں کی قطعاً پرواہ نہ کی کیونکہ اسے معلوم
کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

شوگی کے ہاتھ سے گلاس فرش پر گر کر ٹوٹ چکا تھا۔ بلیک زیرو نے
ی کے بے ہوش ہوتے ہی اپنی کرسی گھسیٹی اور پھر گلاس کا ٹوٹا ہوا ایک
اس کے ہاتھ میں آگیا۔ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا ایک حصہ تیز دھار
کی مانند ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے لٹکے ہوئے ہاتھ کی مدد سے اپنی
ں پر بندھی ہوئی چمڑے کی بیلٹ کاٹنی شروع کر دی اور چند لمحوں کی
ش کے بعد وہ اس بیلٹ کو کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر اس نے
دونوں پیر جو کرسی کے پیروں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے، اوپر کی
گھسیٹے۔

رانوں کے آزاد ہو جانے کی وجہ سے ایسا کرنے میں آسانی ہو گئی تھی
پھر چند لمحوں بعد دوسری بیلٹ بھی کٹ گئی۔ اب اس کے دونوں پیر آزاد
اس نے ایک پیر کو موڑ کر ہاتھ کے قریب کیا اور ایک ہاتھ کی مدد
اس نے پاؤں میں پہنا ہوا بوٹ اور جراب اتار پھینکی۔ دوسرے لمحے
پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ اس نے شیشے کا وہ ٹکڑا پیر کی دونوں انگلیوں
پھنسا دیا۔

اور پھر جمناسٹک کے ماہر کی طرح ٹانگ موڑ کر وہ پیر پہ بندھی ہوئی

بلیٹ کے قریب لے آیا۔ اور پھر پیر کی مدد سے اس نے شیشے کے ٹکڑ
کو بلیٹ پر رگڑنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو اسے ایسا کرتے ہو
کافی تکلیف ہوئی مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔

آخر چند لمحوں بعد بلیٹ کا کچھ حصہ کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ا
کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور بل
کا باقی حصہ ٹوٹ گیا۔

اور بلیک زیرو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آزاد ہو چکا تھا۔ آزاد ہو
ہی اس نے پھرتی سے بوٹ پہنا اور پھر کسی اسلحے کے لئے اِدھر ادھ
دیکھنا شروع کر دیا۔

ایک الماری کے نچلے خانے میں اسے نہ صرف ایک سٹین گن مل گ
بلکہ ایک سرخ رنگ کا کپڑا بھی مل گیا۔ اس نے کپڑے کو کسی نقاب کی ط
منہ پر باندھ لیا۔ اور آنکھوں اور منہ کی جگہ اس میں حسب ضرورت سو
بنا لئے۔ اب وہ صحیح معنوں میں ایکسٹو کے روپ میں آ چکا تھا۔ پھر وہ
پر نقاب باندھے اور ہاتھوں میں سٹین گن اٹھائے دروازے کی طرف
چلا گیا۔

جولیا جیسے ہی عمارت کا اصل دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اچانک
س کی ناک سے کسی گیس کا ایک بھبکا سا ٹکرایا اور دوسرے لمحے جولیا کٹے
ہوئے درخت کی طرح فرش پر گرتی چلی گئی۔ فرش پر لکڑی کا ایک تختہ سا
بچھا ہوا تھا۔ جولیا اس پر گری تھی۔ جولیا کے گرتے ہی وہ تختہ کسی ریلنگ
کی طرح تیزی سے سمٹنا شروع ہو گیا۔ اس کا آخری سرا دیوار میں غائب ہو
رہا تھا۔ جولیا کا جسم جیسے ہی دیوار کے قریب پہنچا۔ دیوار یکلخت درمیان سے
پھٹ گئی۔ جولیا کا جسم تختے کے ساتھ دوسری طرف غائب ہو گیا۔ اور دیوار
ایک بار پھر برابر ہو گئی۔ تختہ بھی اس کے ساتھ ہی ساکت ہو گیا۔ اب کمرہ ایک بار
پھر خالی ہو گیا۔

باہر برآمدے میں مارکس بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ جولیا اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکی ہو گی۔ اس نے انتظام ہی ایسا کیا
تھا کہ جیسے ہی دروازہ کھلتا۔ دروازے کے اوپر لٹکے ہوئے ایک پائپ
سے بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس دروازہ کھولنے والے کی ناک
سے ٹکراتی اور دروازہ کھولنے والا بے ہوش ہو کر لکڑی کے تختے پر گر جاتا
اور تختہ کسی ریلنگ کی طرح چلنا شروع ہو جاتا۔

اس طرح بے ہوش ہوجانے والا شخص خود بخود دوسرے کمرے میں پہنچ جاتا۔

جولیا کے چند لمحے بعد ہی کیپٹن شکیل موٹر سائیکل پر عمارت کے اندر پہنچا۔ اس نے موٹر سائیکل پورچ میں ہی روک دی

"آپ کا نام —— کوڈ ایکسٹو" —— مارکس نے آگے بڑھ کر بڑے مہذب لہجے میں پوچھا۔

"شکیل" —— کیپٹن شکیل نے تیز نظروں سے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ —— مسٹر طاہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں —— سیدھے چلے جائیے" —— مارکس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن شکیل ایک لمحے کے لئے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر کندھے جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ اس نوجوان کو پستول کی زد میں لے کر اصل حقیقت اگلوا لے۔ مگر پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ کیونکہ طے یہی ہوا تھا کہ وہ تینوں اندر جا کر حقیقت حال معلوم کریں گے۔ اور پھر بی فائیو ٹرانسمیٹر پر باقی ساتھیوں کو آگاہ کریں گے۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا اس کا حشر بھی جولیا جیسا ہوا۔ چند لمحوں بعد اس کا جسم دیوار سے گزر کر غائب ہو گیا۔

کیپٹن شکیل کے بعد نعمانی کا بھی یہی حشر ہوا۔

اور جب دور رکے ہوئے صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی کو ٹرانسمیٹر پر کوئی اشارہ نہ ملا تو ان سب نے اکٹھے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ

موٹر سائیکل بیک وقت عمارت میں داخل ہوئے۔

"معاف کیجئے —— آپ ایک ایک کر کے اندر جائیں گے۔ مسٹر طاہر کا یہی حکم ہے" —— مارکس نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔

"مگر —— یہ طاہر کون ہے" —— صفدر بول پڑا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس کی بات کر رہا ہوں اور کون ہے" —— مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— تو یہ بات ہے" —— صفدر کے منہ سے نکلا اور جو بات صفدر کے ذہن میں آئی وہی بات باقی تینوں نے بھی سوچی کہ ایکسٹو کا اصل نام طاہر ہے مجرموں نے کسی طرح ایکسٹو پر قابو پا لیا ہے اور اب وہ ممبروں کو بھی اکٹھا کر کے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

"مسٹر طاہر اندر کیا کر رہے ہیں" —— صفدر نے جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم جناب —— مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں آپ کو ایک ایک کر کے بھیجتا جاؤں —— شاید کوئی خفیہ میٹنگ ہو گی" —— مارکس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں —— ذرا اس کی شکل تو دیکھ لوں —— بڑا چھپایا ہے اپنے آپ کو" —— تنویر نے اچانک کہا اور پھر وہ تیزی سے تقریباً دوڑتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازہ اس کے اندر جاتے ہی بند ہو گیا۔

صفدر اور اس کے ساتھی تنویر کی طرف سے کسی ردعمل کے منتظر تھے مگر چند لمحوں تک جب کچھ نہ ہوا تو ان کے ذہن میں بھی تجسس پیدا ہوا کہ آخر

اندر کیا ہو رہا ہے۔ اندر جانے والے ساتھی بڑی خاموشی سے اندر چلے گئے ہیں اور بس،،

چنانچہ صفدر نے خود اندر جا کر دیکھنے کا فیصلہ کیا اور بڑے محتاطانہ انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ جبکہ چوہان اور صدیقی مارکس کے پاس کھڑے رہے۔ پھر صفدر بھی دروازے میں غائب ہو گیا۔

" اب آپ جائیے "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد مارکس نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چوہان کندھے جھٹک کر آگے بڑھا اور پھر وہ بھی دروازے سے داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد مارکس نے صدیقی سے اندر جانے کے لئے کہا۔

" کیوں نہ ہم اکٹھے چلیں "۔۔۔۔ صدیقی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔۔۔ مجھے باہر رکنے کا حکم دیا گیا ہے "۔۔۔۔ مارکس نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔ اور صدیقی چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اندر کی طرف بڑھا۔

مارکس بڑی مطمئن نظروں سے اسے اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنے انتظام پر مکمل اعتماد تھا۔ اس لئے وہ قطعی مطمئن تھا۔ پھر صدیقی بھی دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ اور مارکس نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

اس کا مشن کامیاب ہو چکا تھا۔ پوری سیکرٹ سروس اس کی گرفت میں آ چکی تھی۔

چنانچہ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب رک کر اس نے جیب سے ایک کٹر نکال کر دروازے کی دہلیز کے قریب سے گزرتی ہوئی ایک باریک سی تار کاٹ دی۔ اور پھر اطمینان سے دروازہ کھول کر اندر

گیا۔ تار کٹنے کی وجہ سے سسٹم ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے اس بار کچھ بھی نہ ہوا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اندر دیوار کے ایک ابھرے ہوئے حصے کو دبایا تو سامنے والی دیوار خود بخود کھلتی چلی گئی۔ یہ راہداری میں جانے کا دروازہ تھا اور اس راہداری میں آپریشن روم تھا۔ جس میں اس نے بلیک زیرو کو باندھ کر ڈالا ہوا تھا۔

وہ اسے وہاں سے اٹھا کر ممبروں کے پاس لے آنا چاہتا تھا جو نچلے تہہ خانے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان کے مکمل خاتمے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ ایک تہہ خانے میں اس نے انتہائی تیز قسم کا تیزاب کا تالاب بنایا ہوا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ ان سب ممبروں کو اٹھا کر تالاب میں پھینک دے گا اور چند لمحوں میں ہی ان کے جسم گل سڑ کر تیزاب میں مل جائیں گے۔

چنانچہ وہ اطمینان سے چلتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بلیک زیرو مشین گن تھامے جیسے ہی دروازے کے قریب
وہ یکلخت رک گیا۔ کیونکہ دروازہ جو فولاد کا بنا ہوا تھا۔ باہر سے بند تھا۔

بلیک زیرو نے ہینڈل دبا کر اسے کھولنا چاہا۔ مگر باہر سے شاید دروا
کسی چٹخنی کے ذریعے بند کیا گیا تھا۔ اور اب اس کے کھلنے کی ایک ہی ص
تھی کہ اسے باہر سے کھولا جائے۔

بلیک زیرو چند لمحے دروازے پر کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے یہی فی
کیا کہ مارکس کے آنے کا انتظار کیا جائے۔ اور جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر
آئے اس پر قابو پا لیا جائے۔ اس کے سوا کوئی صورت بھی نہ تھی۔

چنانچہ بلیک زیرو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا۔
دیر بعد اسے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور وہ چوکنا ہو گیا۔

قدموں کی آواز دروازے کے قریب آ کر رک گئی اور پھر چٹخنی کھلنے کی
آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ شو گی ایسی جگہ پڑی ہو
تھی کہ جب تک دروازہ کھولنے والا اندر نہ آ جاتا وہ اسے دکھائی نہ دے سک
تھی۔ بلیک زیرو ہاتھ میں مشین گن اٹھائے دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا تھا۔
دروازہ کھلتے ہی مارکس تیزی سے اندر آیا۔ اور دروازہ خود بخود اس

لے پیچھے بند ہو گیا۔

”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ مارکس“ —— اچانک بلیک زیرو نے اس کی
ت سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

مگر مارکس بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے مشین گن کی نال کو ایک
ن جھٹکا دیتے ہوئے اپنی لات بلیک زیرو کی رانوں کے درمیان ماری۔ یہ حملہ
نا اچانک اور کاری تھا کہ مشین گن بلیک زیرو کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی اور
تکلیف کی شدت سے دوہرا ہوتا چلا گیا۔ مارکس نے اس کے جھکتے ہی پوری
ت سے دو ہتڑ بلیک زیرو کی گردن پر دے مارے اور بلیک زیرو منہ کے بل
رش پر گرتا چلا گیا۔ مگر اس دوران بلیک زیرو فوری ضرب کے رد عمل پر
ابو پا چکا تھا۔ چنانچہ فرش پر گرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور اس نے سر
ٹکر پوری قوت سے مارکس کے پیٹ میں ماری۔ مارکس اچھل کر دو قدم پیچھے
ا گرا مگر اس کے جسم میں بھی شاید سپرنگ لگے ہوئے تھے۔ نیچے گرتے ہی وہ انتہائی
رت انگیز طور پر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے بلیک زیرو پر چھلانگ بھی لگا دی۔

بلیک زیرو تیزی سے مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا کہ مارکس اس سے آ
کرایا اور دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر جا گرے۔ نیچے گرتے ہی
لیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے دونوں بازو مارکس کی گردن پر چپکا دیئے اور
وری قوت سے اس کی گردن دبانے لگا۔ مارکس نے دونوں ہاتھ بلیک زیرو کے
ینے پر مارے اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اور مارکس
نے پوری قوت سے بلیک زیرو کی ناک پر ٹکر مار دی۔

بلیک زیرو نے انتہائی پھرتی سے دونوں پیر سمیٹے اور ایک جھٹکے سے مارکس
و فضا میں اچھال دیا۔ مارکس اڑتا ہوا اس طرف جا گرا۔ جہاں دیوار کے ساتھ

مشینیں نصب تھیں۔ اس کا سر ایک مشین کے کونے سے ٹکرایا اور وہ بے
ہو کر فرش پر گر پڑا۔ اس کی ضرب نے اسے یکلخت دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا
بلیک زیرو اس کے گرتے ہی تیزی سے اٹھا مگر جب اس نے مارکس کو بے
پڑا دیکھا۔ تو اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

مارکس واقعی بہترین لڑاکا تھا اور یہ اتفاق تھا کہ مشین کے کونے سے ا
کا سر ٹکرا گیا تھا ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتا۔

بلیک زیرو نے سب سے پہلے مشین گن اٹھائی اور پھر وہ مارکس کی طرف
اس نے مارکس کی نبض چیک کی تو اُسے یقین ہو گیا کہ مارکس ابھی دو تین گھنٹوں
تک ہوش میں نہیں آئے گا۔ چنانچہ وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا او
دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی اور پھر اس نے پوری عمارت کی تلاشی لے ڈالی
مگر سیکرٹ سروس کے ممبران اسے کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ البتہ اس نے عما
کے باہر پورچ میں جولیا کی کار اور دوسرے ممبران کے موٹر سائیکل دیکھ لیے تھے
اس کا صاف مطلب تھا کہ ممبران اس عمارت کے اندر آئے ہیں۔

پوری عمارت کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس کمرے میں آ گیا۔ جس میں سار
ممبران بے ہوش ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے بڑے غور سے اس کمرے کو چیک
کیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ممبران کی گمشدگی کا تعلق یقیناً اس کمرے سے ہو سکتا
اور پھر دیوار کے مختلف حصوں کو دیکھتے ہوئے اسے ایک جگہ کچھ ابھری ہوئی محسو
ہوئی۔ اس نے اس جگہ کو ہتھیلی سے دبایا تو فوراً ہی کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے
پھٹتی چلی گئی۔ اور اس خلا میں سے سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آ رہی تھیں۔ بلیک زیرو تیز
سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک کمرہ تھا۔ اور جیسے ہی بلیک زا
اس کمرے میں پہنچا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ کمرے میں

ے ممبران ایک دوسرے کے اوپر بے ہوشی کے عالم میں ڈھیر ہوئے پڑے تھے
اس بات کا تھا کہ کمرے کے فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے
گے بڑھ کر انہیں سیدھا کیا۔ اور پھر باری باری انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔
ان کی بے ہوشی خاصی طویل معلوم ہوتی تھی۔

بلیک زیرو نے مشین گن ایک طرف رکھی اور صفدر کے قریب جھک کر بیٹھ گیا
ں نے ایک ہاتھ سے صفدر کا منہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ کی دو انگلیوں سے
ر کی ناک بند کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی صفدر کا جسم کسمسانا شروع ہو گیا۔ کسمساہٹ
آہستہ آہستہ تیزی آتی شروع ہو گئی۔ اور جب صفدر کا جسم پھڑکنے لگا تو بلیک زیرو
دونوں ہاتھ ہٹا لیے۔ اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔
ک زیرو نے پیچھے ہٹ کر مشین گن اٹھالی تھی۔

آنکھیں کھلتے ہی صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر جیسے ہی اس کی
یں بلیک زیرو پر پڑیں تو اس کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار
ل کر کھڑا ہو گیا۔

”مجھے یہ منظر دیکھ کر بے حد افسوس ہوا ہے صفدر —— اگر میں اپنی آنکھیں
ں نہ رکھوں تو تم لوگ مٹی کے مادھو بن جاتے ہو“ —— بلیک زیرو نے ایکسٹو
آواز میں انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”سس —— سر۔۔۔“ صفدر نے ندامت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا مگر اس
ے فقرہ پورا نہ ہو سکا۔

”ان سب کو ہوش میں لے آؤ —— جلدی —— ہم مجرموں کے اڈے
ں ہیں“ —— بلیک زیرو نے کہا اور صفدر نے بھی ممبروں کے ساتھ وہی حرکت
رنی شروع کر دی جو بلیک زیرو نے صفدر کے ساتھ کی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد سب ممبران ہوش میں آ گئے۔

"میرے پیچھے آؤ" —— بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چلا گیا۔

"اس پوری عمارت کی مکمل تلاشی لو" —— بلیک زیرو نے انہیں حکم دیا اور خود تیزی سے اس کمرے کی طرف لپکا جدھر وہ شوگی اور مارگس کو بیہوش پڑے چھوڑ آیا تھا۔ اور باقی ممبران تیزی سے عمارت میں پھیلتے چلے گئے۔

بلیک زیرو نے بڑی پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر بڑے چوکنے انداز میں اندر داخل ہوا۔ مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ کمرہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا اور حیرت اس بات کی تھی کہ نہ صرف شوگی اور مارگس غائب تھے بلکہ کمرے میں موجود مشینیں بھی موجود نہ تھیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بھاری مشینیں یکدم غائب ہو جائیں" —— بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر کمرے کی خالی دیواریں اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔ دیواروں کے ساتھ پلنگ وغیرہ تو لگے ہوئے تھے مگر مشین ایک بھی نہ تھی اور مشینیں تو ایک طرف رہیں کمرے میں موجود سٹیل کی بڑی بڑی الماریاں تک غائب تھیں۔

بلیک زیرو تیزی سے باہر نکلا اور اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر کمرہ وہی تھا اس کے دروازے کے باہر چٹخنی تک موجود تھی۔ کافی دیر تک ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد جب بلیک زیرو شوگی اور مارگس کو تلاش نہ کر سکا تو پھر وہ عمارت کے بیرونی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ وہاں سب ممبران موجود تھے۔

"پوری عمارت خالی ہے جناب —— آدمی تو ایک طرف کاغذ کا پرزہ تک نہیں ہے" —— صفدر نے جواب دیا۔

"مگر تم یہاں اکٹھے کیسے ہو گئے" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمیں کال ملی تھی کہ کوئی مسٹر طاہر ہمیں بلا رہے ہیں۔ اور ہم صرف تجسس کی وجہ یہاں آ گئے۔ مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی بے ہوش ہو گئے" —— در نے جواب دیا

"طاہر —— وہ کون ہے" —— بلیک زیرو نے جان بوجھ کر اپنے لہجے حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"یہی تو ہم جاننا چاہتے تھے جناب" —— اس بار جولیا نے کہا۔

"ہوں —— اس کا مطلب ہے کہ کوئی بھی شخص ایکسٹو نام لے کر تمہیں بلا لے ر تم آنکھیں بند کر کے بھاگتے چلے آؤ گے —— اگر میں اتفاق سے آپ لوگوں آتے ہوئے راستے میں چیک نہ کر لیتا تو مجرم آج سیکرٹ سروس کا خاتمہ نے میں کامیاب ہو جاتے" —— بلیک زیرو نے کہا اور تمام ممبران نے ت سے سر جھکا لیے۔ واقعی بڑے شرم کی بات تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران وں کی طرح آنکھیں بند کیے مجرموں کے جال میں پھنس گئے تھے۔

"اب آپ لوگ اپنے فلیٹوں میں چوکنے ہو کر رہیں گے —— ہو سکتا ہے رم آپ کو دوبارہ اغوا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر ایسا ہوا تو آپ نے یادہ مزاحمت نہیں کرنی بلکہ اپنے ساتھ الیون تھری ٹرانسمیٹر رکھ لیں تاکہ مجرم اغوا رکے جہاں لے جائیں تو وہاں سے رابطہ قائم کیا جا سکے" —— بلیک زیرو نے نہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب —— اور جناب، وہ عمران" —— صفدر نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کی حالت بہت خطرناک ہے —— ڈاکٹر اسے بچانے کی سر توڑ

کوشش کر رہے ہیں" ——— بلیک زیرو نے بڑے لاپرواہانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے اپنی اپنی گاڑیوں کے ذریعے کوٹھی سے باہر جانے لگے۔

جب سب لوگ چلے گئے تو بلیک زیرو ایک بار پھر کوٹھی کے اندر چلا گیا۔ وہ اب صرف وقت گزارنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شاید کوئی ممبر اسے بے نقاب دیکھنے کے لئے باہر نہ رک جائے۔ کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتے تھے کہ نقاب پہن کر بلیک زیرو عمارت کے باہر نہ جا سکتا تھا۔

کافی دیر تک عمارت میں چکر لگانے کے بعد بلیک زیرو خاموشی سے عمارت سے باہر آیا اور اس نے منہ سے نقاب اتارا اور پھر کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر تیزی سے فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اس وقت فٹ پاتھ پر لوگوں کا خاصا رش تھا۔ کیونکہ قریب ہی سینما کا شو ختم ہوا تھا اور لوگ ہجوم کی صورت میں چل رہے تھے۔ تھوڑی دور پیدل چل کر اس نے ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور دانش منزل کی طرف بڑھ گیا۔

شوگی نے ہوش میں آتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے لاشعوری کیفیت میں پڑی رہی۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اس کی ناک اور دانتوں میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ناک کو ٹٹولا ناک تو درست تھی مگر ناک اور ہونٹوں کے درمیان خون کے لوتھڑے جمے ہوئے تھے شوگی نے ہاتھ کی پشت سے انہیں صاف کیا اور پھر ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا جبکہ نمبر ٹو ایک مشین کے قریب بے ہوش پڑا تھا۔ شوگی اٹھ کر تیزی سے نمبر ٹو کی طرف بڑھی۔

اس نے ہلا جلا کر نمبر ٹو کو دیکھا۔ نمبر ٹو کے سر کی پچھلی سمت گہرا زخم تھا جس سے خون رس رہا تھا۔ شوگی اسے چھوڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف لپکی مگر دروازہ باہر سے بند تھا۔ شوگی جانتی تھی کہ اب دروازہ اس وقت تک نہیں کھل سکتا جب تک باہر سے اسے نہ کھولا جائے۔

شوگی نے نمبر ٹو کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ مگر نمبر ٹو کی بیہوشی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی گہری تھی کہ مسلسل کوشش کے باوجود نمبر ٹو کو ہوش نہ آسکا۔ جب شوگی اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو گئی تو اس نے خود ہی مادام سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھتی چلی

گئی۔ اس نے مشین کا ایک بٹن آن کر دیا۔ اور اس کے ساتھ منسلک ہیڈ فون اٹھا کر سر پہ فٹ کر لیا۔ مشین پہ ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی جس پہ مادام وی کا خاکہ ابھر آیا۔

" ہیلو مادام —— میں شوگی بول رہی ہوں " —— شوگی نے تیز لہجے میں کہا۔

" شوگی —— کیا بات ہے " —— مادام نے تعجب بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" مادام —— سیکرٹ سروس کے چیف کو ہم اغوا کر کے لے آئے تھے نمبر ٹو اسے کرسی پہ باندھ کر ممبروں کو اکٹھا کرنے گئے۔ کہ نجانے کس طرح سیکرٹ سروس کے چیف نے مجھے بے ہوش کر دیا۔ اور خود آزاد ہو گیا۔ اب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا ہے کہ دروازہ باہر سے بند ہے اور نمبر ٹو فرش پہ بے ہوش پڑا ہے۔ اس کے سر پہ گہرا زخم ہے" —— شوگی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ —— نمبر ٹو کو فوری طور پہ ہوش میں لے آؤ" —— مادام وی کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

" مادام —— میں نے بڑی کوشش کی ہے مگر نمبر ٹو ہوش میں نہیں آسکا اس لیے میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" —— شوگی نے جواب دیا۔

" اچھا —— پھر میری ہدایت پہ عمل کرو —— کمرے کی شمالی دیوار کے ساتھ جو مشین ہے جس پہ ایم لکھا ہے۔ اس کا سرخ رنگ کا بٹن دبا دو۔ پھر اس کے ساتھ والا نیلے رنگ کا۔ اور پھر دوبارہ سرخ رنگ کا۔ دوسری بار سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی کمرہ لفٹ کی طرح نیچے چلا جائے گا۔ جب کمرہ ساکت ہو جائے تو سرخ

رنگ کے بٹن کو دوبار مسلسل دبا دینا —— دیوار پھٹ جائے گی۔ تم نمبر ٹو کو لے کر باہر آجانا۔ یہ ایک طویل سرنگ ہو گی جس کے آخر میں ایک کار موجود ہو گی۔ سرنگ کے اختتام پہ ایک دروازہ ہو گا۔ اس کے بائیں کونے پہ ایک چھوٹا سا سفید رنگ کا بلب ہے۔ اسے دبا دینا۔ دروازہ کھل جائے گا۔ تم کار میں نمبر ٹو کو ڈال کر کار باہر لے آنا تم تیسویں شاہراہ پہ پہنچ جاؤ گی۔ آگے جا کر ایک بائی روڈ آئے گی۔ اس بائی روڈ کا اختتام ایک فارم پہ ہو گا۔ اس کے احاطے میں کار روک کر نمبر ٹو کو فارم کے برآمدے میں لٹا دینا۔ اور خود کار میں واپس شہر جا کر بوستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں رپورٹ کرنا —— کوڈ مادام وی ہو گا —— وہاں دوسری اطلاع ملنے تک تم مقیم رہو گی۔ مادام وی نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر مادام " —— شوگی نے کہا۔

اور پھر اس نے مشین کا بٹن آف کر کے ہیڈ فون اتار کر ہک سے لٹکایا اور شمالی دیوار کے ساتھ موجود مشین کی طرف بڑھ گئی۔ اس مشین پر سنہرے ہندسے سے ایم لکھا ہوا تھا۔ شوگی نے مادام کی ہدایت کے مطابق پہلے سرخ رنگ کا بٹن دبایا۔ پھر نیلے رنگ کا بٹن دبا کر اس نے دوبارہ سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ سرخ رنگ کا بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے کی طرف سرکنا شروع ہو گیا۔ شوگی مشین کا سہارا لیے خاموش کھڑی تھی۔ پھر ایک جھٹکے سے کمرہ نیچے جا کر رک گیا تو شوگی نے سرخ رنگ کے بٹن کو دوبار مسلسل دبا دیا۔ دوسرے لمحے سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اب وہاں ایک طویل سرنگ نظر آرہی تھی۔ شوگی نے مشین سے ہٹ کر بے ہوش پڑے ہوئے نمبر ٹو کو بڑی مشکل سے اٹھا کر کندھے پہ لادا اور سرنگ میں داخل ہو گئی۔ نمبر ٹو خاصا وزنی تھا۔ اس لیے شوگی کے قدم بار بار لڑکھڑا رہے تھے۔ مگر وہ ہمت کر کے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اس کے سرنگ میں داخل ہوتے ہی کمرے کی دیوار خود بخود ملتی چلی گئی۔

شوگی نمبر ٹو کو کاندھے پر اٹھائے لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ تقر
پندرہ منٹ چلنے کے بعد سرنگ کا اختتام ہوا۔ وہاں ایک چھوٹی سی کار موجو
تھی۔ سرنگ کے اختتام پر دروازہ تھا۔ شوگی نے کار کا دروازہ کھول کر نمبر
پچھلی نشست پر لٹایا اور پھر دروازہ کھولنے والا بٹن تلاش کرنے لگی۔
جلد ہی وہ بٹن اسے نظر آ گیا۔ شوگی نے جیسے ہی بٹن دبایا۔ دروازہ کھلتا چلا گ
اور اسے باہر ایک تنگ سی سڑک جاتی نظر آئی۔

شوگی دروازہ کھلتے ہی تیزی سے واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ
کار کی چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ شوگی نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے چلا
ہوئی وہ سرنگ سے باہر آ گئی۔ کار کے باہر آتے ہی دروازہ اس کے عقب م
خود بخود بند ہو گیا۔ شوگی کار چلاتے ہوئے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اس نے رومال سے اپنا منہ صاف کر لیا تھا تاکہ راستے میں کوئی ٹریفک کانٹ
اسے زخمی سمجھ کر نہ روک لے۔ اس تنگ سڑک کا اختتام نیکسیں شاہراہ پر
اور وہ مادام کی ہدایت پر شمال کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس فارم تک پہنچ گئی۔ فارم ویران پڑا ہوا تھا۔ گ
چونکہ مادام کی ہدایت تھی۔ اس لئے شوگی نے نمبر ٹو کو کار سے نکال کر برآمد
میں فرش پہ لٹا دیا اور خود کار میں آ بیٹھی۔ اس نے کار موڑی اور خاصی تیز
رفتاری سے چلاتی ہوئی بڑی سڑک پہ آ گئی۔ اب اس کی کار کا رخ بوستان کالو
کی طرف تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ بوستان کالونی میں پہنچ گئی۔ اس نے
کوٹھی کے سامنے روکی اور پھر اتر کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی

کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر نکل آیا۔

"فرمائیے"۔۔۔ نوجوان نے شوگی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مادام ڈی سی نے مجھے یہاں آنے کی ہدایت کی ہے"۔۔۔ شوگی نے سنجیدہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ آپ کا نام"۔۔۔ نوجوان نے اس بار مودب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"شوگی"۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ میں پھاٹک کھولتا
ہوں"۔۔۔ اور پھر وہ تیزی سے کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتا
چلا گیا۔ اور شوگی کار اندر بڑھا لے گئی۔

"شوگی نے کار پورچ میں جا کر روک دی۔ پھر نیچے اتر آئی۔ برآمدے میں ایک
قوی ہیکل مقامی نوجوان ہاتھ میں سٹین گن لئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔

"آئیے مس۔۔۔ باس آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔ سٹین گن بردار
نے آگے بڑھ کر کہا اور شوگی نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ اس نوجوان کی رہنمائی میں چلتی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔
مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد مسلح نوجوان ایک دروازے کے سامنے رک گیا
دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

نوجوان نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کون ہے"۔۔۔ دروازے کے اوپر نصب ایک چھوٹے سے سپیکر میں سے
کرخت آواز برآمد ہوئی۔

"مس شوگی آئی ہیں باس"۔۔۔ مسلح نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اندر بھیج دو"۔۔۔ آواز دوبارہ ابھری اور اس کے

ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔

"تشریف لے جائیے مس" ——— نوجوان نے کہا اور شوگی حیرت سے سر جھٹکتی ہوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ اسے تنظیم میں آئے ہوئے دس سال ہو گئے تھے مگر اس قسم کا انتظام وہ پہلی بار ہی دیکھ رہی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک قوی ہیکل دیوزاد قسم کا غیر ملکی نوجوان بیٹھا ہوا تھا، جس کے چہرے پر سختی اور سفاکی کے اثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے آنکھوں سے سنگدلی صاف نمایاں تھی

"تشریف رکھیں مس شوگی ——— آپ تو زخمی دکھائی دیتی ہیں"۔ اس آدمی نے اپنی طرف سے لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے باوجود اس کے لہجے کی کرختگی دور نہ ہوئی تھی۔

"ہاں ——— میری ناک زخمی ہے" ——— شوگی نے میز کے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا علاج ہو جائے گا ——— اس کوٹھی میں سب کچھ موجود ہے" اس آدمی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا" ——— شوگی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام بارٹلے ہے ——— اور میرا تعلق تنظیم کے آپریشن سیل سے ہے ——— میں کل ہی یہاں پہنچا ہوں" ——— بارٹلے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپریشن سیل ——— میں سمجھی نہیں" ——— شوگی کے لہجے میں حیـ

"مس شوگی ——— دی گینگ ایک بہت بڑی تنظیم ہے ——— اس میں سیکشن ہیں ——— آپ کا سیکشن صرف بطور ایجنٹ کام کرتا ہے جبکہ ہمارا ن مار دھاڑ اور دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ گو ہماری تنظیم کی ردگی کچھ اس قسم کی ہے کہ آپریشن سیل کو حرکت میں لائے جانے کی ضرورت ں نہیں ہوتی مگر جہاں حالات کچھ اس قسم کے ہو جائیں وہاں پھر ہمارا ہی ن کام کرتا ہے ——— مادام دی نے جب یہ فیصلہ کر لیا کہ یہاں حالات اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ ہمارے سیکشن کے بغیر کام نہیں ہو سکتا تو مادام مجھے کال کر لیا۔ اور میں نے یہاں پہنچتے ہی مقامی غنڈوں کی مدد سے فی الحال نظامات کئے ہیں" ——— بارٹلے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کیسے حالات" ——— شوگی نے پوچھا۔

"مس شوگی ——— آپ خصوصی ممبران میں سے ہیں ——— اس لئے آپ کو یہاں کے مشن کی تفصیلات کا علم ہو گا ——— طالب علم تحریک کے دوران نے پولیس کی وردیوں میں طالب علموں کو ہلاک کرنا ہے تاکہ تحریک زور پکڑ ے" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گئی ——— مگر اب حالات بدل گئے ہیں۔ فی الحال شاید مقامی سیکرٹ سروس سے ٹکرانا پڑے" ——— شوگی نے جواب دیا۔

"مقامی سیکرٹ سروس سے" ——— بارٹلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں" ——— شوگی نے جواب دیا اور پھر اس نے پوری تفصیل سے تمام ات بارٹلے کو بتا دیئے۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے نمبر ٹو مات کھا گئے اور سیکرٹ سروس

پوری طرح چوکنا ہو گئی ـــــ اب تو واقعی جب تک سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہو جائے مشن کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا" ـــــ بارٹلے نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

" بہر حال اس سلسلے میں فیصلہ تو مادام ہی کرے گی ـــــ میں نے تو اپنا خیال ہی ظاہر کیا ہے" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

" ہاں ۔ ٹھیک ہے ـــــ میں مادام سے بات کرتا ہوں تاکہ سیکرٹ سروس کے خلاف کام شروع کیا جا سکے" ـــــ بارٹلے نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

" مس شوگی کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ اور انہیں ان کا کمرہ دکھا دو۔ اور لوگوں کو چوکنا کر دو۔ کوٹھی کی حفاظت انتہائی ہوشیاری سے ہونی چاہیے"۔ بارٹلے نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بہتر باس" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

" مس شوگی ـــــ جب تک سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہو جائے تم نے کوٹھی سے باہر نہیں جانا" ـــــ بارٹلے نے شوگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بہتر" ـــــ شوگی نے مختصر سا جواب دیا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی نوجوان کی رہنمائی میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران کو ہوش میں آئے دوسرا روز تھا۔ مگر خطرناک زہر کے اثرات ابھی تک اس کے خون میں باقی تھے۔ کیونکہ ہوش میں آنے کے باوجود وہ غنودگی میں ڈوبا رہتا۔ بلانے پر آنکھیں کھول کر ہوں ہاں کر لیتا۔ اور پھر اس کے بعد آنکھیں بند کر لیتا۔ سر سلطان دن میں کئی بار چکر لگاتے تھے۔ ڈاکٹر موسیٰ بھی اسے دو بار دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ آہستہ آہستہ یہ نیم بے ہوشی کی کیفیت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

عمران کو سپیشل وارڈ کے کمرے میں رکھا گیا تھا اور کمرے کے دروازے پر ایک دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتا تھا۔ عمران کے کمرے میں مخصوص ڈاکٹروں اور نرسوں کے سوا کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ عمران کی قوت کو بحال کرنے کے لئے مسلسل ادویات دی جا رہی تھیں۔

آج بھی عمران آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا تھا کہ دروازہ کھلا اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔ سر سلطان کے ساتھ بلیک زیرو بھی تھا۔ اسے عمران سے ملنے کے لئے سر سلطان کا سہارا لینا پڑا تھا۔ کیونکہ بحیثیت ایکسٹو وہ آ نہ سکتا تھا اور ایکسٹو کی شخصیت سے ہٹ کر اس کی اپنی کوئی سرکاری حیثیت ہی نہ تھی۔ اس لئے اس نے سر سلطان کو مجبور کیا تھا۔ اور سر سلطان اسے اپنے ہمراہ لے کر ہسپتال آ گئے۔

"عمران بیٹے ـــــ اب کیسی طبیعت ہے" ـــــ سر سلطان نے عمران کے قریب آکر بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا۔

"ہوں" ـــــ عمران نے آنکھیں کھولیں۔ اور پھر اس کی نظریں سر سلطان اور بلیک زیرو پر جم گئیں۔

"عمران صاحب خدا کا شکر ہے کہ آپ بچ گئے" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام طاہر ہے نا" ـــــ عمران نے نیم بیہوشانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ میں طاہر ہوں عمران صاحب ـــــ آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیے ـــــ حالات بڑے نازک ہو رہے ہیں" ـــــ طاہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حالات نازک ہو رہے ہیں ـــــ کہیں حالات لکھنؤ کی سیر تو نہیں کر گئے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ سر سلطان بھی ہنس پڑے۔

سر سلطان کا چہرہ عمران کے اس فقرے سے گلنار ہو گیا۔ کیونکہ عمران کا یہ فقرہ بتا رہا تھا کہ عمران کا ذہن اصل ٹریک پر آتا جا رہا ہے۔ ورنہ عمران کی حالت دیکھتے ہوئے انہیں بار بار یہ خدشہ ہو رہا تھا کہ کہیں خطرناک زہر نے عمران کے ذہن پر برا اثر نہ چھوڑا ہو۔ وہ انہیں چھوڑ کر تیزی سے ڈاکٹر کو بلانے چلے گئے۔

"لکھنؤ کی سیر تو نہیں البتہ پوری سیکرٹ سروس مجھ سمیت موت کی سرحد دیکھ آئی ہے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا ہوا تھا" ـــــ عمران نے جھٹکے سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے اپنے اغوا سے لے کر عمارت سے باہر آنے تک تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے ـــــ وی گینگ سے ٹکرانا ناگزیر ہو ہے" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمام ممبران کو کہہ دیا ہے کہ انہیں اگر اغوا کر لیا جائے تو زیادہ مزاحمت نہ کریں تاکہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگایا جا سکے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں طاہر ـــــ اب یہ مجرم اغوا کرنے میں وقت ضائع نہ کریں گے وہ اب کوشش کریں گے کہ سیکرٹ سروس کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے ختم کر دیا جائے۔ اس لئے تمام ممبروں کو کہہ دو کہ وہ آئندہ میک اپ میں رہیں اور اپنے فلیٹس چھوڑ دیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں ابھی انہیں کہہ دیتا ہوں ـــــ مگر عمران صاحب آپ پر حملہ کس نے کیا" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اس کا مطلب ہے ـــــ حالات تو لکھنؤ کی سیر کر آئے ہیں اور تم شاید پاگل خانے کی سیر کو نکل گئے تھے ـــــ بھئی اور کون کر سکتا ہے ان شمشیر زنوں میں ایک آدمی مجرموں کا تھا"

عمران نے اس بار تکیے سے پشت لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب وہ پوری طرح تروتازہ اور چست و چوبند محسوس ہو رہا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر لوئیس اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔

"اوہ ـــــ خدا کا شکر ہے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

ڈاکٹر لوئیس نے عمران کی نبض چیک کی اور پھر ان کے چہرے پر حیرت

کے آثار ابھرتے چلے آئے۔

"حیرت انگیز ــــــ انتہائی حیرت انگیز ــــــ ابھی ایک گھنٹہ پہلے عمران صاحب کے جسم میں شدید کمزوری کے آثار تھے مگر اب تو یہ بالکل صحت مند ہیں" ــــ ڈاکٹر یونس نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر صاحب ــــــ یہ صاحب وٹامن سے بھرپور ہیں۔ بس انہیں دیکھتے ہی میں خود بخود ٹھیک ہو گیا" ــــــ عمران نے مسکرا کر بلیک زیرو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بہرحال مجھے خوشی ہے کہ اب آپ بالکل تندرست ہیں" ــــ ڈاکٹر یونس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو کیا آپ مجھے اس جنت سے نکال دیں گے" ــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جنت" ــــــ ڈاکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ــــ یہاں بڑی خوبصورت حوریں جو ہیں" ــــ عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ کا گوشہ دبایا اور بلیک زیرو کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی

"اوہ ــــ عمران صاحب ــــ واقعی یہ حوریں ہیں پاکیزہ اور خدمت گزار" ــــ ڈاکٹر یونس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پلیز ــــ ایک حور سر سلطان کو بھی عنایت کر دیجیے ــــ یقین کیجیے یہ بڑے دین دار اور خدمتگار آدمی ہیں" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ عمران تم اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے" ــــ سر سلطان

مصنوعی غصّے سے کہا۔

"اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو اصلیت خود ہی بتا دیجیے" ــــ عمران

واب دیا۔ اور ڈاکٹر یونس سمیت سب ہنس پڑے۔

"اچھا ڈاکٹر صاحب ــــ اگر عمران ٹھیک ہو تو اسے فارغ کر

یجئے ــــ یہ صاحب اسے اپنے ہمراہ لے جائیں گے" ــــ سر سلطان

فوراً موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میری طرف سے اجازت ہے" ــــ ڈاکٹر یونس نے کہا۔

"آپ کی مرضی ڈاکٹر صاحب ــــ اب آپ نہیں رہنے دیتے مجھے

ت میں تو نہ سہی ــــ میں پھر شمشیر زنی کے مقابلے میں حصہ لوں گا"

ران نے کہا۔

"طاہر ــــ عمران کو اپنے ہمراہ لے جاؤ ــــ اچھا میں چلتا ہوں۔

یے ڈاکٹر صاحب" ــــ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر یونس کا بازو

پکڑ اسے تقریباً زبردستی کمرے سے باہر لیتے گئے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا

کہ عمران باز نہ آئے گا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی ہسپتال سے فراغت کی کارروائی مکمل ہو

گئی اور عمران لباس بدل کر بلیک زیرو کی کار میں آبیٹھا۔

"مجھے میرے فلیٹ پر اتار دو بلیک زیرو ــــ اور تمام ممبروں کو

ایت کر دو کہ وہ اپنے فلیٹس فوری طور پر چھوڑ دیں اور تم بھی دانش منزل میں

کتے رہو ــــ ہو سکتا ہے مجرم ایک بار پھر دانش منزل پر حملہ کریں" ــــ

ران نے کہا۔

"بہتر ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا اور کار کا رخ اس سڑک کی طرف موڑ

دیا جو گھوم پھر کر عمران کے فلیٹ کی طرف جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے فلیٹ کے نیچے پہنچ گئے۔ عمران کار سے باہر آیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بلیک زیرو کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک انگلی نہ ہٹائی جب تک کہ دروازہ ایک دھماکے سے نہ کھل گیا۔

"کیا مصیبت ہے — ارے — ارے — آپ" — سلیمان جو شدید غصے کے عالم میں آیا تھا۔ عمران کو دیکھ کر سنبھل گیا۔

"اچھا — اب میں تمہارے لئے مصیبت بن گیا ہوں" عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا — کتنے دنوں سے راشن ختم ہو گیا ہے — باورچی بھائیں بھائیں کر رہا ہے — دھوبی، اخبار فروش، بجلی والے بل اٹھائے دروازے پر دھرنا مارے بیٹھے ہیں — غریب سلیمان کی جان عذاب میں آئی ہوئی ہے" — سلیمان نے عمران کی طرف سے شہ ملتے ہی بولنا شروع کر دیا۔

"اور وہ جو میں تمہیں دو ہزار روپے دے گیا تھا — وہ کس کھاتے میں گئے" — عمران نے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دو ہزار — اچھا وہ صرف دو ہزار — جناب اس مہنگائی کے زمانے میں دو ہزار کی کیا وقعت ہے۔ ساتھ والے فلیٹ میں

ہوئے نا — ارے خواجہ صاحب کی باورچن — اس کے کپڑوں سے ہلدی کی بُو آ رہی تھی — میں نے سوچا بیچاری کیا سوچتی ہو گی کہ خوشبو کے لئے بھی ترس گئی ہوں۔ چنانچہ میں بازار گیا — آپ یقین کیجئے کہ ایک سپر سینٹ کی شیشی، ایک نیا جوڑا کپڑوں کا اور ایک دو آئیٹم بس آپ کے خریدے اور دو ہزار ختم — صاحب بڑا بُرا زمانہ آگیا ہے دو ہزار کی تو کوئی وقعت ہی نہیں رہی" — سلیمان نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا — تو یہ عیاشی ہو رہی ہے" — عمران نے حیرت سے دیدے پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے — ارے صاحب — توبہ کیجئے — عیاشی کے لئے رقم کہاں ہے میرے پاس — یہاں تو کھانے کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور آپ عیاشی کی بات کر رہے ہیں — خدا کسی کو کسی مفلس کا باورچی نہ بنائے" — سلیمان نے تیزی سے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے کچن کی طرف مڑ گیا۔

"ارے۔ ارے — کہاں جا رہے ہو — اس مفلس اور قلاش کو ایک پیالی چائے تو دیتے جاؤ" — عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے — میں خیرات بانٹ بیٹھا ہوں" — سلیمان نے دروازے سے غائب ہوتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے چند لمحے کچھ سوچتا رہا اور پھر

اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی جانب کھسکا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ٹائیگر سپیکنگ" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی

"عمران سپیکنگ" ---- عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب" ---- ٹائیگر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ٹائیگر ---- تم نے مس شوگی کو دیکھا ہوا ہے ---- وہی غیر ملکی لڑکی جس نے راضی کی سالگرہ میں شرکت کی تھی" ---- عمران نے پوچھا۔

"ہاں جناب ---- اچھی طرح دیکھا ہوا ہے" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم نے اسے تلاش کرنا ہے ---- پورے شہر میں اسے تلاش کرو۔ جہاں بھی نظر آجائے اس کی نگرانی کرو" ---- عمران نے کہا۔

"جناب اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ---- میں نے اس کا ٹھکانہ دیکھا ہوا ہے" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھکانہ دیکھا ہوا ہے ---- کیا مطلب" ---- عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کل شام میں اتفاق سے ایک دوست کو ملنے گیا تو میں نے مس شوگی کو ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھے بوستان کالونی کی ایک کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ نیوز ---- کونسی کوٹھی ہے وہ" ---- عمران نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ واقعی اس اطلاع پر اسے خوشی ہوئی تھی کم از کم ایک لائن آف

ن تو مل گئی تھی۔

"بوستان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ ہے ---- باہر کسی ڈاکٹر کی نیم پلیٹ ہوئی ہے" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ---- تم اس کوٹھی میں داخل ہو کر حالات کا جائزہ لو اور پھر رپورٹ کرو ---- مگر کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ پہلے کی ا ایک اناڑی کے قابو میں نہ آجانا" ---- عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ---- عمران صاحب ---- وہ بس اتفاق ہی تھا۔ آپ بے فکر رہیں پوری طرح احتیاط کروں گا" ---- ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے" ---- عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان نے ئے کی پیالی لا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"یہ ٹھنڈی ہو گئی تو اور نہیں ملے گی" ---- سلیمان نے دھمکی دیتے ہوئے ا۔

"اور اگر پہلے ہی ٹھنڈی ہوئی تو تم ملازمت سے برخواست" ---- ن نے پیالی اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے ---- ارے ---- کیا کہہ رہے ہیں ---- سوچ سمجھ کر بات ئے ---- پہلے چارج شیٹ دیجئے ---- اس کا جواب لیجئے۔ پھر اری آفیسر مقرر ہو گا۔ پھر آپ مجھے برخواست کریں گے تو میں لیبر کورٹ جاؤں گا اور وہاں سے مع سابقہ مراعات کے بحال ہو کر آجاؤں گا۔ میرے وکیل کا خرچہ بھی آپ کو دینا پڑے گا" ---- سلیمان نے اپنے قانونی ؤ جتاتے ہوئے کہا۔

"ارے توبہ ---- جب تم نے بحال ہو کر ہی آنا ہے تو بھئی میں اپنا

فیصلہ واپس لیتا ہوں ــــ چائے کی جگہ شربت پی لوں گا مگر یہ عدالتوں کے چکر مجھ سے نہیں کاٹے جاتے" ــــ عمران نے فوراً ہی اپنا فیصلہ واپس لیتے ہوئے کہا اور سلیمان مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

عمران نے چائے کی پیالی ختم کی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے جسم پر غنڈوں کا مخصوص لباس تھا اور چہرے پر میک اپ بھی کسی خطرناک غنڈے جیسا تھا۔ پورا چہرہ زخموں کے نشان سے بھرا ہوا تھا۔ گلے میں سرخ رومال کو گانٹھ دیتے ہوئے عمران تیزی سے فلیٹ سے باہر آ گیا۔

وہ دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ ایک عجیب و غریب فیصلہ اور اسے یقین تھا کہ اگر اس کا منصوبہ کامیاب رہا تو وہ ڈی گینگ کی سربراہ مادام ڈی پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکے گا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس کے گرد چار پانچ رسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز کے درمیان میں موجود ایک بڑی کرسی پر ایک جوان عورت موجود تھی۔ اس کا جسم انتہائی سڈول اور پُرشباب تھا۔ چہرے صوصیت کے پرتو نمایاں تھے۔ البتہ آنکھوں میں پُراسرار اور وحشیانہ قسم چمک تھی۔ ایسی چمک کہ کوئی شخص زیادہ دیر تک اس کی طرف غور سے نہ سکتا تھا۔

میز کے دوسری طرف مارکس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی جبکہ چہرے پر بے پناہ زردی تھی۔

"مارکس ــــ یہ بہت بُرا ہوا کہ سیکرٹ سروس ہمارے ہاتھ سے نکل نے میں کامیاب ہو گئی ــــ اب وہ پوری طرح چوکنے ہو گئے ہوں گے" وان عورت نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام ــــ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے ــــ میں نے تو ایسا ظام کیا تھا کہ پوری سیکرٹ سروس بھیگے چوہوں کی طرح میرے جال میں سما چلی گئی۔ ان کے چیف کو بھی میں نے کرسی پر اچھی طرح جکڑ دیا تھا اور ٹھوگی کو اس کی حفاظت کے لئے آپریشن روم میں چھوڑا تھا۔ اب مجھے

کیا معلوم تھا کہ وہ جیپ آزاد کیسے ہوگیا۔ اس کے باوجود میں نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا ۔۔۔ بس یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اچانک میرا سر ایک مشین کے کونے سے ٹکرا گیا اور اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔"

مارکس نے بجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ بس اسے اپنی بدقسمتی ہی کہہ سکتے ہیں ۔۔۔ بہرحال اب ہمیں پہلے پوری قوت سے سیکرٹ سروس سے ٹکرانا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی ہم مشن کو آگے بڑھانے کے متعلق سوچ سکتے ہیں"۔۔۔ مادام وی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مادام ۔۔۔ ہمیں ان کے فلیٹوں کے پتے معلوم ہیں ۔۔۔ ان کے ہیڈکوارٹر کو بھی ہم نے دیکھ لیا ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں بغیر کوئی وقت ضائع کئے ان پر حملہ کر دینا چاہیئے"۔۔۔ مارکس نے کہا۔

"تم بڑے احمق ہو مارکس ۔۔۔ کیا اب وہ وہاں ہمارے حملے کے انتظار میں بیٹھے ہوں گے ۔۔۔ اور پھر اتنی جگہوں پر حملے کے لئے بہت سے آدمی چاہیئں"۔۔۔ مادام وی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ بات تو ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم یہاں کے مقامی غنڈوں کی عارضی طور پر خدمات حاصل کریں اور انہیں ان فلیٹوں کی نگرانی پر مقرر کر دیں ۔۔۔ پھر جیسے ہی ہمیں ان کے متعلق علم ہو ہم ان غنڈوں کی مدد سے انہیں ہلاک کر دیں"۔۔۔ مارکس نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ایسا ممکن تو ہے ۔۔۔ مگر ہماری تنظیم نے کبھی مقامی غنڈوں کی حمایت حاصل نہیں کی مگر اب مجبوری ہے۔ اس لئے میں نے

اپریشن سیل کے انچارج بارٹلے کو یہاں بلوا لیا ہے ۔۔۔ اس وقت شوگی بھی وہیں ہے ۔۔۔ بارٹلے نے میری اجازت سے بی الال کو بھی کی نگرانی کے لئے چند غنڈے بھرتی کئے ہیں ۔۔۔ مگر میرا خیال ہے سیکرٹ سروس کی نگرانی کے لئے ہمیں غنڈوں کی بجائے خصوصی صلاحیتیں رکھنے والے افراد کی ضرورت ہوگی"۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

"ہاں ۔۔۔ سیکرٹ سروس عام غنڈوں کے بس کی نہیں ہے۔ اور خصوصی صلاحیتوں کے مالک افراد کے لئے ہمیں یہاں کے مافیا کے سربراہ جیمس بروکر سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا"۔۔۔ مارکس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"جیمس بروکر"۔۔۔ مادام وی نے چونک کر کہا۔

"ہاں مادام ۔۔۔ بس اتفاق سے میری اس سے ملاقات ہوگئی تھی ری گینگ میں آنے سے پہلے بروکر اور میں اکٹھے ہی مافیا میں کام کرتے تھے"۔۔۔ مارکس نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تم نے بڑی مفید بات بتائی ہے۔ مافیا کے آدمی یقیناً اس کام میں ماہر ہوں گے ۔۔۔ البتہ ہم اس مشن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ۔۔۔ مافیا کے کارکن ہمیں سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاعات فراہم کریں جبکہ مقامی غنڈوں کی مدد سے انہیں ہلاک کر دیا جائے"۔۔۔ اس طرح حالات پر ہمیں کنٹرول رہے گا"۔۔۔ مادام نے کہا۔

"آپ کی تجویز بالکل درست ہے مادام ۔۔۔ آپ بارٹلے کو کہیں کہ وہ یہاں کے کسی با اثر غنڈے کی مدد سے چند پیشہ ور قاتلوں کی امداد حاصل

کرے اور مجھے آپ اجازت دیں تو میں جمیں برو کرے بات کرتا ہوں" مارکس نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کوئی جواب دیتی۔ اچانک میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز بلند ہونے لگی۔

مادام نے بڑی پھرتی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"بارٹلے سپیکنگ مادام ——— اوور" ——— بٹن دیتے ہی دوسری طرف سے بارٹلے کی کرخت آواز ابھری۔

"یس ——— مادام وی سپیکنگ ——— اوور" ——— مادام نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"مادام ——— مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پرنس آف ڈھمپ صحت یاب ہو کر ہسپتال سے چلا گیا ہے ——— اوور" ——— بارٹلے نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— پرنس آف ڈھمپ ٹھیک ہو گیا ہے ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— اوور" ——— مادام وی حلق کے بل چیخ اٹھی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں مادام ——— آپ کے حکم پر میں نے تمام ہسپتالوں میں چھان بین کرائی ہے ——— اسے سپیشل سروسز ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ وہاں کے ڈاکٹر تو اس کے علاج سے مایوس ہو گئے تھے۔ مگر اتفاق سے زہروں کے بین الاقوامی ماہر ڈاکٹر موسی یہاں آئے ہوئے تھے ——— انہوں نے پرنس آف ڈھمپ کا علاج کیا اور وہ صحت یاب ہو گیا ——— اور یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ یہاں کے

بڑی وزارت خارجہ سر سلطان نے پرنس آف ڈھمپ کے علاج میں خصوصی دلچسپی لی۔ ڈاکٹر موسی سے بھی انہوں نے کنٹکٹ کیا تھا۔ اوور" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے ——— پرنس سیکرٹ سروس میں کوئی شخصیت ہے۔ اسی لیے وزارت خارجہ کے سیکرٹری اس کے علاج میں اس قدر دلچسپی لے رہے تھے ——— اوور" ——— مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر حکم کریں تو میں اس پرنس کو تلاش کر دوں ——— اوور" ——— بارٹلے نے پوچھا۔

"نہیں ——— یہ کام ہو جائے گا ——— تمہارے ذمہ ایک اور کام ہے ——— تم یہاں کے کسی بااثر غنڈے سے رابطہ قائم کرو اور چند بہترین پیشہ ور قاتلوں کو کرایہ پر حاصل کرو اور میری مزید ہدایات کا انتظار کرو ——— اوور" ——— مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام ——— میں آج ہی سے کوشش شروع کر دیتا ہوں ——— اوور" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اور سنو ——— شوگی کا میک اپ کر کے اسے شہر بھیج دو۔ وہ کسی ہوٹل میں رہے اور اس کے ذمے پرنس آف ڈھمپ کو تلاش کرنا ہے۔ جیسے ہی اسے پرنس آف ڈھمپ نظر آئے وہ تمہیں اطلاع کر دے اور جیسے ہی تمہیں اطلاع ملے۔ تمہارے ذمے کام یہ ہوگا کہ تم اسے فوراً ہلاک کر دو ——— اوور" ——— مادام وی نے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ——— ایسا ہی ہوگا" ——— بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"پرنس بچ گیا مارکس ۔۔۔ نہ جانے کیا بات ہے کہ اس ملک میں ہمارا ہر کام الٹا ہی ہو رہا ہے" ۔۔۔ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں مادام ۔۔۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ بوکازو کا علاج آج تک تلاش نہیں کیا جا سکا۔ البتہ ڈاکٹر موسیٰ کے بارے بارے میں کہا نہیں جا سکتا ۔۔۔ میں نے اس کی شہرت سنی ہوئی ہے ہو سکتا ہے اس نے زہر کا علاج تلاش کر لیا ہو" ۔۔۔ مارکس نے جواب دیا۔

"وہ علاج تلاش کر لیا ہے ۔۔۔ تبھی تو پرنس بچ گیا ہے" ۔۔۔ مادام نے پہلے سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

"مادام ۔۔۔ مجھے ایک اور خیال آیا ہے ۔۔۔ پرنس کے بچ جانے سے ہمارا اصل منصوبہ بھی منظر عام پر آ سکتا ہے کیونکہ مس شوگی نے راضی کے متعلق اسے بتا دیا تھا ۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ پرنس صحت یاب ہوتے ہی راضی کے سر ہو گا" ۔۔۔ مارکس نے کہا۔

"تمہارا خیال بالکل درست ہے ۔۔۔ اور راضی ایک بار ان کے ہاتھ چڑھ گیا تو اصل منصوبہ بھی حکومت کی نظروں میں آ جائے گا۔ اس لئے راضی کی فوری موت لازمی ہو گئی ہے" ۔۔۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر مادام ۔۔۔ راضی کی موت کے بعد ہمیں مشن کے لئے نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا" ۔۔۔ مارکس نے کہا۔

ہو جائے گا ۔۔۔ راضی جیسے بے شمار طالب علم لیڈر مل جائیں " ۔۔۔ مادام نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ چند بعد ہی دوسری طرف سے بارٹلے کی آواز گونجی۔

"یس بارٹلے سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔

"مادام دی بول رہی ہوں ۔۔۔ سنو بارٹلے ۔۔۔ نیوٹاؤن کی کوٹھی نمبر رہ الیف میں ایک طالب علم راضی رہتا ہے ۔۔۔ شوگی سے اس کا حلیہ پوچھ لینا ۔۔۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے موت کے گھاٹ دو ۔۔۔ اس کام میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ اوور" ام نے کہا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ میں ابھی وہاں جاتا ہوں ۔۔۔ جیسے ہی وہ مجھے ملا س کی روح جسم سے پرواز کر جائے گی ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ بارٹلے نے ے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام کر کے مجھے فوری رپورٹ دو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ مادام نے کہا۔

"اوکے مادام ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ بارٹلے نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مارکس اب تم فوری طور پر جیمس بروکر سے رابطہ قائم کرو اور اس سے دی مانگو ۔۔۔ میں جس قدر جلد ہو سکے سیکرٹ سروس کا خاتمہ چاہتی ہوں"۔ دام نے مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر مادام ۔۔۔ میں ابھی جاتا ہوں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ اس کی ہائش ڈرائن ہوٹل میں ہے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میں کامیاب لوٹوں گا"۔

مارکس نے جواب دیا۔

" اور سنو ـــــ میک اپ کر کے جانا۔ کیونکہ نہ صرف سیکرٹ سروز چیف نے تمہیں اچھی طرح دیکھ لیا ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبرا بھی دیکھا ہے "ـــــ مادام نے کہا۔

" ٹھیک ہے مادام ـــــ ایسا ہی ہوگا ـــــ مجھے خود احساس ہے مارکس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

مارکس کے باہر جانے کے کچھ دیر بعد تک مادام آنکھیں بند کئے خا بیٹھی رہی۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آ گیا کہ اگر وزارت خارجہ کے سیکر سر سلطان کو قابو میں کر لیا جائے تو مسئلہ کچھ زیادہ ہی آسانی سے حل ہو ہے۔

مادام کو اپنے شباب اور صلاحیتوں پر پورا اعتماد تھا کہ سر سلطان چا کتنا ہی بوڑھا اور سنجیدہ آدمی ہوا۔ وہ اسے اپنے دام میں لے ہی آ گی۔ چنانچہ فیصلہ کرتے ہی وہ تیزی سے اٹھی اور ڈریسنگ روم کی ط بڑھتی چلی گئی۔

اس نے آج ہی اخبار میں پڑھا تھا کہ وزارت خارجہ کے سیکرٹر سر سلطان کی زیر صدارت ایک تقریب ہوٹل مالابار میں ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لباس تبدیل کر کے باہر آئی تو واقعی اس کا شباب اچھوں اچھوں کو چت کر دینے کے قابل تھا۔

ٹائیگر عمران سے ہدایت ملتے ہی موٹر سائیکل اٹھا کر تیزی سے ان کالونی کی طرف چل پڑا۔ اس نے حسب دستور حسبِ لباس پہن رکھا تھا ہرے پر کچھ زیادہ ہی جوش پھیلا ہوا تھا۔

راضی کے سلسلے میں اسے جو ناکامی ہوئی تھی اور جس کا طعنہ عمران نے دیا وہ اس ناکامی کا داغ دھونا چاہتا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ بوستان کالونی میں ل ہو گیا۔ اسے کوٹھی اچھی طرح یاد تھی جس میں اس نے شوگی کو داخل ہوتے ا تھا۔

اس وقت شام کا اندھیرا پھیلتا چلا جا رہا تھا اور ٹائیگر نے رات ہونے کا ظار کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ اس کوٹھی کے گرد ایک چکر لگا کر وہ کالونی کی یٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک چھوٹا سا کیفے موجود تھا۔ ٹائیگر نے کیفے کے وازے پر موٹر سائیکل روکی اور پھر دروازے کے قریب ہی ایک خالی میز کی ت بیٹھ گیا۔ ویٹر کو اس نے کافی لانے کے لئے کہا۔ اس کی نظریں دروازے ے باہر نظر آنے والی کوٹھی نمبر بارہ کے گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ وہی کوٹھی تھی ں میں اس نے شوگی کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

ابھی وہ کافی پی رہا تھا کہ اچانک اس نے کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا دوسرے لمحے ایک ہلکے نیلے رنگ کی کار کوٹھی سے باہر آئی۔ ڈرائیونگ سیٹ ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے باہر نکل کر کار کا رخ موڑا اور مخالف سمت میں اس کی کار بڑھتی چلی گئی۔ اس کی کار باہر نکلتے ہی پھاٹک خود بند ہو گیا۔

ٹائیگر نے کار کے نمبر ذہن میں محفوظ کر لئے اور اطمینان سے بیٹھا کافی کی چسکیاں لیتا رہا۔ جب اسے وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا تو اس نے اٹھنے کا فیصلہ کیا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ وہی کار ایک بار پھر پھاٹک پر آ کر رکی تھی۔ مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا گیا۔ اور پھر پھاٹک کھلتے ہی کار اندر چلی گئی اور پھاٹک بند ہو گیا۔

ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اٹھ کر کاؤنٹر پر کافی کی چار پیالیوں کی رقم ادا کی۔ ویٹر کو چند سکے ٹپ کئے اور کیفے سے باہر آ گیا۔

اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ پوری کالونی کا راؤنڈ لگا کر وہ اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا اس نے ایک گھنے درخت کے تنے کے ساتھ موٹر سائیکل کھڑا کر کے اسے لاک کیا اور پیدل چلتا ہوا کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کی دیوار خاصی بلند تھی اور دیوار کے اوپر بجلی کی دو تاریں نصب تھیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ ان تاروں میں کرنٹ دوڑ رہا ہو گا۔ بہرحال وہ اس کا توڑ جانتا تھا۔ اس لئے دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے نائیلون کی رسی کا ایک گچھا اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس رسی میں جگہ جگہ گانٹھیں سی بنی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اس کا دوسرا دیوار کے سرے کی طرف پھینکا جس کے ساتھ ایک فولادی آنکڑہ لگا ہوا تھا۔ آنکڑہ دیوار

دوسری طرف جا کر پھنس گیا اور رسی تن گئی۔ ٹائیگر نے زور لگا کر اس کی ۔۔۔وطی کا اندازہ کیا اور پھر رسی کے سہارے تیزی سے دیوار پر چڑھنے لگا۔ جیسے اس کے ہاتھ دیوار کے سرے پر جمے اس نے اپنے جسم کو ایک مخصوص انداز جھٹکا دیا اور اس کا جسم ہوا میں قلابازی کھاتا ہوا ان تاروں کے اوپر سے گزر اور ٹائیگر پیروں کے بل کوٹھی کے پائیں باغ میں جا گرا۔ جیسے ہی اس کے پیر زمین سے ٹکے اس نے تیزی سے اپنے آپ کو اچھالا اور پھر ایک باڑھ کے پیچھے چھپ گیا۔ عمارت کی عقبی سمت تیز روشنی پھینکنے والا ایک بلب جل رہا تھا ۔۔۔ کی وجہ سے تمام ماحول روشن ہو گیا تھا

ٹائیگر چند لمحے باڑھ کے پیچھے خاموش بیٹھا آہٹ لیتا رہا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ کتوں کی طرف سے تھا۔ مگر جب کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ باڑھ کے پیچھے سے نکل کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمارت کی عقبی سمت ۔۔۔ئی ایسا پائپ یا کھڑکی نہ تھی جس کے ذریعے وہ چھت پر جاتا۔ اس لئے اس ۔۔۔ے سامنے کے رخ سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر وہ بے قدموں ۔۔۔تا ہوا وہ عمارت کے سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔

اس نے پورچ میں دو مسلح نوجوانوں کو ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے ٹہلتا ہوا دیکھا۔ وہ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ ٹائیگر چند لمحے دیوار کے ساتھ کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ اور آگے بڑھنے کے لئے اس کے پاس کوئی ۔۔۔تہ نہیں تھا کیونکہ جیسے ہی وہ آگے بڑھتا وہ ان دونوں مسلح آدمیوں کی ۔۔۔روں میں آ جاتا۔ اس لئے وہ وہیں کھڑا اندر جانے کی کوئی تجویز سوچتا رہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھنے کی کوئی ترکیب کرتا۔ اچانک عمارت کے ۔۔۔ر سے ایک نوجوان عورت باہر نکل کر پورچ میں آ گئی۔ پورچ میں وہ کار

موجود تھی جس پر ٹائیگر نے شوگی کو آتے دیکھا تھا۔ وہ عورت اس کار کی طرف بڑھی۔

" مس شوگی ——— آپ ہوٹل میں کمرہ لینے کے بعد مجھ سے رابطہ ضرور قائم رکھیں ——— اور دوسری بات یہ کہ جیسے ہی پرنس آف ڈھمپ نظروں میں آئے۔ آپ نے براہِ راست کوئی قدم نہیں اٹھانا بلکہ فوری طور پر مجھے اطلاع دینی ہے" ——— اچانک برآمدے میں سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور پھر ٹائیگر نے اسی قوی ہیکل غیر ملکی نوجوان کو برآمدے سے اتر کر اس عورت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ یہ آواز اسی مرد کی تھی۔

" ٹھیک ہے بارٹلے ——— میں ایسا ہی کروں گی" ——— اس عورت نے جو یقیناً شوگی ہی تھی مگر اس نے میک اپ کر رکھا تھا، کار کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— وش یو گڈ لک" ——— بارٹلے نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور شوگی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دوسرے لمحے اس نے کار موڑ اور کار کا رُخ پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔ پھاٹک کے قریب ایک اور مسلح نوجوان تھا اس نے پھاٹک کھول دیا اور شوگی کی کار پھاٹک سے باہر نکلتی چلی گئی

" سنو ——— رات کو انتہائی احتیاط سے پہرہ دینا ہے ——— خاص طور پر عقبی سمت میں بھی خیال رکھنا ——— میں کل کتوں کا بندوبست کر لوں گا" ——— بارٹلے نے پہرہ داروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بہتر جناب" ——— پہرے داروں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور ٹائیگر یہ سن کر تیزی سے واپس مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ اس لئے اب مزید کام

ں رکا رہنا بے سود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب پہرے دار باقاعدگی کے ساتھ عقبی سمت کا راؤنڈ کریں گے اور وہ ان کے وہاں آنے سے قبل ی کوٹھی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے اچھل کر دیوار میں پیوست وہ آنکڑہ نکالا اور بجلی کی سی تیزی سے رسی لپیٹنی شروع کر دی۔ رسی لپیٹ کر اس نے آنکڑے والے سرے کو دوبارہ باہر کی طرف اچھال دیا۔ اور پھر جیسے ہی رسی تنی۔ اس نے رسی کے ذریعے دیوار پر چڑھنا شروع کر دیا۔ اور یوار کے سرے پر ہاتھ جماتے ہی اس نے وہی پہلے والا عمل دوہرایا اور اس کا جسم قلابازی کھا کر دیوار کی دوسری طرف چلا گیا۔

سڑک پر پیر لگتے ہی ٹائیگر اچھلا اور پھر اس نے ایک بار پھر اچھل کر آنکڑے کو نکال کر رسی لپیٹنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد رسی کا گچھا اس کی جیب میں پہنچ گیا۔ اور وہ تیزی سے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ شوگی کی کار کو وہاں سے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے مگر اسے یقین تھا کہ وہ اسے تلاش کر لے گا۔ کیونکہ بارٹلے کے مطابق شوگی نے کسی ہوٹل میں ہی قیام کرنا تھا۔

چنانچہ چند لمحوں بعد اس کی موٹر سائیکل شہر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اس نے شہر کے اچھے ہوٹلوں کی پارکنگ چیک کرنی شروع کر دی۔ اور تیسرے ہوٹل کی پارکنگ میں اسے شوگی کی کار کھڑی ہوئی نظر آ گئی۔ ٹائیگر نے اپنی موٹر سائیکل ایک طرف روکی۔ اور تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہال میں اس وقت خاصی گہما گہمی تھی مگر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" فرمایئے "——— کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا
" ایک سنگل روم چاہیئے "——— ٹائیگر نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" دوسری منزل پر کمرہ نمبر بارہ خالی ہے ——— کرایہ ایک سو روپے روزانہ" کاؤنٹر گرل نے کی بورڈ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— فی الحال دو روز کے لئے بک کر دو "——— ٹائیگر نے کہا اور جیب سے سو سو کے دو نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ کاؤنٹر گرل نے نوٹ اٹھا کر دراز میں ڈالے اور نچلے خانے سے رجسٹر نکال کر کاؤنٹر پہ رکھا اور اسے کھول کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا

" اس پر اپنا نام و پتہ لکھ دیجئے "——— کاؤنٹر گرل نے بال پوائنٹ ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے اپنا نام و پتہ لکھنے سے پہلے اوپر والے خانے پہ نظریں دوڑائیں۔ اسے یقین تھا کہ مس شوگی کے بعد ہی کمرہ لے رہا ہو گا اس خانے میں مس شائلی لکھا ہوا تھا اور اس کا کمرہ بھی دوسری منزل پہ تھا۔ کمرے کا نمبر انیس تھا۔

ٹائیگر نے اپنا فرضی نام و پتہ لکھ کر اپنے دستخط کئے اور پھر کاؤنٹر گرل سے کمرے کی چابی لے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی لفٹ دوسری منزل پر رکی وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

اسی لمحے اس نے شوگی کو کمرہ نمبر انیس سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ شوگی نے ایک اچٹتی نظر ٹائیگر پر ڈالی اور پھر اپنے کمرے کو لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ ٹائیگر اس کی طرف توجہ کئے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھتا

لاگیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اور ایک نظر اندر کا جائزہ لینے کے بعد وہ بھی باہر نکل آیا۔ اس نے کمرہ لاک کیا اور تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ وگی کو نگاہ میں رکھنا چاہتا تھا۔

جب وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا تو اس نے یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لی کہ شوگی ہال میں ایک میز پہ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی اور ایک ویٹر اس کے سامنے کھانے کے برتن رکھ رہی تھی۔

ٹائیگر بھی خاموشی سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اب ظاہر ہے وہ بھی کھانا کھانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ کھانا کھانے کے بعد عمران کو اس بارے میں رپورٹ کرے گا۔

عمران غنڈے کے میک اپ میں اپنے فلیٹ سے نکلا تو اس نے سیدھا ٹاپ ہلز ہوٹل کا رخ کیا۔

ٹاپ ہلز ہوٹل دراصل دارالحکومت سے بیس میل دور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع تھا۔ اس ہوٹل کا مالک ایک شخص مارٹن تھا۔ جسے مارٹن کنگ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ وہ نامی گرامی غنڈہ ہونے کے ساتھ ساتھ منشیات کا بہت بڑا سمگلر تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس غنڈوں کی ایک ایسی فوج تھی جو کرائے پر لوگوں کے ناجائز کام کرتے تھے۔

یہ ہوٹل ابھی حال ہی میں کھولا گیا تھا اور عمران نے اس بارے میں کئی باتیں سن رکھی تھیں مگر مصروفیت کی وجہ سے وہ کبھی اس طرف نہیں جا سکا تھا۔ آج فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے اسے خیال آگیا کہ مادام دی گینگ، آج تک قتل و غارت میں براہِ راست ملوث نہیں ہوا مگر اب سیکرٹ سروس سے براہ راست مقابلے کی وجہ سے وہ یقیناً مقامی غنڈوں کی امداد حاصل کرنے کے بارے میں سوچیں گے اور عمران کے نقطہ نظر سے دی گینگ نے اس بارے میں مارٹن کنگ کا انتخاب کرنا ہے کیونکہ ایسے کاموں میں مارٹن کنگ کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ اور پھر یہ کہ مارٹن غیر ملکی تھا جس نے اب یہاں کی شہریت اختیار کر رکھی

تھی اور عمران جانتا تھا کہ غیر ملکی ملزم کسی غیر ملکی پر مقامی کی نسبت زیادہ اعتماد کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے مارٹن کنگ سے ٹکرا کر اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ یوں تو مارٹن جیسے غنڈے سے اکیلے ٹکرانا اور وہ بھی ایسی حالت میں جبکہ وہ ابھی ابھی ہسپتال سے فارغ ہو کر آیا ہو بلکہ دوسرے لفظوں میں موت کے منہ سے نکلا ہو ایک حماقت آمیز اقدام محسوس ہوتا تھا مگر ظاہر ہے فیصلہ کرنے والا عمران تھا۔ انتہائی عجیب و غریب شخصیت

چنانچہ اس نے آرام کرنے کی بجائے ایک انتہائی کٹھن کام کا فیصلہ کر لیا تھا اور ویسے بھی عمران اپنے آپ کو بالکل چاک و چوبند محسوس کر رہا تھا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی نیم بے ہوشی کی کیفیت سیکرٹ سروس کے موت کے منہ میں جانے کا سن کر ہی یکدم کافور ہو گئی تھی۔

عمران نے ٹیکسی روکی اور پھر اسے ٹاپ ہلز ہوٹل کی طرف چلنے کے لئے کہا ڈرائیور نے ایک نظر عمران کے چہرے پر ڈالی اور دوسرے لمحے سہم کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

عمران کا چہرہ واقعی اتنا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھتے ہی عام آدمی کو جھرجھری سی آجاتی تھی۔

"گھبراؤ مت ——— پورا کرایہ دوں گا" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی جھجک محسوس کر لی تھی۔

"مم ——— مہربانی جناب ——— میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تو بڑے بچے پیدا کیا کرو ناں ——— کیوں چھوٹے پیدا کرتے ہو"

عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا مگر لہجہ بدستور غنڈوں جیسا تھا۔

"جج —— جی ......!" ڈرائیور سے کوئی بات نہ بن سکی تو وہ جی جی کر کے خاموش ہو گیا۔ ویسے بھی ڈرائیور اس خوفناک شکل والے غنڈے سے الجھنا نہ چاہتا تھا۔

"کیا جی جی لگا رکھی ہے تم نے —— ٹیکسی ڈرائیور ہو یا بھیڑ کے بچے ہو" —— عمران بدستور اسے چھیڑ رہا تھا۔

"جناب اب آپ سے کیا بحث کروں" —— ڈرائیور نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا —— تو تم بحث بھی کر لیتے ہو —— اس کا مطلب ہے کرایہ پر بحث کرو گے مجھ سے" —— عمران نے لہجے کو اور زیادہ کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"نہ —— نہیں جناب —— آپ کی مہربانی ہو گی —— جو دے دیں گے لے لوں گا" —— ٹیکسی ڈرائیور نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— دیکھوں گا" —— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ٹاپ ہلز ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ ڈرائیور نے مین گیٹ کے سامنے ٹیکسی روک دی۔

عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے بڑی بے نیازی سے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف اچھال دیا اور خود تیزی سے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

ٹیکسی ڈرائیور ایک لمحے کے لئے پھٹی پھٹی آنکھوں سے بڑے نوٹ کو

دیکھتا رہا۔ اسے شاید یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی غنڈہ اتنا بڑا نوٹ بطور کرایہ دے سکتا ہے۔ اب تک اس کا تجربہ تو یہی تھا کہ یہ غنڈے بہت رحم دل ہوں تو ٹیکسی ڈرائیور کو لوٹنے کی بجائے بس مفت سفر کر لیتے ہیں۔

بہرحال یہ حقیقت تھی اور ٹیکسی ڈرائیور نے دوسرے لمحے تیزی سے گاڑی بھگا دی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس غنڈے کا ارادہ نہ بدل جائے اور جب تک عمران مین گیٹ تک پہنچا ٹیکسی کمپاؤنڈ سے باہر جا چکی تھی۔

مین گیٹ پر ایک دربان موجود تھا جس نے بظاہر بڑی صاف ستھری وردی پہن رکھی تھی مگر اس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ طبقہ شرفا میں سے نہیں ہو سکتا۔

"فرمایئے" —— دربان نے عمران کو مین گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر کرخت لہجے میں پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو اندر نہ جانے دے گا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک چٹاخ کی آواز سے برآمدہ گونج اٹھا۔

عمران کا تھپڑ دربان کے چہرے پر کچھ اتنی قوت سے پڑا تھا کہ وہ لحیم شحیم دربان اچھل کر دو دو فٹ دور فرش پر جا گرا تھا۔

عمران تھپڑ مار کر بڑی بے نیازی کے عالم میں دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہو گیا۔ ٹاپ ہلز ہوٹل کا ہال دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس وسیع و عریض ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اس وقت ہال اعلیٰ طبقے کے افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف مترنم قہقہے ابھر رہے تھے۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہی تھی۔ خوبصورت اور نیم عریاں ویٹرسیں تتلیوں کی طرح ہال میں اڑتی پھر رہی تھیں۔

ہال کے شمالی حصے میں ایک وسیع و عریض کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے
ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو خوبصورت لڑکیاں
موجود تھیں جو گاہکوں سے نپٹ رہی تھیں جبکہ وہ لمبا تڑنگا نوجوان وہاں کھڑ
صرف ان کی نگرانی کر رہا تھا۔

عمران جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ اس لمبے تڑنگے نوجوان کی آنکھوں م
حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ بڑے غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اسے شا
یقین نہیں آرہا تھا کہ دربان نے اسے اندر آنے کی اجازت کسے دی ہے
اس کا ہاتھ تیزی سے کاؤنٹر کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کی طرف بڑھ گیا

عمران ایک لمحے کے لئے ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر تیزی سے کاؤنٹر ک
طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے دربان تیزی سے دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کا چ
غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا، کاؤنٹر پہ کھڑے
ہوئے نوجوان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کے لئے کہا ا
دربان خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر پہ پہنچا۔ لحیم شحیم نوجوان اسے
بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ مارٹن کنگ کا بچہ کہاں ملے گا" ـــــ عمران نے چھٹے ہوئے غنڈوں
کے لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس راہداری میں چلے جائیے ـــــ آخری کمرے میں باس موجود ہو
گا" ـــــ لحیم شحیم نوجوان نے بڑے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا
مگر عمران کو اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی طنزیہ مسکراہٹ صاف نظر آگئی۔
عمران سمجھ گیا کہ وہ ہال میں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتے۔ اسے یقین تھا ک

رے میں اس کا استقبال کرنے کے لئے غنڈے موجود ہوں گے۔

"اسے یہیں بلاؤ ـــــ اسے کہو کہ راج نگر سے فیروز آیا ہے۔ سمجھے"
ن نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ آپ کو شاید علم نہیں کہ باس کئی دنوں سے بیمار ہے۔ وہ چل
یں سکتا ـــــ اس لئے مجبوری ہے ـــــ آپ کو اسکے کمرے میں جانا پڑے
ـــــ لحیم شحیم نوجوان نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے
با دیا۔

اچھا ـــــ یوں ہی سہی ـــــ مگر یاد رکھنا فیروز کے سامنے جھوٹ
والا دوبارہ زبان چلانے کے قابل نہیں رہتا" ـــــ عمران نے کندھے
تے ہوئے کہا۔

اور پھر تیزی سے اس راہداری کی طرف بڑھ گیا ـــــ جدھر اس نوجوان
ہا تھا۔

اس کے کاؤنٹر سے ہٹتے ہی نوجوان نے ایک اور بٹن دبایا۔ یہ اس بات
ارہ تھا کہ شکار ان کی طرف آنے کے لئے چل پڑا ہے۔

نوجوان کو یقین تھا کہ اب یہ غنڈہ اپنے پیروں سے چل کر واپس نہ آ
ا۔ اس لئے وہ بٹن دبا کر مطمئن ہو گیا تھا۔

عمران نپے تلے قدم اٹھاتا تیزی سے راہداری سے گزرتا ہوا اس کمرے کی
بڑھتا چلا گیا۔ جس میں بقول کاؤنٹر کلرک کے مارٹن کنگ موجود تھا۔
زہ بند تھا۔ عمران نے پوری قوت سے دروازے پر دستک دی۔ دوسرے
دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور ایک غنڈے کی شکل دکھائی دی۔

"کیا بات ہے" ـــــ اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ مگر دوسرے

لمحے عمران نے پوری قوت سے اس کے سر پر ٹکر ماری اور وہ غنڈہ چیخ مار
پیچھے الٹ گیا۔ اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ
جس میں چار غنڈے ایک میز کے گرد بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ درو
کھولنے والے غنڈے کی چیخ سن کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور پھر عمران
یوں اچھل کر اندر آتے دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گئے۔ ان کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے ٹکر کھا کر گرنے والا غنڈہ بھی اب تیزی سے
کھڑا ہوا تھا۔

"خبردار ۔۔۔ جس نے موت خریدنی ہے وہی آگے بڑھنے کی ہمت کر
میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ۔۔۔ میں صرف مارٹن سے ملنا چاہتا ہوں"۔
عمران نے بڑے کرخت لہجے میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم ۔۔۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم ہمارے ہی کمرے میں آ کر ہمیں للکا
ایک غنڈے نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سرخی آ گ
تھی

"تمہاری مرضی ۔۔۔ اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو تمہارا مقدر"۔۔۔ ع
نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو جاکی ۔۔۔ اسے میں سیدھا کرتا ہوں ۔۔۔ تم اپنے ہاتھو
تکلیف نہ دو"۔۔۔ ایک اور غنڈے نے آگے بڑھنے والے غنڈ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اسے میں خود ٹھیک کروں گا ۔۔۔ تم میں سے
آگے نہ بڑھے ۔۔۔ کہیں یہ نہ سوچے کہ اکیلے کو دیکھ کر سب ٹوٹ پڑ
جاکی نے طنزیہ انداز میں کہا اور باقی غنڈے خاموشی سے پیچھے ہٹ

"اوہ ۔۔۔ تو تم جاکی ہو"۔۔۔ عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے
ئے کہا۔

"کیوں ۔۔۔ کیا ہوا ۔۔۔ صرف نام سن کر ہی چیں بول گئے"۔۔۔ جاکی
سینہ تانتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ بات نہیں ۔۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر تم جاکی ہو تو
ب تمہارے گھوڑے ہوئے ۔۔۔ مگر ہیں یہ سب تانگوں میں جُتنے کے
ق ۔۔۔ اس لئے تمہارا نام جاکی کی بجائے کوچوان ہونا چاہئے"
ان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو"۔۔۔ جاکی کی آنکھوں
ے شعلے نکلنے لگے اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے عمران پر
انگ لگا دی۔ اس کا انداز بڑا جچا تلا تھا۔ اس کے دونوں بازو کھلے
ئے تھے۔ جیسے وہ عمران کو ادھر ادھر ہٹنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔ اور
ن اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہیں۔

جیسے ہی جاکی ہوا میں اڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔ عمران تیزی سے نیچے
گیا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جاکی جو گھٹنا
ڑے عمران کو ضرب لگانا چاہتا تھا۔ اچانک اچھل کر پوری قوت سے پچھلی
ار سے ٹکرایا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ کسی توپ کے
لے کی طرح دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر دیوار سے
نے آپ کو ٹکرانے سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ مگر عمران نے اتنی قوت
ے اسے اچھالا تھا کہ وہ نہ چاہنے کے باوجود بھی نہ سنبھل سکا اور ایک
ردار دھماکے سے اس کا سر سنگی دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے وہ

ہاتھ پیر ڈھیلے کر کے فرش پر آگرا۔ اس کی کھوپڑی دیوار سے ٹکرا کر کئی حصول میں تقسیم ہو چکی تھی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔

جاکی کے مرتے ہی باقی چاروں غنڈے ایک لمحے کے لئے ششدر کھڑ رہے۔ مگر دوسرے لمحے وہ یوں اچھلے جیسے ان کے پیروں میں سپرنگ لگ گئے ہوں۔ ان کے چہرے غصے سے بگڑ گئے اور وہ تینوں اطراف سے تی سے عمران کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران بڑے اطمینان سے کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ کمرہ چونکہ خاصا بڑا اس لئے عمران تک پہنچنے میں انہیں چند منٹ لگ ہی جاتے۔ چونکہ وہ چارو خالی ہاتھ تھے اس لئے عمران نے بھی کوئی ہتھیار نکالنے کی کوشش نہ کی۔ وہ چاروں قدم بڑھاتے آگے چلے آتے۔ ان کے ہاتھ آگے کو اٹھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ عمران کے قریب آ کر ان چاروں نے بیک وقت عمران پر حملہ کر دیا۔

مگر جیسے ہی ان چاروں کے پنجے زمین سے اٹھے۔ عمران نے ایک زو جست لگائی اور وہ ان کے سروں کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا کھ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں تیزی سے مڑے۔

مگر عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آ چکے تھے۔ عمران کا ایک ہاتھ پوری قوت سے ایک غنڈے کی گردن پر پڑا اور گردن کی ہڈی چٹخنے کی آوا کمرے میں گونج اٹھی جبکہ دوسرے ہاتھ کی ضرب دوسرے کی پسلیوں پر پور قوت سے پڑی کہ وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا وہیں فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ دونوں ہی بے کار ہو چکے تھے۔ باقی دو اپنے ساتھیوں کا یہ حشر دیکھ کر اچ

پیچے ہٹ گئے۔

اب ان کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے اور پھر عمران نے ایک سانس لیا کیونکہ ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے چاقو نکال لئے ان کے چاقو پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ چاقو کے استعمال میں مہارت ہیں۔ مگر عمران کے چہرے پر وہی سکون تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پہلوؤں پر انہیں آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں چاقو سنبھالے زخمی چیتے کے سے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے یہ ہی وہ قریب آئے ان دونوں نے بیک وقت منہ سے خوفناک آوازیں لیتے ہوئے عمران پر حملہ کر دیا۔ دو اطراف سے چاقو بجلی کی سی تیزی سے ن کی طرف بڑھے۔

اس بار عمران کا بچ نکلنا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ مگر جیسے ہی چاقو عمران کے کے قریب پہنچے۔ عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور دوسرے اس کے دونوں ہاتھ ان دونوں کی کلائیوں پر جم گئے اور اس کے ساتھ عمران نے اپنے جسم کو قدرے آگے کی طرف جھکاتے ہوئے اپنے دونوں روں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور وہ دونوں چیخ مارتے ہوئے قلابازیاں ماکر عمران کے پیچھے فرش پر جا گرے۔ چاقو ان کے ہاتھوں سے نکل کر فرش با گرے تھے۔ عمران جھٹکے سے مڑ گیا۔ وہ دونوں فرش پر پڑے اپنے نوں کو بری طرح جھٹک رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں کے جوڑ کلائیوں سے ڑ چکے تھے۔

” میں نے تو کہا تھا کہ میں صرف مارٹن سے ملنا چاہتا ہوں اور تمہارے اتھ کوئی دشمنی نہیں “ —— عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں انہیں دیکھتے

ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے اچانک کمرے میں ایک آوا گونجی۔

"گڈ شو مسٹر ——— تمہارے لڑنے کا انداز مجھے پسند آیا ہے ——— مارٹن بول رہا ہوں"۔

"تو پھر اپنا جلوہ دکھاؤ نا ——— کیا خواجہ سراؤں کی طرح حرم سرا میں دبکے بیٹھے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— خاصے جیالے ہو ——— ورنہ مارٹن سے بات کرتے ہوئے اچھے اچھوں کو پسینہ آجاتا ہے" ——— مارٹن کنگ کے لہجے میں تحسین تھی۔

"ان کے جسموں میں گرمی زیادہ ہو گی ——— میں تو بڑی ٹھنڈی طبیعت کا آدمی ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوکے ——— میرا آدمی تمہیں لینے کے لیے آرہا ہے ——— میں اب اپنے اصول توڑ کر تم سے براہ راست ملاقات کروں گا" ——— مارٹن کی آواز ابھری۔

اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز آئی جیسے کوئی سوئچ آف کر دیا گیا ہو۔ عمران کی نظریں کمرے کے درمیان لگے ہوئے ایک چوکھٹے پر رک گئی جس سے نیلے رنگ کی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اسی الٹرا بلیو روشنی کی مدد سے اس کمرے کا منظر مارٹن کنگ سکرین پر دیکھ رہا ہو گا۔

وہ خاموش کھڑا مارٹن کے آدمی کا انتظار کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہی لیم شحیم کاؤنٹر مین کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود غنڈوں کی حالت

دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار پیدا ہو گئے

"کک ——— کیا تم نے ہی ان کا یہ حشر کیا ہے" ——— آنے والے کے لہجے میں حیرت کی وجہ سے لڑکھڑاہٹ آگئی تھی۔

"میں نے تمہیں ایک بات کہی تھی ——— یاد ہے تمہیں" ——— عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کون سی بات" ——— آنے والا عمران کے لہجے پر گھبرا گیا شاید ——— اتنے نامی غنڈوں کا حشر دیکھ کر اس پر خوف غالب آگیا تھا۔

"یہ کہ ——— میرے سامنے جھوٹ بولنے والا دوبارہ زبان ہلانے کے قابل نہیں رہتا" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم ——— میں باس کے حکم سے مجبور تھا" ——— آنے والے نے خوفزدہ انداز میں دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"چلو ——— تمہاری مجبوری دیکھتے ہوئے معاف کر دیتا ہوں۔ اب جلدی سے مجھے مارٹن کے پاس لے چلو" ——— عمران نے اسے خوفزدہ دیکھتے ہوئے اسے مزید ڈرانا چھوڑ دیا۔

"ہاں ——— آؤ ——— میں اسی لئے آیا ہوں" ——— آنے والے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس کے پیچھے کمرے سے باہر آگیا۔

کمرے میں موجود زخمی اسے بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن نہ ہی انہوں نے کوئی حرکت کی اور نہ ہی وہ کچھ بولے۔

عمران اس کاؤنٹر مین کے پیچھے چلتا ہوا اسی راہداری کے ایک اور

کمرے میں داخل ہوا۔ پھر کاؤنٹر مین نے کمرے کا دروازہ بند کر کے ایک خفیہ بٹن دبایا اور کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جب فرش ساکت ہوا تو سامنے دیوار میں ایک دروازہ کھل گیا۔

اب سامنے ایک طویل راہداری تھی جس میں جگہ جگہ سٹین گنوں سے مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"اوہ ——— بڑا انتظام کر رکھا ہے تمہارے باس نے" ——— عمران نے کہا۔

"ہاں ——— وہ واقعی کنگ ہے ——— جس کی سلطنت پوری دنیا میں موجود زیر زمین لوگوں پر پھیلی ہوئی ہے" ——— کاؤنٹر مین نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں" ——— عمران نے کہا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اس کیس سے نپٹنے کے بعد مارٹن کنگ سے بھی دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے وہ ایسے لوگوں کا اپنے ملک میں وجود برداشت نہ کر سکتا تھا۔

راہداری سے گزر کر وہ ایک بند دروازے پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"اس نوجوان کو اندر بھیج دو" ——— دروازے کے اوپر لگے ہوئے ڈبے میں سے آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔

عمران تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے چمڑے کی خوبصورت ریوالونگ چیئر پر ایک لحیم شحیم غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا ——— اس کے چہرے پر بھی

زخموں کے بے شمار نشان تھے۔ آنکھیں چہرے کی مناسبت سے چھوٹی مگر ہیروں کی طرح جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی۔ سر پہ سفید رنگ کے گھنگھریالے بال تھے۔ اس کا جسم خاصا سڈول اور ٹھوس معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے چاروں کونے میں سٹین گنوں سے مسلح چار افراد بت بنے کھڑے تھے۔

"آؤ بیٹھو جیالے ——— کیا نام ہے تمہارا" ——— مارٹن کنگ نے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام فیروز ہے ——— اور میں راج نگر سے آیا ہوں"۔

عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم جیسا جیالا راج نگر میں موجود تھا اور مجھے اطلاع نہیں دی گئی ——— بہرحال بتاؤ ——— تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے"۔ مارٹن نے کہا۔

"مجھے کام چاہیئے ——— مگر یہ سن لو کہ کام کیا ہونا چاہیئے ——— میں کسی بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہونا چاہتا ہوں ——— ایسی تنظیم جس کے ہاتھ بہت وسیع ہوں ——— مگر کسی اچھی پوزیشن پر" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— پرواز تو بڑی اونچی ہے ——— مگر تم میں اتنا دم نظر نہیں آتا" ——— مارٹن نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"مگر دوسرا لمحہ شاید اس کی زندگی کا سب سے حیرت انگیز لمحہ ثابت ہوا کیونکہ عمران یوں کرسی سے اچھلا جیسے کرسی کے گدے میں سے سپرنگ نکل آئے ہوں اور پلک جھپکنے میں وہ قلابازی کھاتا ہوا مارٹن کی کرسی کے پیچھے پہنچ گیا۔

دوسرے لمحے مارٹن کی گردن اس کے طاقتور بازوؤں میں جکڑی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں موجود خنجر اس کی پسلیوں کو چھو رہا تھا۔ مارٹن کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ شاید کسی انسان سے اس قدر تیزی اور پھرتی کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ کونوں میں کھڑے ہوئے سٹین گن بردار بھی حرکت نہ کر سکے۔ وہ آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں وہ حقیقت بھی ہے یا نہیں۔

"خبردار ——— اپنے آدمیوں کو کہو کہ حرکت نہ کریں ورنہ تمہاری گردن توڑ دوں گا" ——— عمران نے مارٹن کی گردن پر بازو سے دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

ایک لمحے کے لئے مارٹن نے دونوں ہاتھوں سے عمران کا بازو پکڑ کر اسے جھٹکنا چاہا۔ مگر عمران نے پوری قوت سے بازو کو جھٹکا دیا اور مارٹن کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا۔

"ٹھٹ ——— ٹھہرو ——— تم کیا چاہتے ہو" ——— مارٹن نے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر عمران نے ہلکا سا دباؤ اور ڈال دیا تو اس کی گردن ٹوٹ جائے گی۔ اس کا سانس رک رک کر آنے لگا تھا۔

"اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو" ——— عمران نے کہا اور مارٹن نے ہاتھ کا اشارہ کر دیا اور چاروں سٹین گن بردار کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے مارٹن کو چھوڑا اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

مارٹن اب تیزی سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تدریج کے آثار ابھر رہے تھے۔

"یہ صرف میں نے تمہیں اپنی صلاحیتوں کا ایک نمونہ دکھایا ہے" ——— عمران اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"واقعی ——— تم میں میرے تصور سے بھی زیادہ صلاحیتیں ہیں ——— ی میں پہلی بار میں نے اپنے آپ کو بے بس محسوس کیا ہے ——— مجھے ہے کہ میں ایک ایسے آدمی سے مل رہا ہوں جو انتہائی پھرتیلا اور چالاک ——— میں خلوص کے ساتھ تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں"۔

مارٹن نے کہا اور پھر اس نے مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

ن نے بھی بڑے پرخلوص انداز میں اس سے ہاتھ ملایا۔

"دوست ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم میرے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ن کرو تم جو چاہتے ہو ——— تمہیں مل جائے گا" ——— مارٹن نے کہا اور کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے دازہ کھلا اور ایک شخص نے اندر جھانکا۔

"میرے دوست کے لئے قیمتی ترین شراب لاؤ" ——— مارٹن نے جھانکنے لے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو ——— صرف سادہ پانی لاؤ ——— میں شراب نہیں پیتا"۔ ان نے کہا۔

"ارے ——— کمال ہے ——— اچھا پانی لاؤ اور چائے بھی" ——— مارٹن ے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا اور آنے والا واپس چلا گیا۔

"میری پیش کش کے متعلق کیا خیال ہے دوست" ——— مارٹن نے پوچھا

"مجھے افسوس ہے مارٹن ـــــ میں اب محدود ہو کر نہیں رہ سکتا" ـــــ عمران نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"مگر بین الاقوامی تنظیمیں تو اتنی آسانی سے کسی کو ممبر نہیں بنائیں ـــــ مافیا تنظیم کا مقامی سربراہ جمیس بروکر میرا واقف ہے ـــــ اگر تم کہو تو میں اس سے بات کروں" ـــــ مارٹن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ـــــ مافیا تنظیم صرف منشیات تک محدود ہے ـــــ میں کسی ایسی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ جس کا دائرہ کار وسیع ہو ـــــ جیسے حکومتوں کا تختہ الٹنا وغیرہ" ـــــ عمران آہستہ آہستہ اپنے اصل موضوع پر آتا جا رہا تھا۔

"میری نظر میں فی الحال ایسی کوئی تنظیم نہیں" ـــــ مارٹن نے جواب دیا اس کے لہجے میں سچائی کا عنصر غالب تھا۔

"میں نے راج نگر میں سنا تھا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم جسے وی گینگ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ـــــ اس ملک میں کام کر رہی ہے" ـــــ آخر کار عمران نے پتہ پھینک ہی دیا۔

"دی گینگ ـــــ تمہارا مطلب ہے ـــــ مادام وی کی تنظیم" ـــــ مارٹن نے کرسی سے دو فٹ اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو صرف نام سنا ہے ـــــ باقی تفصیلات کو تو مجھے علم نہیں" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر انتہائی خوفناک بات ہے ـــــ میں اس تنظیم کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ یہ دنیا کی انتہائی خوفناک تنظیم ہے جو حکومتوں کے تختے الٹنے کا ہی کام کرتی ہے ـــــ مگر ایک مسئلہ

ہے ـــــ یہ تنظیم بالکل زیر زمین کام کرتی ہے ـــــ قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتی" ـــــ مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر اس ملک میں اسے ایسا کرنا ہی پڑے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"وہ کیوں" ـــــ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں کی سیکرٹ سروس دنیا کی خوفناک ترین تنظیم ہے ـــــ میں بھی رٹش سروس کے ایک رکن کا شاگرد ہوں ـــــ اسی نے مجھے تربیت دی تھی۔ ن کا خیال تھا کہ وہ اپنے باس سے سفارش کر کے مجھے سیکرٹ سروس میں ل کرا دے گا۔ مگر اچانک وہ ایک حادثے کا شکار ہو گیا" ـــــ عمران نے اب دیا۔

"اوہ ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ مجھے بھی اطلاعات ملی ں گو فی الحال سیکرٹ سروس سے میرا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ اگر ایسی بات ، تو جمیس بروکر کو اس تنظیم کے بارے میں ضرور معلومات ہوں گی۔ وی نگ کے متعلق جمیس بروکر نے ہی مجھے بتایا تھا ـــــ وی گینگ کا نمبر ٹو بس کسی زمانے میں جمیس بروکر کے ساتھ مافیا میں کام کرتا تھا" ـــــ مارٹن جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو ن نے چائے کے کپ بڑے احترام سے ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے ر ایک گلاس پانی کا بھی ساتھ ہی رکھ دیا۔ اور پھر ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل یا۔ عمران نے پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔

مارٹن نے میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر ہر نکال لیا۔ اس نے بڑی تیزی سے اس میں ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور

پھر اس کا بٹن دبا دیا ——— عمران بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو ——— مارٹن کنگ سپیکنگ ——— اوور" ——— ٹرانسمیٹر موجود سبز بلب جلتے ہی مارٹن نے اپنی مخصوص کرخت آواز میں کہا۔

"یس ——— جیمس بروکر سپیکنگ ——— اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بروکر ——— مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارا دوست مارکس آجکل یہاں موجود ہے ——— اوور" ——— مارٹن نے حتی الوسع لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— کیوں ——— اوور" ——— دوسری طرف سے بروکر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ شاید مارٹن کی مارکس میں دلچسپی کو سمجھ نہ سکا تھا۔

"تو اس کا مطلب ہے ——— مادام وی بھی یہاں موجود ہے" ——— مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ان باتوں سے آخر مطلب کیا ہے" ——— جیمس بروکر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ناراض نہ ہو دوست ——— میرا کوئی خاص مطلب نہیں ——— میرے پاس مادام وی کے لئے ایک قیمتی تحفہ موجود ہے ——— اگر تم چاہو تو میری طرف سے اسے مادام وی کے سامنے پیش کر دو" ——— مارٹن نے جان بوجھ کر مبہم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی اس کے اس انداز پہ زیر لب مسکرا دیا۔

"تحفہ ——— کیسا تحفہ ——— واضح بات کرو مارٹن ——— اوور" ———

جیمس بروکر نے اس بار کافی تلخ لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے جیمس ——— میرا ایک دوست ہے فیروز ——— وہ کبھی یہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے ——— انتہائی تیز صلاحیتوں کا مالک ہے ——— میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ وہ کسی بین الاقوامی تنظیم سے منسلک ہو جائے۔ چنانچہ اس نے خود ہی وی گینگ کا ذکر کیا چنانچہ میں نے تمہیں کال کر لیا ——— اوور" ——— مارٹن نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تم جانتے ہو کہ وی گینگ کسی غیر متعلق شخص کو اپنا ممبر نہیں بناتا۔ البتہ تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے اس سے مجھے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ——— ہو سکتا ہے کہ فیروز وی گینگ کی نظروں میں آجائے ——— اسے تم میرے پاس بھیج دو۔ اوور" جیمس نے جواب دیا۔

"اچھا بھیج تو دیتا ہوں ——— مگر خیال رکھنا بڑا تیز آدمی ہے کہیں تم اپنی گردن نہ تڑوا بیٹھنا ——— اوور" ——— مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ——— تم نے مجھے اپنی طرح بدھو سمجھ رکھا ہے ——— اوور" جواب میں جیمس نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور مارٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"تمہاری چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ——— میں تو ویسے بھی چائے نہیں پیتا ——— میرا خیال ہے تمہارا کام بن جائے گا ——— تم ڈان ہوٹل میں جیمس بروکر سے مل لو اسے میرا نام لینا ——— وہ تم سے پورا تعاون کرے گا" ——— مارٹن نے جواب دیا۔

"یہ جیمس برد کب سے یہاں ہے" ——— عمران نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

" ابھی حال ہی میں آیا ہے ——— اچھا دوست ——— جب بھی تمہیں میری ضرورت پڑے ——— آنکھیں بند کر کے آواز دے دینا ——— تم نے مجھے بے پناہ متاثر کیا ہے" ——— مارٹن نے کرسی سے اٹھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" شکریہ" ——— عمران نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

مادام جب ہوٹل مالا بار پہنچی تو ہوٹل کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف
ں کے دستے پہرہ دے رہے تھے اور داخلہ بذریعہ کارڈ تھا۔

جب مادام وی ہوٹل کے مین گیٹ پر پہنچی تو دربان نے کارڈ طلب کر لیا۔

"اوہ ——— کارڈ ——— ارے وہ تو میں گھر بھول گئی" ——— مادام وی
ے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" کوئی بات نہیں میڈم ——— آپ منیجر سے مل کر نیا کارڈ ایشو کرا لیں"
بان نے اس کے اعلیٰ لباس، خوبصورتی اور لمبی چوڑی کار سے مرعوب
تے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ـــــ مادام وی نے دربان پر مسکراہٹ کے پھول برساتے ہوئے کہا۔ اور دربان بے چارہ اور بھی زیادہ مرعوب ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر بڑے ادب سے دروازہ کھولا اور مادام وی اندر داخل ہو گئی۔

اندر جانے کے بعد ظاہر ہے کارڈ کون پوچھتا تھا۔ مادام بڑے وقار سے چلتی ہوئی سیدھی ایک کرسی پر پہنچ گئی جو سٹیج کے بالکل سامنے تھی اور خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ شاید کسی کے لئے ریزرو تھی اور وہ شخص ابھی تک آیا نہ تھا۔ سٹیج پر صدارت کی کرسی ابھی تک خالی پڑی ہوئی تھی۔

مادام وی کی نظریں اسی کرسی پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد سر سلطان کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ اور مادام وی نے جب سر سلطان کو دیکھا تو دل ہی دل میں مسکرا پڑی۔

سر سلطان ادھیڑ عمر کے انتہائی باوقار شخص تھے ـــــ ان کے چہرے پر رعب و دبدبہ تھا۔ مگر مادام وی جانتی تھی کہ اس شخص کو کیسے ہینڈل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے تقریب کی کارروائی دیکھتی رہی۔ خارجہ پالیسی پر تقاریر ہوتی رہیں اور آخر میں سر سلطان نے تقریر کرتے ہوئے ملک خارجہ پالیسی کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد تقریب کی کارروائی اختتام کو پہنچی اور سر سلطان اٹھ کر چلے گئے۔ مادام وی نے بھی کرسی چھوڑی اور تیزی سے اس طرف کو بڑھی جس طرف سر سلطان گئے تھے۔ جلد ہی وہ ہوٹل کی عقبی راہداری میں پہنچ گئی۔ جہاں سر سلطان اخباری نمائندوں میں گھرے ہوئے تھے اور ان کے تابڑ توڑ سوالات کے بڑے دھیمے لہجے میں جوابات دے رہے تھے۔ مادام وی خاموشی سے کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ اور جب سر سلطان جانے کے لئے مڑے

ام وی نے پہلی بار کہا۔

جناب ـــــ میری ایک گزارش ہے" ـــــ مادام وی کا لہجہ د مودبانہ تھا

جی فرمائیے" ـــــ سر سلطان نے مڑ کر کہا۔ وہ بڑے غور سے مادام دیکھ رہے تھے۔

میں ایکریمیا کے نارن پوسٹ اخبار کی نمائندہ خصوصی ہوں۔ میں اپنے کے لئے آپ کا ایک خصوصی انٹرویو لینا چاہتی ہوں" ـــــ مادام وی ہا۔

اوہ ـــــ شکریہ! مگر...." سر سلطان نے اسے ٹالنا چاہا۔

نہیں جناب ـــــ آپ انکار نہیں کریں گے ـــــ میں خاص طور پر اسی ال آئی ہوں" ـــــ مادام وی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

اچھا ـــــ بہتر۔ آپ ایک گھنٹہ بعد میری کوٹھی پر تشریف لے آئیں"۔ ان نے کہا۔

شکریہ" ـــــ مادام وی نے مسکرا کر کہا۔ اور سر سلطان مڑ کر باہر ے۔

ادام وی واپس چلی آئی۔ اس کا ذہن تیزی سے ایک فیصلے پر پہنچ اور پھر اپنی کار تک پہنچتے پہنچتے وہ ایک نتیجے تک پہنچ چکی تھی۔ چند مد اس کی کار تیز رفتاری سے اپنی کوٹھی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ریباً پونے گھنٹے بعد ایک بار پھر جب وہ اپنی کوٹھی سے باہر آئی تو اس ہ کار میں ایک نوجوان موجود تھا جس کے گلے میں مووی کیمرہ لٹکا ہوا وان بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ہیری ۔۔۔ تم نے اپنا رول انتہائی خوبصورتی سے نبھایا ہے" ۔۔۔
مادام وی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا
" آپ بے فکر رہیں مادام" ۔۔۔ ہیری نے جواب دیا اور مادام
نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد ان کی کار سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی
دربان نے جب فون پر سر سلطان کو مادام وی کی آمد کی اطلاع دی تو
نے اپنے خصوصی دفتر میں انہیں بلا لیا۔
یہ کوٹھی سے ملحقہ ایک علیحدہ پورشن تھا جس میں سر سلطان کیلئے
رات گئے تک کام کرتے رہتے تھے۔
" تشریف رکھیئے مس ....." سر سلطان نے مادام وی کے اند
ہونے پر اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔
" روپرٹ" ۔۔۔ مادام وی نے ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا
" یہ ہمارے اخبار کے فوٹو گرافر مسٹر ہیری ہیں" ۔۔۔ مادام وی
اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نوٹ بک کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہو
کہا۔ اور سر سلطان نے ہیری سے مصافحہ کیا۔
" آپ کیا پیئیں گی ۔۔۔ ٹھنڈا یا گرم" ۔۔۔ سر سلطان نے
پوچھا۔
" میں اس گرمی میں کوئی ٹھنڈا شربت پیوؤں گی سر" ۔۔۔ مادام
بڑے با اخلاق لہجے میں کہا۔ اور سر سلطان نے مسکرا کر انٹر فون پر ملازم
شربت کے تین گلاس لانے کے لئے کہہ دیا۔
" میرے خیال میں آپ انٹرویو شروع کریں کیونکہ میں نے آدھے گھنٹے

ضروری میٹنگ میں جانا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ "ٹھنے والا ہے"
بہتر" ۔۔۔ مادام وی نے نوٹ بک کھول کر پنسل نکالی اور پھر اس
لی خارجہ پالیسی کے بارے میں سوالات شروع کر دیئے۔ سوالنامہ وہ پہلے
تیب دے کر لائی تھی۔
سر سلطان اسے جواب دیتے رہے اور مادام وی ان کے جوابات کے
ن نوٹ بک پر لکھتی رہی جبکہ ہیری ان کے فوٹو بناتا رہا۔
تھوڑی دیر بعد ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا لے آیا اور اس نے بڑے
سے تین گلاس درمیانی میز پر رکھے اور خود تیزی سے باہر چلا گیا۔
لیجئے ۔۔۔ پہلے شربت پی لیجئے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور ہیری
دام وی نے شربت کے گلاس اٹھا لئے۔
سر ۔۔۔ یہ تصویر تو بہت خوبصورت ہے ۔۔۔ کون سے آرٹسٹ
ہے" ۔۔۔ اچانک مادام وی نے سر سلطان کی پشت پر دیوار پر لگے
فریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
سر سلطان ایک لمحے کے لئے مڑ کر تصویر دیکھنے لگے اور پلک جھپکنے میں
وی نے ہتھیلی میں چھپائی ہوئی سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی گولی سر سلطان
س میں ڈال دی۔
اوہ ۔۔۔ یہ ہمارے ملک کے نامور آرٹسٹ استاد فدا حسین کی تصویر ہے
طان نے مسکراتے ہوئے اور قدرے فخریہ لہجے میں کہا۔
اوہ ۔۔۔ واقعی شاہکار تصویر ہے" ۔۔۔ مادام وی نے تعریف
تے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان نے اپنا شربت کا گلاس اٹھا کر چسکیاں لینی
کر دیں۔

"ہیری —
مادام ...ت سر سلطان نے گلاس ختم نہیں کیا۔ ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی۔
اور اس کے بعد مادام وی نے دوبارہ نوٹ بک کھولی۔

مگر ابھی سر سلطان نے سوال کا جواب دینا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک انہیں اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ انہوں نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

"مادام وی نے تیزی سے نوٹ بک بند کی اور اٹھ کر سر سلطان کو سنبھال لیا۔ دفتر کے پیچھے ایک ریٹائرنگ روم تھا۔ جہاں ایک دیوان بھی موجود تھا۔ سر سلطان کبھی کبھی جب کام کرتے کرتے تھک جاتے تو اس دیوان پر لیٹ کر آرام کر لیتے۔

"ہیری — تم دروازہ بند کرو — میں انہیں اندر لٹاتی ہوں — جلدی کرو" — مادام وی نے کہا اور ہیری تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

اتنے میں مادام وی سر سلطان کو تقریباً گھسیٹتی ہوئی ریٹائرنگ روم میں لے گئی اور انہیں دیوان پر لٹا دیا۔ سر سلطان بے ہوش ہو چکے تھے۔ ہیری بھی دروازہ بند کر کے ریٹائرنگ روم میں آگیا۔ مادام نے بڑی پھرتی سے سر سلطان کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے اور چند ہی لمحوں بعد اس نے سر سلطان کو کپڑوں کی قید سے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد مادام وی نے اپنا لباس اتارا اور دیوان پر چڑھ گئی۔

ہیری نے تیزی سے کیمرہ کا رخ دیوان کی طرف کیا اور فوٹو لینے شروع کر دیئے۔ مادام وی نے اپنے اور سر سلطان کے چند مخش پوز بنوائے اور تیزی سے نیچے اتر آئی۔ اب وہ اپنا لباس پہن رہی تھی۔ پھر اس نے سر سلطان کو دوبارہ کپڑے پہنائے۔

"اسے اٹھا کر دوبارہ دفتر کی کرسی پر بٹھا دو یہ ہوش میں آنے والا ہے"۔
م وی نے کہا اور ہیری نے سر سلطان کو اٹھا کر دوبارہ دفتر کی کرسی پر بٹھا
— مادام وی تیزی سے اپنی سیٹ پر واپس آگئی۔ ہیری نے دروازے
چٹخنی کھول دی۔

ابھی لمحے سر سلطان نے ایک جھٹکا کھا کر آنکھیں کھول دیں اور چند لمحے
رت سے اِدھر اُدھر دیکھتے رہے۔

"سر — آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے" — مادام وی
مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ مجھے کیا ہو گیا — اچانک دماغ چکرانے لگا" —
لطان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ — زیادہ کام کرنے کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے — آپ چند
آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے — میں سمجھی آپ کچھ سوچ رہے ہیں" —
م وی نے کہا۔

"اچھا — چند لمحوں کے لئے ایسا ہوا ہے" — سر سلطان نے اس بار
ے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں — جی ہاں — آپ کا شکریہ — آپ کی طبیعت کہیں زیادہ
اب نہ ہو جائے — اب ہمیں اجازت دیجئے" — مادام وی نے
بک بند کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ — شکریہ" — سر سلطان نے کہا۔ وہ شاید خود بھی یہی چاہ
ہے تھے۔

اور مادام وی اور ہیری سر سلطان سے مصافحہ کر کے تیزی سے سر سلطان

کے دفتر سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار سر سلطان کی کوٹھی سے باہر نکل آئی۔

"اب میں دیکھوں گی کہ سر سلطان میرے ہاتھ سے کیسے بچتے ہیں"۔۔۔۔ گیٹ سے باہر آتے ہی مادام وی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ہیری خاموش بیٹھا رہا۔۔۔۔ اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔

تھوڑی دیر بعد مادام وی نے کار اپنی کوٹھی کے پورچ میں روکی۔

"ہیری۔۔۔۔ تصویریں بنا کر فوراً میرے پاس لے آؤ"۔۔۔۔ مادام وی نے ہیری سے کہا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

آدھے گھنٹے بعد ہیری کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔

"اسے میز پر رکھ دو اور جاؤ"۔۔۔۔ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ہیری نے بڑے ادب سے لفافہ میز پر رکھا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہیری کے جانے کے بعد مادام نے لفافہ کھولا۔ اس میں چالیس کے قریب بڑی تصویریں تھیں۔ بیس تصویریں تو انٹرویو کی تھیں۔

مادام وی نے لاپرواہی سے ان تصویروں کو ایک طرف پھینک دیا اور باقی بیس تصویروں کو دیکھنے لگی۔

یہ وہ خطرناک پوز تھے جن کے لئے مادام نے یہ سارا ڈرامہ کھیلا تھا۔ ان میں سے مادام نے چار تصویریں چھانٹی۔۔۔۔ یہ چار تصویریں واقعی ایسی تھیں کہ انہیں دیکھ کر یہی محسوس ہوتا تھا جیسے سر سلطان جذبات میں اندھے ہوئے ہوں۔ اور جذبات کی شدت سے ان کی آنکھیں بند ہو گئی ہوں اور ان چاروں تصویروں میں سر سلطان کا چہرہ بے حد واضح تھا جبکہ مادام وی کی صرف

پشت آئی تھی۔

مادام وی نے یہ چار تصویریں ایک طرف رکھیں اور لفافے میں سے ان تصویروں کے نیگیٹو علیحدہ کر لئے۔

باقی تصویروں کو اس نے لفافے میں ڈالا اور پھر لفافہ اٹھا کر برقی آتشدان کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بٹن دبا کر آتشدان روشن کیا اور لفافہ اس میں ڈال دیا۔

چند لمحوں میں تصویریں معہ نیگیٹو کے جل کر راکھ ہو گئیں۔ مادام نے آتشدان کا بٹن بند کیا اور دوبارہ کرسی پر آ بیٹھی۔ میز پر پڑا ہوا انٹرکام فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ڈائل پر لگے ہوئے ایک ہندسے کو دبایا۔

"ہیری کو میرے پاس بھیج دو"۔۔۔۔ مادام وی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ہیری کمرے میں داخل ہوا۔

"ہیری یہ ان تصویروں کے نیگیٹو لے جاؤ اور ان کی دو دو کاپیاں تیار کر لاؤ۔۔۔۔ مگر جلدی"۔۔۔۔ مادام وی نے کہا۔

"بہتر مادام"۔۔۔۔ ہیری نے کہا اور نیگیٹو اٹھا کر واپس چلا گیا۔

مادام وی نے تصویریں اٹھائیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر ایک پر اسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

ٹائیگر بڑے اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف تھا البتہ اس کی نظریں بار بار شوگی کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ مس شوگی اب کھانے سے فارغ ہو چکی تھی اور اب ویٹر نے اس کی ٹیبل پر چائے کے برتن لگا دیئے تھے۔ ٹائیگر نے سوچا کہ اسے جلد از جلد کھانے سے فارغ ہو جانا چاہیئے کیونکہ مس شوگی کسی بھی وقت اٹھ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ہاتھوں میں ذرا تیزی پیدا کر لی۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر اس نے بل بھی فوراً ہی ادا کر دیا جیسے ہی وہ بل دے کر فارغ ہوا۔ اچانک ایک ویٹر شوگی کے پاس پہنچا اور اس نے جھک کر شوگی سے کچھ کہا۔

شوگی ویٹر کی بات سن کر چونک پڑی اور پھر چائے کی پیالی میز پر رکھ کر وہ تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے بھی فوراً ہی کرسی چھوڑ دی اور تیر کی طرح کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر کے سامنے اونچے سٹول رکھے ہوئے تھے اور لوگ ہال میں بیٹھنے کی بجائے کاؤنٹر پر بیٹھ کر بھی مشروبات پیتے رہتے تھے۔ اس وقت ایک سٹول خالی تھا۔ اور ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے جا کر سٹول پر قبضہ کر لیا۔

مس شوگی اس کے بالکل ساتھ کھڑی ٹیلیفون سن رہی تھی۔

"ایک کپ چائے" ـــــ ٹائیگر نے کاؤنٹر کلرک کو کہا اور خود سگریٹ سلگا لیا۔ مگر اس کے کان مس شوگی کی آواز پر لگے ہوئے تھے چونکہ مس شوگی ایک کہنی کاؤنٹر پر ٹیک کر ٹیلیفون سن رہی تھی۔ اس لیے رسیور سے نکلنے والی آواز بھی ٹائیگر کے کان تک پہنچ رہی تھی۔

"مس شوگی ـــــ میں آپ کو یہ بتانا بھول گیا تھا کہ مادام کے حکم پر راضی کو ختم کر دیا گیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری اور ٹائیگر پہچان گیا کہ یہ آواز اس کوٹھی والے نوجوان بارٹلے کی ہے۔

"اوہ ـــــ مگر اس کی کیا ضرورت تھی وہ ہمارے لئے اہم حیثیت رکھتا تھا" ـــــ مس شوگی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ضرورت تو مادام ہی جانتی ہو گی ـــــ میرے بتانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اب تم راضی کی کوٹھی پر نہیں جاؤ گی ـــــ کیونکہ ہو سکتا ہے پولیس یونیورسٹی سے اس کے قتل کی تفتیش کرے" ـــــ بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھتی ہوں" ـــــ شوگی نے جواب دیا۔

"اور سنو ـــــ فی الحال پرنس کی تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ مادام نے نیا چکر چلایا ہے ـــــ انہیں یقین ہے کہ ان کا یہ حربہ کامیاب رہے گا" بارٹلے نے کہا۔

"کیسا چکر" ـــــ شوگی نے پوچھا۔

"تفصیل تو مجھے نہیں معلوم ـــــ بہر حال ابھی ابھی مادام نے کہا ہے کہ صبح تمہیں مادام نے کوئی چیز لے کر یہاں کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کے پاس جانا ہوگا" ـــــ بارٹلے نے کہا۔

"وزارت خارجہ کے سیکرٹری" ـــــ شوگی نے حیران ہوتے ہوئے کہا

"ہاں ـــــ مادام نے اس پر اپنا کوئی مخصوص حربہ آزمایا ہے ـــــ بہرحال تفصیلات کا مجھے علم نہیں ـــــ صبح سات بجے تم مادام کو گکریز کالونی کوٹھی نمبر چالیس پر رپورٹ کرو ـــــ وہاں مارکس موجود ہوگا ـــــ باقی تفصیلات وہی تمہیں بتائے گا" ـــــ بارٹلے نے کہا۔

"او۔ کے ـــــ میں پہنچ جاؤں گی" ـــــ مس شوگی نے جواب دیا۔

"بس یہی اطلاع دینی تھی ـــــ او۔ کے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مس شوگی نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔ مس شوگی نے رسیور رکھ کر ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اس کی اچٹتی ہوئی نظریں ٹائیگر پر پڑیں مگر جلد ہی وہ تیزی سے مڑی اور پھر اوپر جانے کے لئے لفٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے چائے کا کپ ختم کیا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر اس کی ادائیگی کی اور گیلری میں موجود فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد عمران کو یہ اطلاعات دینا چاہتا تھا۔

اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر عمران سے رابطہ قائم کیا مگر دوسری طرف صرف گھنٹی بجنے کی آواز آتی رہی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران موجود نہیں ہے۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود تھا اور اب اس نے ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کا پروگرام بنایا۔ ٹرانسمیٹر کے استعمال کے لئے اس نے اپنا کمرہ زیادہ محفوظ سمجھا۔ اور وہ تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ اس نے شوگی کے کمرے پر نظر ڈالی۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

اسی لمحے شوگی کے دروازے میں ہلکی سی جھری پیدا ہوئی اور شوگی کی آنکھیں اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر پر جم گئیں۔ جب ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تو جھری بند ہو گئی۔

ٹائیگر نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ پہلے تو کافی دیر تک ٹرانسمیٹر کا بلب سرخ ہی رہا اور جب ٹائیگر مایوس ہو کر ٹرانسمیٹر آف کرنے والا تھا کہ اچانک ایک جھماکے سے بلب سبز ہو گیا۔

"ہیلو ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر سپیکنگ ـــــ اوور" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا بات ہے ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ میرے پاس وقت کم ہے اوور" ـــــ عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب ـــــ مس شوگی بوستان کالونی کی کوٹھی سے میک اپ میں نکل آئی ہے اور اب ہوٹل منگول کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر انیس میں مقیم ہے ـــــ یہاں اس کا نام شالی ہے۔ میں نے بھی اس ہوٹل میں کمرہ لے لیا ہے۔ یہاں اس کا ایک فون آیا ہے۔ فون کرنے والا بوستان کالونی کی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر ایک غیر ملکی بارٹلے ہے۔ اس نے شوگی کو کہا ہے کہ وہ صبح سات بجے گکریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں رپورٹ کرے۔ وہاں کوئی مادام اسے کوئی چیز دے گی جسے اس نے سر سلطان کو

پہنچانا ہے ـــــ اوور"ـــــ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" سرسلطان ـــــ یعنی اپنے سرسلطان ـــــ اوور"ـــــ عمران کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" جی ہاں ـــــ بارٹلے نے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کا نام لیا تھا ـــــ اوور"ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اوہ ـــــ مگر وہ کیا چیز ہے ـــــ اوور"ـــــ عمران نے پوچھا۔

" تفصیل نہیں معلوم ہوسکی ـــــ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ مادام نے سرسلطان پر کوئی مخصوص حربہ آزمایا ہے ـــــ اوور"ـــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ـــــ اچھا ـــــ ایسے کرو کہ تم شوگی کو چھوڑ کر بارٹلے کی نگرانی کرو۔ اگر یہ وہی بارٹلے ہے جسے میں جانتا ہوں تو یہ انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اس کی مکمل نگرانی ہونی چاہیئے ـــــ اوور"ـــــ عمران نے اسے نئی ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر جناب ـــــ اوور"ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

" اوور اینڈ آل"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ٹائیگر نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر کو دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

اور عین اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" کون ہے"ـــــ ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

" ویٹر سر ـــــ آپ کے لئے ایمرجنسی پیغام ہے"ـــــ دروازے کے باہر سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

ٹائیگر حیران رہ گیا کہ عمران سے تو ابھی اس کی بات ہوئی ہے۔ پھر یہ
سی پیغام کہاں سے آ گیا۔ بہرحال اس نے پھرتی سے جیب سے ریوالور
ا اور دروازے کی آڑ لیتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر واقعی ایک ویٹر تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھالی تھی جس
فید رنگ کا لفافہ رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اطمینان سے ریوالور جیب میں رکھا
ر لفافہ اٹھا لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ویٹر کو ٹپ
ینے کے لئے نوٹ نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے دو قوی ہیکل نوجوان اچھل
کر کمرے میں آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے اور ظاہر ہے ریوالوروں
کا رخ ٹائیگر کی طرف ہی تھا۔ ریوالوروں پہ سائیلنسر لگے ہوئے تھے۔

" خبردار ـــــ حرکت کی تو"ـــــ ان میں سے ایک نے انتہائی سرد لہجے
ں کہا اور ٹائیگر نے ہاتھ باہر نکال لیا۔ ویٹر ان دونوں کے اندر داخل
ہوتے ہی تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ ایک نوجوان نے لات مار کر دروازہ
بند کر دیا۔

" اپنے ہاتھ اٹھا کر منہ دیوار کی طرف کر لو جلدی"ـــــ اس نوجوان نے
کہا اور ٹائیگر نے نہ صرف خاموشی سے ہاتھ اٹھا لئے بلکہ اپنا منہ بھی دیوار کی طرف
کر لیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیب سے ریوالور نکل گیا۔

" مس شوگی کو بلاؤ"ـــــ ایک ریوالور بردار نے دوسرے سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور دوسرے نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے مس
شوگی اندر آ گئی۔

" مس ـــــ آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر ہوٹل سے باہر جائیں گی اور پارکنگ
میں موجود سیاہ رنگ کی کار تک اسے پہنچائیں گی ـــــ اور سنو مسٹر ـــــ ہم

تم دونوں کے پیچھے ہوں گے ـــــ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو سائلنسر سے نکلنے والی ہچکی تمہاری موت بن جائے گی"ـــــ نوجوان نے کہا۔

ٹائیگر نے کوئی جواب نہیں دیا ـــــ وہ خاموش رہا۔ ویسے اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہوٹل کے ہال میں اچانک شوگی سے ہاتھ چھڑا کر نکل جائے گا۔ اسے یقین تھا کہ ہال میں اس پر حملہ کی جرأت نہ کی جائے گی۔

"آؤ پارٹنر"ـــــ شوگی نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر کے بازو میں بازو ڈالا اور لمبے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں بھی ان کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری میں آ گئے۔

شوگی ٹائیگر کے ساتھ یوں چمٹی ہوئی چل رہی تھی جیسے نیا شادی شدہ جوڑا ہنی مون منانے کے لئے نکلا ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں پہنچ گئے۔ ہال میں پہنچتے ہی ان میں سے ایک ریوالور بردار ٹائیگر کے پہلو میں چلنے لگا جبکہ دوسرا ٹائیگر کی پشت پر تھا۔ ایسی پوزیشن میں ٹائیگر کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی وہ ٹائیگر کو لئے ہوئے سیدھے پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پارکنگ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔

جیسے ہی وہ پارکنگ کے قریب پہنچے۔ ایک اور نوجوان نے جو کار کے قریب ہی کھڑا تھا۔ بڑے اطمینان سے دروازہ کھول دیا۔ اور اسی لمحے شوگی نے ٹائیگر کا بازو چھوڑ دیا اور ٹائیگر نے عین اسی لمحے جد و جہد کرنے کا فیصلہ کر لیا

چنانچہ جیسے ہی شوگی نے اس کا بازو چھوڑا۔ ٹائیگر اچانک بجلی کی سی تیزی سے مڑا،

دوسرے لمحے اس نے اپنے پیچھے موجود دونوں ریوالور برداروں کے پیٹ میں بجلی کی سی تیزی سے ٹانگیں ماریں اور پھر دوسرے لمحے وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور ہوا میں اڑتا ہوا کار کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف جا گرا۔

دونوں ریوالور برداروں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں۔ کار کا دروازہ کھولنے والا نوجوان اور شوگی حیرت سے بت بنے کھڑے دیکھتے رہ گئے۔ کیونکہ ٹائیگر نے کچھ ایسے موقع پر اچانک حرکت کی تھی کہ جس موقع پر وہ اس کی طرف سے کسی ردعمل کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ ٹائیگر کے انداز میں پھرتی اور تیزی تھی کہ جب تک وہ صورت حال کو سمجھتے۔ ٹائیگر کار کی دوسری طرف پہنچ چکا تھا اور ٹائیگر دوسری طرف گرتے ہی تیزی سے اچھلا اور پھر پارکنگ میں موجود بے شمار کاروں نے اس کے لئے ڈھال کا کام کیا۔ اور ایسے خرگوش کی طرح جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوئے ہوں وہ تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا مختلف کاروں کی اوٹ میں ہوٹل کے آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ جب تک مجرم سوچیں گے وہ ان سے کافی دور پہنچ چکا ہو گا۔

چنانچہ وہی ہوا وہ مختلف کاروں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے آؤٹ گیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ گیٹ کے قریب اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اس نے پھرتی سے ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں پیچھے مڑ کر دیکھا تو ٹائیگر نے سو کا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"دوست ـــــ خفیہ کا کام ہے ـــــ یہ نوٹ تمہارا ـــــ ایک کار کا

ہوشیاری سے پیچھا کرنا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"بہت اچھا جناب۔۔۔۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔ ڈرائیور ضرو
سے زیادہ ہی مستعد ہو گیا

"ٹیکسی ایک طرف کر کے روک لو اور اندر کی بتی بند رکھو"۔۔۔۔ ٹائیگر
نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے بڑی پھرتی سے ٹیکسی بیک کی اور گیٹ سے ذرا
پیچھے کر کے روک دی۔

ٹائیگر کی تیز نظریں گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ مجرم اس
کی تلاش میں ناکام ہو کر واپس لوٹیں گے چونکہ وہ ان کی کار کو اچھی طرح
پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ ویسے احتیاطاً اس
نے کوٹ کی اندرونی جیب سے گھنی مونچھیں نکال کر لبوں پر فٹ کر لی تھیں
تاکہ ایک نظر میں پہچانا نہ جا سکے۔

اور پھر ٹائیگر کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس
مجرموں کی کار آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ کار میں مس شوگی بھی موجو
تھی۔ وہ پچھلی سیٹ پر ایک مجرم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دو مجرم اگل
سیٹ پر تھے۔ جیسے ہی کار گیٹ کے قریب آئی۔ ٹائیگر نیچے جھک گیا اور پھ
جیسے ہی کار گیٹ پار کر کے سامنے کی طرف بڑھی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور
کو کار کی نشاندہی کرتے ہوئے بڑی ہوشیاری سے ان کا تعاقب کرنے کے
لئے کہا۔ ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

وہ واقعی انتہائی ہوشیاری سے کام لے رہا تھا۔ کبھی تو وہ مجرموں کی کا
سے آگے نکل جاتا اور کبھی پیچھے رہ جاتا۔ اس طرح مجرموں کو اس پر شک نہ
ہو سکتا تھا۔ مجرم پہلے تو مختلف سڑکوں پر خواہ مخواہ چکراتے رہے۔ شاید وہ اپ

ب کا پتہ چلانا چاہتے تھے۔ مگر پھر ان کا رخ جیسے ہی بوستان کالونی کی طرف
ٹائیگر سمجھ گیا کہ ان کی منزل کونسی ہے۔

"ان کی کار سے آگے نکال لے چلو اور سیدھے بوستان کالونی کی مین مارکیٹ
پہنچنے کی کوشش کرو۔ ذرا جلدی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور ڈرائیور نے ایکسیلیٹر
پرا دباؤ ڈال دیا۔ نئی ٹیکسی ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر انتہائی تیز
اری سے دوڑتی ہوئی مجرموں کی کار کو کراس کرتی ہوئی بوستان کالونی کی
ف بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیور لمحہ بہ لمحہ رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ مجرموں کی کار کافی پیچھے
گئی تھی۔ جلد ہی ٹیکسی بوستان کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی
مارکیٹ کے قریب رکوائی اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔۔۔۔ شکریہ"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور سڑک کراس
کے تیزی سے ایک درمیانی گلی میں گھستا چلا گیا۔ وہ مجرموں کے کوٹھی تک
نے سے پہلے ہی اندر داخل ہو جانا چاہتا تھا۔ درمیانی گلی میں دوڑتا ہوا وہ
ہی مجرموں کی کوٹھی کی عقبی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔

اور پھر رسی اور آنکڑہ کی مدد سے وہ چند ہی لمحوں بعد عقبی دیوار کراس کر کے
رت کی عقبی سمت میں پہنچ گیا۔ ابھی نگرانی کرنے والے کتوں کو کھولا نہ گیا تھا۔
ں لئے ٹائیگر آسانی سے عقبی سمت سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر آ گیا۔ برآمدے
ے سامنے پورچ میں ایک مسلح شخص موجود تھا مگر اس کا رخ دوسری طرف تھا وہ
ابداس طرف کسی کو دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر دبے پاؤں آگے بڑھا۔ اور پھر برآمدے
ں داخل ہو گیا۔ برآمدے کے کونے میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا
ئیگر ایک لمحے کے لئے جھجکا اور پھر دوسرے لمحے وہ بڑی پھرتی سے
روازے کے اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے کوٹھی کے پھاٹک سے باہر کار

کے ہارن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

ٹائیگر کمرے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اسی طرح مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ ایک ایسی راہداری میں پہنچا جس میں موجود ایک دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے کمرے کے محل وقوع کا جائزہ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اسے دروازے اور دہلیز کے درمیان رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ دروازہ کھلتے ہی وہ اندر جا گرے گا اور وہ بٹن اتنا چھوٹا تھا کہ جب تک غور سے نہ دیکھا جائے اسے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ بٹن وہاں رکھتے ہی وہ اُلٹے پیروں واپس ہوا اور انہی کمروں سے ہوتا ہوا جب وہ واپس برآمدے میں پہنچا تو اس نے شوگی اور دیگر مجرموں کو کار سے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

"وہ آدمی ہاتھ سے نکل گیا" ـــــ ان میں سے ایک نے برآمدے میں موجود مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ـــــ پھر تو باس ناراض ہو گا" ـــــ اس مسلح شخص نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کیا جائے ـــــ بس وہ اچانک ہی نکل بھاگا" ـــــ اسی شخص نے کہا اور تیزی سے اندر کی طرف چل پڑا۔ شوگی اس کے پیچھے تھی۔ باقی مجرم ایک اور کمرے میں گھستے چلے گئے۔

جیسے ہی برآمدہ خالی ہوا۔ ٹائیگر تیزی سے باہر نکلا اور دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ دیوار پار کر کے باہر پہنچ چکا تھا۔ عقبی دیوار سے تھوڑی دور ایک گھنا درخت تھا۔ ٹائیگر تیزی سے اس درخت

بڑھا اور پھر وہ تیزی سے درخت کے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد شاخوں میں پہنچ کر وہ ایک دو شاخے پر جم کر بیٹھ گیا۔

اب وہ آنے جانے والوں کی نظروں سے محفوظ ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں ہی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس کی بڈیں لگا ہوا ایئر فون نکال کر کان میں فٹ کیا اور بکس کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن تے ہی اس کے کانوں میں آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

"آخر یہ ہوا کیسے ـــــ تم چار آدمی ہو اور وہ اکیلا تھا" ـــــ بارٹلے کی رفت آواز سنائی دی۔

"باس ـــــ وہ بڑی خاموشی سے ہمارے ساتھ ہوٹل سے باہر آیا۔ مگر کے قریب پہنچتے ہی ہمیں ڈاج دے کر نکل گیا ـــــ ہم نے اسے بڑا تلاش کیا نجانے کہاں غائب ہو گیا" ـــــ اس آدمی کی آواز سنائی دی۔

"ہوں ـــــ پھر تعاقب کا خیال رکھا" ـــــ بارٹلے نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ آپ مس صاحبہ سے پوچھ لیں ـــــ ہم نے اچھی طرح چیک ہے" ـــــ اس نے جواب دیا۔

"ہاں بارٹلے ـــــ ہمارا تعاقب نہیں کیا گیا" ـــــ شوگی کی آواز سنائی

"اسے لے آنے سے پہلے اس کی تلاشی لی گئی تھی ـــــ مجھے خطرہ ہے کہ اس نے نجانے ہماری گفتگو سن کر کسی کو الرٹ نہ کر دیا ہو" ـــــ بارٹلے نے کہا۔

"ہاں باس ـــــ اس کے پاس صرف ایک ریوالور تھا وہ ہم نے نکال لیا" ـــــ اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ حتیٰ کہ کمرے میں کوئی سامان

تک نہ تھا"۔۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ تم جاؤ"۔۔۔۔ بارٹلے نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ ٹائیگر کا بٹن خوب کام کر رہا تھا۔ اور اسی بٹن کی وجہ سے بڑے محفوظ طریقے سے بیٹھا تمام گفتگو سن رہا تھا۔

"مس شوگی ۔۔۔ مجھے مادام سے بات کرنی پڑے گی ۔۔۔ مجھے خطرہ ہے کہ اس شخص نے کسی کو اطلاع نہ دے دی ہو"۔۔۔۔ بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ تم بات کر لو۔۔۔۔ ویسے میرا اندازہ یہی ہے کہ اسے اطلاع دینے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ میرے فوراً بعد ہی اوپر آ گیا تھا اور اس کمرے میں ٹیلیفون تھا ہی نہیں جو وہ کسی کو اطلاع کرتا"۔۔۔۔ شوگی نے جواب دیا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو ۔۔۔۔ بہر حال مادام کو اطلاع تو دینی ہی ہو گی"۔ بارٹلے نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

تقریباً پانچ منٹ تک ہلکی ہلکی کھڑ کھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔۔ مادام۔۔۔۔ بارٹلے سپیکنگ ۔۔۔۔ اوور"۔۔۔۔ بارٹلے بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس ۔۔۔۔ مادام سپیکنگ ۔۔۔۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی"

"مادام۔۔۔۔ مس شوگی میرے پاس موجود ہے ۔۔۔۔ جس وقت میں نے مس شوگی کو آپ کا پیغام دیا۔ اسے ایک آدمی پر شک ہو گیا کہ وہ ہماری باتیں

رہا ہے ۔۔۔۔ چنانچہ اس نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے اس آدمی کے لئے تین آدمی بھیج دیئے ۔۔۔۔ وہ اسے اغوا کر کے ہوٹل سے باہر تک تو لے آئے مگر پھر وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ۔۔۔۔ اوور"۔۔۔۔ ٹلے نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے شوگی کی نگرانی ہو رہی ہے۔ مگر شوگی تو اپ میں تھی ۔۔۔۔ پھر ایسا کیوں ہوا"۔۔۔۔ مادام کی تشویش سے لور آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔۔۔۔ ویسے ہے تو حیرت کی بات ۔۔۔ اوور" ٹلے نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔ اب تک شاید اسے اس بات کا خیال نہ آیا تھا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص تمہاری کوٹھی سے ہی اس کے پیچھے تھا اور اس کا مطلب ہے کہ تمہاری کوٹھی بھی ان کی نظروں میں ہے اوور، رام نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید الجھن نمایاں تھی۔

"مگر مادام ۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ اس کا کوئی امکان ہی نظر نہیں آتا۔ اوور"۔۔۔۔ بارٹلے نے جواب دیا۔

"امکان تو نہیں ۔۔۔۔ مگر ہوا ایسے ہی ہے ۔۔۔۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ تم راضی کو قتل کرتے وقت ان کی نظروں میں آ گئے کیونکہ پولیس کے نکلتے ہی انہوں نے راضی کی نگرانی شروع کر دی ہو گی۔ اور پھر اس طرح تمہاری کوٹھی انہوں نے ڈھونڈ نکالی اور پھر جیسے ہی مس شوگی کوٹھی سے نکلی۔ ان کا ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا"۔۔۔۔ مادام نے توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں مادام ۔۔۔۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ گو میں نے کافی احتیاط سے کام لیا تھا مگر.... اوور"۔۔۔۔ بارٹلے نے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے اس وقت بھی تمہاری کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے اس لئے تم فوراً یہ کوٹھی چھوڑ دو۔ اور اپنے آدمیوں کو مختلف کوٹھیوں میں مقیم کر دو اور تم خود بھی رہائش جلدی جلدی بدلتے رہو۔ نگرانی کرنے والے تمہاری نظروں میں آجائیں گے۔ پھر ان سے پیچھا چھڑا کر ہی کسی کوٹھی میں رہائش رکھی جا سکتی ہے اور سنو ——— مس شوگی کو بھی یہی ہدایت کر دو۔ جب تک اس بات کا یقین ہو جائے کہ تم نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دے چکے ہو ——— نہ ہی مجھ سے رابطہ کرنا اور نہ ہی کوئی اقدام کرنا ——— اوور" ——— مادام نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام ——— مگر آپ کا صبح والا پروگرام ——— اوور" ——— بارٹلے نے کہا۔

"وہ اب مارکس کے ہاتھوں پورا کروں گی ——— میں چاہتی تھی کہ سر سلطان کو بلیک میل کرنے والا مواد کسی لڑکی کے ہاتھ بھیجوں مگر اب مجبوری ہے اوور" ——— مادام نے جواب دیا۔

"او۔کے مادام ——— اوور" ———

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اب ٹائیگر کو مزید تفصیلات حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ کوٹھی سے نکل کر رہائشیں بدلیں گے۔ فی الحال وہ عمران کو اس نئے پروگرام سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔ مگر کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود دوسری طرف سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ اور آخر کار تنگ آکر ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب

میں ڈالا اور پھر وہ ریسیونگ بکس بھی آف کر کے جیب میں ڈال لیا

اس نے سوچ لیا تھا کہ کوٹھی خالی ہونے کے بعد وہ جا کر بٹن وہاں سے لے آئے گا۔ فی الحال وہ مین مارکیٹ جا کر کوئی ٹیکسی انگیج کرنا چاہتا تھا تاکہ بارٹلے جب کوٹھی سے باہر نکلے تو اس کی نگرانی کر سکے۔

چنانچہ وہ تیزی سے نیچے اترا اور تیزی سے مین روڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا

عمران مارٹن کنگ کے ہوٹل سے نکل کر سیدھا جیمس بروکر کی طرف گیا۔ مارٹن سے جب جیمس گفتگو کر رہا تھا تو عمران نے محسوس کیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی اور شخص بھی موجود ہے اور اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ شخص مارکس ہو سکتا ہے۔ وہی گینگ کا نمبر ٹو۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ اب اسے جیمس کے ذریعے ہر حالت میں مارکس کا پتہ چلانا پڑے گا۔ اگر وہ مارکس تک پہنچ گیا تو پھر بادام وی کو ڈھونڈ نکالنا مشکل نہ ہوگا۔

چنانچہ وہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا یہی سوچ رہا تھا جبکہ ٹیکسی تیزی سے ڈان ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیمس بروکر کی دارالحکومت میں موجودگی بھی عمران کے لئے ایک انکشاف کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس نے کچھ عرصہ پہلے ہی مافیا کے خلاف کام کیا تھا اور اس کے مقامی سربراہ جاگر سمیت پوری تنظیم کو

ل سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ مگر اب مارٹن سے معلوم ہوا کہ مافیا نے جیمس بروکر بطور سربراہ یہاں بھیجا ہے۔

چند ہی لمحوں بعد ٹیکسی ڈان ہوٹل کی عظیم الشان عمارت کے سامنے جا کر ک گئی۔ ہوٹل کے دربان نے بڑی پھرتی سے آگے بڑھ کر ٹیکسی کا دروازہ کھولا یسے ہی عمران باہر آیا وہ جھجک کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اسے شاید ٹیکسی سے عمران ے غنڈے کی بجائے کسی معزز آدمی کے برآمد ہونے کا یقین تھا جس سے اسے بڑی ے وصول ہو جاتی۔ مگر عمران جس میک اپ میں تھا۔ ایسے لوگ ٹپ دینے کی بجائے ل مار دینا زیادہ آسان سمجھتے ہیں۔

عمران نے ٹیکسی سے نکل کر بڑے اطمینان سے ایک چھوٹا نوٹ ٹیکسی ایور کی طرف بڑھا دیا اور پھر مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈان ہوٹل کی شہرت کچھ اتنی زیادہ نہ تھی۔ اس لئے عمران ٹائپ کے ے وہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دربان نے بھی اسے نہ روکا۔ ر وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کاؤنٹر پر ایک گول مٹول چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

"مجھے جیمس بروکر سے ملنا ہے ——— مجھے مارٹن کنگ نے بھیجا ہے" ران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بھاگ جاؤ ——— اتنے بڑے بڑے نام لینے والے زیادہ عرصہ زندہ ہیں رہتے" ——— کاؤنٹر مین نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل چیخ نکل گئی۔ عمران نے بلی کی سی تیزی سے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اسے کاؤنٹر کے اوپر ے گھسیٹ لیا تھا۔ کاؤنٹر مین نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا مگر اسی لمحے عمران کی

لات گھومی اور کاؤنٹرمین ہوا میں اڑتا ہوا ہال میں موجود ایک میز پر جا گرا۔ ہال میں موجود افـــراد اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کاؤنٹرمین کا یہ حشر دیکھ کر ہوٹل کے بیرے تیزی سے گھیرا ڈال کر عمران کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے تیور خاصے خطرناک تھے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے اور خاصے سخت جسموں کے مالک نظر آتے تھے۔ کاؤنٹرمین اب اٹھ کر اپنے منہ سے بہنے والا خون پونچھ رہا تھا۔

"سنو ـــــ مجھے صرف جمیس برو کر سے ملنا ہے" ـــــ عمران نے اپنی طرف بڑھتے ہوئے بیروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی ملاتے ہیں ـــــ تم جیسے بدمعاشوں سے ملنے کے لئے اسے جہنم میں جانا پڑے گا" ـــــ ایک بیرے نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان پانچوں نے بیک وقت عمران پر چھلانگیں لگا دیں۔ ان کا انداز بڑا جچا تلا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ لڑنے بھڑنے کے فن میں خاصی مہارت رکھتے ہوں۔

مگر ظاہر ہے ان کے مقابلے پر عمران تھا۔ اس لئے ان کی مہارت ان کے کسی کام نہ آسکی۔ جیسے ہی ان پانچوں نے عمران پر حملہ کیا۔ عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور اچھل کر کاؤنٹر کے دوسری طرف پہنچ گیا اور وہ پانچوں اپنے ہی زور میں کاؤنٹر سے آ ٹکرائے۔ کاؤنٹر سے ٹکرا کر وہ جیسے ہی نیچے گرے عمران نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور کاؤنٹر کے اوپر سے اڑتا ہوا ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ ان پانچوں کی پشت کاؤنٹر کی طرف تھی جبکہ عمران ہال کی طرف پشت کئے ان کے سامنے کھڑا تھا۔ ان میں سے دو کی ناک سے خون بہہ رہا تھا وہ شاید براہ راست کاؤنٹر سے جا ٹکرائے تھے۔

اور دوسرے لمحے عمران نے انہیں دوبارہ حملہ کرنے کا موقع نہ دیا۔ وہ اپنی ایڑی پر لٹو کی طرح گھوما اور اس کی دوسری لات کسی تلوار کی طرح دو ویٹروں کی پسلیوں میں پوری قوت سے پڑی اور ان دونوں کے حلق سے طویل چیخیں نکل گئیں۔ اسی لمحے عمران نے اچھل کر ایک کا بازو پکڑا اور پھر اسے یوں جھپٹ کر دونوں ہاتھوں سے سر پر اٹھا لیا جیسے وہ شخص گوشت اور ہڈیوں کی بجائے تنکوں کا بنا ہوا ہو۔ اس نے پوری قوت سے اس ویٹر کو اپنے سر پر گھمایا اور پھر باقی ویٹروں پر دے مارا۔ چکر کھانے والا ویٹر نہ صرف خود گرا بلکہ اپنے ساتھ تین دوسرے ویٹروں کو بھی لیتا گیا۔

اب وہ پانچوں فرش پر تھے اور عمران ان کے سروں پر کھڑا تھا۔ پھر عمران نے اپنا مخصوص ناچ شروع کر دیا۔ وہ دونوں پیروں پر اچھلتا اور پھر اس کے بوٹ کی ٹھوکریں دو ویٹروں کے چہروں پر پوری قوت سے پڑتیں۔ اس کے انداز میں اتنی تیزی تھی کہ اس نے ان پانچوں میں سے ایک کو بھی اٹھنے نہ دیا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو منٹوں بعد وہ پانچوں اپنے جبڑے تڑوا کر کاؤنٹر کے سامنے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

پورے ہال میں موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ سب لوگ عمران کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے مریخ کا باشندہ ہو۔ اتنی پھرتی اور تیزی اور مہارت کی شاید وہ کسی انسان سے توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔

کاؤنٹر کے قریب دو غیر ملکی موجود تھے۔ وہ بڑے اطمینان سے عمران کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہری دلچسپی کے آثار نمایاں تھے جیسے ہی عمران نے اپنی حرکت بند کی ان میں سے ایک جس نے سر پر ہیٹ پہن رکھا تھا تیزی سے آگے بڑھا۔

"میرا نام جیمس بروکر ہے —— کیا تم مجھ سے ملنے آئے تھے" —— ہیٹ والے نے کہا۔

"اوہ —— تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا —— یہ لوگ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں مارے گئے —— میرا نام فیروز ہے اور مجھے مارٹن کنگ نے بھیجا ہے" —— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو تم ہی وہ فیروز ہو جس کی تعریف مارٹن نے کی تھی —— واقعی تم انتہائی تیز صلاحیتوں کے مالک ہو —— آؤ میرے ساتھ" —— جیمس نے بڑی تحسینی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس کے ساتھ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"تم بھی آؤ مارکس" —— جیمس بروکر نے دوسرے غیر ملکی سے کہا اور اس نے سر ہلا دیا۔ اور عمران کو مارکس کا نام سن کر درحقیقت بڑی مسرت ہوئی کیونکہ اب مادام وی اسے اپنے قریب آتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ مگر اس نے چہرے کو بالکل سپاٹ ہی رکھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران تیسری منزل کے ایک کمرے میں ان دونوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں —— پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں وی گینگ کے متعلق کیسے علم ہوا کہ وہ آجکل اس ملک میں کام کر رہا ہے" —— جیمس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے راج نگر میں سنا تھا" —— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"ہوں —— اچھا یہ بتاؤ کہ مقامی سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے" جیمس نے پوچھا۔

"کوئی تعلق نہیں" —— عمران نے جواب دیا۔

"مگر مارٹن نے تو کہا تھا کہ تم سیکرٹ سروس سے متعلق رہے ہو" —— س نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا اس سے براہ راست تعلق تو نہیں البتہ میرا استاد سیکرٹ سروس سے علق تھا —— میں نے مارشل آرٹ کی ٹریننگ اسی سے حاصل کی تھی۔ وہ ب مر چکا ہے" —— عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مقامی سیکرٹ سروس کے ممبران کو جانتے ہو" —— مارکس نے پہلی ر زبان کھولی۔

"ہاں —— اچھی طرح جانتا ہوں" —— عمران نے جواب دیا۔

"تم وی گینگ میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہو" —— مارکس نے ہی پوچھا۔

"صرف شوق کی خاطر —— میں کسی ایسی تنظیم میں شامل ہونا چاہتا ہوں جو بین الاقوامی نوعیت کی ہو اور حکومتوں کے تختے الٹنے جیسے شاندار کام کرتی ہو" —— عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے عمران کو اپنی کلائی پر ہلکی ہلکی ضربیں لگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ سمجھ گیا کہ کسی کی کال آئی ہے —— مگر یہاں سچویشن ایسی تھی کہ وہ کال سن نہ سکتا تھا۔

"مارٹن کو کب سے جانتے ہو" —— اچانک جیمس نے پوچھا۔

"تم نے تو میرا یوں انٹرویو لینا شروع کر دیا ہے جیسے مجھے کسی دفتر میں کلرک بھرتی ہونا ہو —— میں اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہوں —— سنا تم نے" —— اچانک عمران ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"اوہو —— تم تو ناراض ہو گئے دوست —— آخر اتنے بڑے کام

کے لئے کسی سے سفارش کرنے سے پہلے ہمیں تفصیلی چھان بین تو کرنی ہی ہوتی ہے" ۔۔۔ جمیسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کلائی پر ضربیں مسلسل لگ رہی تھیں۔

"اس کے باوجود مجھے اس قسم کا انٹرویو پسند نہیں ۔۔۔ تم صرف مجھے اس گینگ کے آدمی سے ملوا دو ۔۔۔ میں اپنی صلاحیتوں سے انہیں قائل کر لوں گا کہ میں ان کے گینگ کے لئے کار آمد ہوں یا نہیں ۔۔۔ بس اتنا سا کام ہے ۔۔۔ تم ہاں یا نہ میں جواب دو ۔۔۔ میں ذرا ٹائلٹ تک ہو آؤں"۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اٹھ کر ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کلائی پر لگنے والی مسلسل ضربیں بتا رہی تھیں کہ کوئی اہم کال ہے۔

عمران نے پھرتی سے ٹوائلٹ کا دروازہ بند کیا اور پھر اس نے ٹوائلٹ کے آخری کونے میں جا کر کلائی میں پہنی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دوبار کھینچ کر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ چمکنے لگا۔

"ہیلو ۔۔۔ اوور"۔۔۔ عمران نے گھڑی کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر اسے کان سے لگا لیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ جلدی بتاؤ ۔۔۔ میرے پاس وقت بہت کم ہے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ مس شوگی بوستان کالونی کی کوٹھی سے میک اپ

کل آئی ہے۔ اور اب ہوٹل منگول کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر انیس
نیم ہے ۔۔۔ یہاں اس کا نام شالی ہے۔ میں نے بھی اسی ہوٹل میں
لے لیا ہے ۔۔۔ یہاں اس کا فون آیا ہے۔ فون کرنے والا بوستان
ی کی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر ایک غیر ملکی بارٹلے ہے ۔۔۔ اس نے
کو کہا ہے کہ وہ صبح سات بجے گلبرگ کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں رپورٹ
ے ۔۔۔ وہاں کوئی مادام اسے کوئی چیز دے گی جسے اس نے سر سلطان
پہنچانا ہے ۔۔۔ اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان ۔۔۔ یعنی اپنے سر سلطان"۔۔۔ عمران نے حیرت
ے لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں ۔۔۔ بارٹلے نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کا نام لیا ۔۔۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر وہ کیا چیز ہے ۔۔۔ اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"تفصیل نہیں معلوم ہو سکی ۔۔۔ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ مادام نے
سلطان پر اپنا کوئی مخصوص حربہ استعمال کیا ہے ۔۔۔ اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے
ب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ ایسا کرو کہ تم شوگی کو چھوڑ کر بارٹلے کی نگرانی
ر ۔۔۔ اگر یہ وہی بارٹلے ہے جسے میں جانتا ہوں تو یہ انتہائی خطرناک
ن ہے۔ اس کی مکمل نگرانی ہونی چاہئے ۔۔۔ اوور"۔۔۔ عمران نے
ے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔ اوور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر گھڑی کے ونڈ بٹن

کو مخصوص انداز میں دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"ٹائیگر نے حیرت انگیز خبر سنائی تھی کہ مادام نے سر سلطان پر کوئی حربہ آزمایا ہے۔ بہرحال اسے مادام کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا تھا اور یہی وہ چاہتا تھا۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اب اسے جیمس کی سفارش کی ضرورت نہ رہی تھی۔ چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، اچانک کی ہول سے سفید رنگ کی ایک گیس کسی دھار کی طرح اندر آئی اور پھر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

عمران کی نظریں چونکہ اوپر لگی ہوئی چٹخنی کی طرف تھیں۔ اس لئے وہ گیس کو اندر آتے نہ دیکھ سکا۔ البتہ جیسے ہی اس نے چٹخنی پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولنا چاہا اسے گیس کی بو محسوس ہوئی۔ اس نے تیزی سے چٹخنی کھولی اور سانس روکنے کی کوشش کی مگر اسے شاید کافی دیر ہو چکی تھی۔ زود اثر گیس نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا اور پھر عمران آدھا دروازہ ہی کھول پایا تھا کہ اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے اور وہ دھڑام سے وہیں دروازے کے سامنے ڈھیر ہو گیا۔

مادام نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر آف کیا۔ کمرے کے دروازے پر لگا ہوا ب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ مادام نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ ذ دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

سکرین پر مارکس کی شکل نظر آ رہی تھی۔ مادام نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے وہ بٹن آف کر کے ایک اور بٹن دبایا تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور دروازے کے باہر موجود مارکس تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔

"مادام ——— میں نے پرنس کو قابو کر لیا ہے" ——— مارکس نے مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

"پرنس کو قابو کر لیا ہے ——— وہ کیسے" ——— مادام نے بے اختیار پوچھا۔

"مادام ——— میں آپ کے حکم کے مطابق جیمس بروکر سے ملنے گیا۔ وہاں ابھی میں اس سے بات چیت کر رہا تھا کہ اچانک یہاں کے مشہور غنڈے مارٹن کنگ کی کال آئی۔ اس نے کسی شخص فیرڈز کا ذکر کیا کہ وہ ہمارے گینگ میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو جانتا ہے۔ اس پر میں کھٹک گیا۔ چنانچہ میرے اشارے پر جیمس نے اس شخص کو بلوا لیا۔

وہ شخص جب ہمارے پاس پہنچا تو اس کے چلنے کا انداز جانا پہچانا معلوم ہو رہا تھا۔ بہرحال میں اور جیمس اسے کمرے میں لے آئے اور اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ وہ قدرے گھبرا گیا۔ ابھی ہماری پوچھ گچھ جاری تھی کہ اچانک وہ اٹھ کر ٹوائلٹ میں گھس گیا جس پر میرا شک پختہ ہو گیا۔ میں نے اپنے شک کا اظہار جب جیمس سے کیا تو اس نے تیزی سے اٹھ کر ایک مشین کا بٹن آن کر دیا۔ وہ چونکہ مافیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے پورے اپارٹمنٹ میں خفیہ ٹرانسمیٹر کا جال بچھایا ہوا ہے۔ اس طرح ہم ٹوائلٹ میں ہونے والی گفتگو سے آگاہ ہو گئے ——— وہاں پرنس نے کسی کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال موصول کی مجھے افسوس ہے کہ کال کا آخری حصہ سنا جا سکا جس کا فقرہ یہ تھا کہ بارٹلے کی نگرانی کی جائے۔ وہ خطرناک شخص ہے ——— بہرحال میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ چنانچہ میرے کہنے پر جیمس نے کی ہول سے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس اندر داخل کی اور پرنس بے ہوش ہو کر دروازے میں ہی گر گیا" ——— مارکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر یہ کس طرح پتہ چلا کہ وہ پرنس ہے ——— کیا اس نے زبان کھول دی" ——— مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام ——— وہ تو اب تک مسلسل بے ہوش ہے ——— بعد میں میں نے اسے طویل بیہوشی کا انجکشن لگا دیا تھا۔ کیونکہ وہ انتہائی خطرناک شخص تھا اور خدشہ تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہ جائے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" تو پھر" ——— مادام نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

" مادام ——— جب پرنس کو بے ہوش کر دیا گیا تو میں نے اس کا میک اپ

یک کیا۔ پہلے تو ہم نے ہر ممکن کوشش کر لی مگر میک اپ صاف نہ ہوا مگر پ مارکس کی صلاحیتوں کو جانتی ہیں ——— میں مسلسل کوشش میں لگا رہا اور ھر کار ڈی پلاٹو الیت ۳۶ فارمولا جب استعمال کیا گیا تو میک اپ صاف ہو گیا ور پرنس کی اصل شکل سامنے آ گئی" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" اوہ ——— تو اس طرح پرنس یا عمران کا پتہ چلا" ——— مادام نے ایک ویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ——— میک اپ صاف کرنے میں تین گھنٹے لگ گئے ——— جب یک اپ صاف ہو گیا تو پھر میں بے ہوشی کے عالم میں ہی اسے یہاں لے آیا ہوں ——— اب وہ نیچے تہہ خانے میں موجود ہے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" اوہ ——— وہ کب ہوش میں آئے گا" ——— مادام نے پوچھا۔

" ابھی اسے ہوش میں آنے کے لئے ایک گھنٹہ مزید چاہیئے" ——— مارکس نے جواب دیا۔

" چلو ٹھیک ہے ——— ایک گھنٹے بعد اس سے بھی بات ہو جائے گی۔ ویسے میں نے بھی ایک داؤ کھیلا ہے ——— اور میں اس میں کامیاب بھی رہی ہوں یہ دیکھو" ——— مادام نے میز کی دراز سے ایک لفافہ نکال کر مارکس کے سامنے ڈال دیا۔

مارکس نے لفافہ کھول کر اس میں سے تصویریں نکال لیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

" یہ بوڑھا کون ہے مادام" ——— مارکس نے پوچھا۔

" یہ وزارت خارجہ کا سیکرٹری سر سلطان ہے ——— سیکرٹ سروس کا نگران انچارج" ——— مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا او کے ——— سیکرٹ سروس کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ہم اس سے بھی اپنے مشن کے متعلق فائدے اٹھا سکتے ہیں" ——— مارکس نے جواب دیا۔

"ہاں ——— کافی فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں ——— پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ مس شوگی کو یہ تصویریں دے کر سر سلطان کے پاس بھیجوں گی مگر مس شوگی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی بارٹلے بھی ——— اس لئے میں نے یہ پروگرام ختم کر دیا ہے ——— اب میرا خیال ہے کہ تم خود یہ تصویریں لے کر سر سلطان کے پاس جاؤ" ——— مادام نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں بات کر لوں گا" ——— مارکس نے حامی بھرتے ہوئے کہا اور مادام نے لفافہ دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔

"میں چاہتی ہوں کہ سیکرٹ سروس کا مسئلہ جلد از جلد نپٹ جائے تاکہ ہم اپنے اصل مشن پر کام شروع کر سکیں ——— یہ پہلا موقع ہے کہ ہم اصل مشن کی بجائے فضول جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں" ——— مادام نے کہا۔

"یہ سب کچھ مس شوگی کی وجہ سے ہوا ہے مادام ——— ورنہ جس انداز میں کام ہو رہا تھا اب تک ہم کامیاب بھی ہو چکے ہوتے" ——— مارکس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— مگر حالات کے پلٹنے کی کسے خبر ہوتی ہے ——— بہرحال اب میں اس مسئلے کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتی ہوں" ——— مادام نے کہا۔

"پہلے تو مجھے یقین ہے کہ میں پرنس کی زبان کھلوا لوں گا ——— اس طرح ہمیں سیکرٹ سروس کے متعلق تفصیلات کا علم ہو جائے گا اور ہم بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کی مدد سے ان کا خاتمہ کر دیں گے ——— بفرض محال اگر پرنس نے زبان نہ کھولی تو پھر آپ والا ٹریپ کا پتا تو ہمارے پاس ہے ہی" ——— مارکس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم جاکر پرنس کو چیک کرو جیسے ہی اسے ہوش آئے مجھے
کر دینا ——— میں خود وہاں آؤں گی" ——— مادام نے کہا۔

"بہتر مادام ——— ویسے مجھے یقین ہے کہ میں پرنس کی زبان کھلوانے
کامیاب ہو جاؤں گا" ——— مارکس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے کے
ازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیکرٹ سروس کے ممبران آجکل در بدر ہوئے پھر رہے تھے۔ ایکسٹو نے ان سب کو مختلف ہوٹلوں میں مختلف میک اپ میں رہنے کا حکم دیا تھا اور کیپٹن شکیل عام غنڈے کے میک اپ میں آجکل ہوٹل ڈان میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ جس وقت عمران فیروز کے روپ میں ہوٹل ڈان میں داخل ہوا تھا اس وقت کیپٹن شکیل ہوٹل کے ہال میں موجود تھا۔ پہلے تو وہ عمران کو نہ پہچان سکا۔ کیونکہ عمران بالکل نئے میک اپ میں تھا۔ مگر جب عمران کی ویٹروں کے ساتھ لڑائی ہوئی تو وہ عمران کا انداز پہچان گیا۔ مگر وہ اطمینان سے ہال میں بیٹھا رہا اور اس نے اس بات میں کوئی دخل نہ دیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کی تربیت ہی اس انداز میں کی گئی تھی کہ وہ بغیر کسی خاص ضرورت کے کسی بھی بات میں دخل نہ دیتے تھے۔

جب عمران، مارکس اور جیمس کے ساتھ لفٹ پر سوار ہو کر اوپر چلا گیا اور ہال میں پھیلی ہوئی ابتری دور ہو گئی تو کیپٹن شکیل تیزی سے گیلری کی طرف بڑھا۔ یہاں ٹیلیفون بوتھ موجود تھا۔ وہ ایکسٹو کو اس بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ سکے ڈال کر اس نے جیسے ہی نمبر گھمایا دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ـــــ کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ میں ہوٹل ڈان سے کال کر رہا ہوں ـــــ ابھی ابھی عمران ایک غنڈے کے میک اپ میں یہاں آیا ہے۔ یہاں اس کی ویٹروں سے بھرپور جنگ ہوئی ہے اور اب وہ ایک شخص جیمس کے ساتھ اوپر اس کے کمرے میں گیا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران" ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں ـــــ میں نے اسے اس کے لڑنے کے انداز سے پہچانا ہے" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ جیمس کون ہے ـــــ جس سے عمران ملنے گیا ہے" ـــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"مجھے اس کے بارے میں زیادہ معلومات تو نہیں ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث ہے ـــــ یہیں ہوٹل ڈان کی تیسری منزل پر رہتا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ ایسا کرو جب عمران چلا جائے تو اس جیمس کے متعلق مکمل تفصیلات حاصل کر کے مجھے رپورٹ کرو" ـــــ ایکسٹو نے اسے ہدایت کی

"بہتر جناب" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اور۔ سنو ——— میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا" ——— ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

رابطہ ختم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے تیزی سے رسیور ہک پر ڈالا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

فون بوتھ سے باہر نکل کر وہ سیدھا اس راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے یہاں آتے ہی ایک ویٹر سے دوستی لگا لی تھی اور اس کا ایک ایسا کام بھی کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ کافی پریشان تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ ویٹر جیمس کے متعلق اسے تفصیلات بتا سکے گا۔

ویٹروں کا کمرہ اس راہداری کے آخر میں تھا۔ وہ سیدھا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا۔ ایک ویٹر باہر آیا۔

"سنو ——— رچرڈ اس وقت کہاں ملے گا" ——— کیپٹن شکیل نے اس ویٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رچرڈ ویٹر" ——— ویٹر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ویٹر ——— مجھے اس سے ضروری کام ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر کوئی لڑکی چاہیئے تو مجھے بتاؤ ——— میرے پاس رچرڈ سے زیادہ اچھا مال ہے" ——— ویٹر نے کیپٹن شکیل کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ——— ایک ذاتی کام ہے" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ بات دوسری ہے ——— اس کی ڈیوٹی شروع ہونے

ابھی دیر تھی مگر اس کم بخت نے پانچ ویٹروں کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اس لئے نے فوری طور پر ہمیں بلا لیا ہے ——— رچرڈ بھی بس ابھی پہنچنے ہی والا ہوگا" نے کہا۔

"اوہ ——— اچھا ——— میں اس کا انتظار کر لیتا ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے اور واپس مڑ گیا۔

پھر جیسے ہی وہ ہال میں پہنچا اس نے رچرڈ کو مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ سادہ لباس میں تھا اور اس کا رخ راہداری کی طرف تھا۔ ظاہر ہے اس نے اپنے کمرے میں جا کر یونیفارم پہننی تھی۔

"ارے ——— مسٹر سلطان ——— آپ یہاں کیسے گھوم رہے ہیں" ——— ڈ نے کیپٹن شکیل کو دیکھتے ہی مسکرا کر پوچھا۔

"تمہیں پوچھتا پھر رہا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے ا۔

"اوہ ——— خیریت ——— مجھ سے کیا کام پڑ گیا" ——— رچرڈ نے کہا۔ وہ دونوں راہداری میں چلتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"مجھے یہاں رہنے والے ایک شخص جیمس کے متعلق تفصیلات چاہئیں" ——— یپٹن شکیل نے کہا۔

"جیمس بردکر" ——— رچرڈ نے ٹھٹھک کر رکتے ہوئے کہا۔

"بردکر ہی ہوگا جو تیسری منزل کے دس نمبر کمرے میں رہتا ہے" ——— کیپٹن کیل نے کہا۔

"مسٹر سلطان ——— وہ انتہائی خطرناک شخص ہے ——— میرا مشورہ ہے کہ آپ اس کے چکر میں نہ پڑیں" ——— رچرڈ نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اسے چھوڑو ـــــ یہ میرا مسئلہ ہے ـــــ اگر تم اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو تو مہربانی" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا ـــــ مسٹر سلطان ـــــ میں نے دوستی کا فرض ادا کر دیا کہ آپ کو آگاہ کر دیا ـــــ آپ کا مجھ پر احسان ہے اس لیے میں آپ کو تمام تفصیلات بتا دوں گا ـــــ مگر یہاں نہیں ـــــ آپ اپنے کمرے میں جائیے میں اسی منزل کی ڈیوٹی لے لیتا ہوں۔ پھر آپ کے کمرے میں آکر بتاؤں گا" رچرڈ نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ ذرا جلدی آنا ـــــ میں انتظار کر رہا ہوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر رچرڈ کی جیب میں گھسیڑ دیا۔

"ارے ـــــ ارے ـــــ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ مجھے شرمندہ کرتے ہیں" رچرڈ نے نوٹ واپس نکالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ اسے رکھو۔ میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے ہوٹل کی آٹھویں منزل میں اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ رچرڈ نے جس انداز میں جیمس بروکر کے متعلق بات کی تھی اس لحاظ سے اسے یقین تھا کہ کوئی چونکا دینے والا ہی انکشاف ہوگا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ ـــــ دروازہ کھلا ہوا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے بلند آواز سے کہا اور رچرڈ دروازہ کھول کر اندر آگیا۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا۔

"سلطان صاحب ـــــ میں آپ کو بتا تو دیتا ہوں مگر یہ خیال رہے کہ نام کہیں نہ آئے ورنہ میری موت یقینی ہو جائے گی" ـــــ رچرڈ نے ـــزدہ انداز میں کیپٹن شکیل کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی وشیانہ تھا۔

"تم بے فکر رہو رچرڈ" ـــــ کیپٹن شکیل نے اسے تسلی دیتے ہوئے ہا۔

"جیمس بروکر بدنام زمانہ تنظیم مافیا کا مقامی سربراہ ہے" ـــــ رچرڈ نے کشاف کیا اور کیپٹن شکیل بھی اس انکشاف پر بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے ن کے کسی گوشے میں ایسی بات کا تصور تک نہ تھا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو" ـــــ کیپٹن شکیل نے یقین نہ آنے والے لہجے ں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ـــــ اس ہوٹل میں مجھے ہی صرف ں بات کا علم ہے اور مجھے بھی بس اتفاق سے اس بات کا علم ہو گیا ـــــ یہ نتہائی خطرناک تنظیم ہے ـــــ اگر جیمس کو پتہ چل گیا کہ مجھے اس کی صلیت کا علم ہے تو وہ یقیناً مجھے مچھر کی طرح مسل دے گا" ـــــ رچرڈ نے وفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو ـــــ تمہارا نام نہ آئے گا ـــــ مگر کیا یہ کمرہ ہی اس کا ہیڈ کوارٹر ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ـــــ اور اس میں اس نے بڑے خفیہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ کمرے سے نکلنے کے لیے اس نے ایک ایسا مخصوص راستہ بنایا ہوا ہے جو عقبی گلی میں نکلتا ہے ـــــ اور آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہوٹل بھی مافیا کی ملکیت

ہے" ——— رچرڈ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— واقعی دلچسپ بات ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ اس چکر میں نہ پڑیں سلطان صاحب ——— یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ——— انسان کو مکھی سے بھی زیادہ اہمیت نہیں دیتے" ——— رچرڈ نے ایک بار پھر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— میں تو اپنے ایک دوست کے بارے میں فکرمند تھا ——— آج میں نے اسے جمیس سے ملتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس کے ساتھ اس کے کمرے میں گیا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو پھر آپ اس دوست سے دور رہیں ——— یہ میرا مشورہ ہے ——— اچھا مجھے اجازت ——— آج میری ڈیوٹی جمیس نے منیجر والی منزل پر لگائی ہے ——— میں صرف آپ کو تفصیلات بتانے آ گیا تھا ایسا نہ ہو کہ جمیس مجھے طلب کرے اور میں نہ پہنچوں تو پھر میری خیر نہیں" ——— رچرڈ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اچھا سنو رچرڈ ——— ایک اور احسان کر دو مجھ پر ——— ذرا جمیس کے کمرے میں سن گن لو کہ میرا دوست وہاں کیا کر رہا ہے ——— وہ ایک غنڈے کے روپ میں ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا ——— میں دیکھتا ہوں ——— اگر آپ کا دوست وہاں موجود ہوا تو میں آپ کو کچھ بتا سکوں گا ——— آپ میرا انتظار کریں" ——— رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

کیپٹن شکیل سوچ رہا تھا کہ آخر عمران غنڈے کے روپ میں مافیا کے سربراہ سے ملنے کیوں آیا ہے جبکہ ایکسٹو کو بھی جمیس کے بارے میں علم نہیں ہے

بہرحال وہ خود مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایکسٹو نے اس کے ذمہ جو کام لگایا تھا اس نے کر لیا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کے متعلق رپورٹ مل جائے تو پھر وہ ایکسٹو سے رابطہ قائم کرے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ مزید اسے انتظار کرنا پڑا۔ پھر رچرڈ اندر داخل ہوا۔ مگر اس کا چہرہ دیکھتے ہی کیپٹن شکیل چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"سلطان صاحب آپ کا دوست مصیبت میں ہے۔ جمیس پرو کر اور اس کے ساتھی نے اسے بے ہوش کر دیا ہے اور وہ اس کا میک اپ صاف کر رہے ہیں" ——— رچرڈ نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ارے ——— وہ کیسے ——— تمہیں کیسے پتہ چلا" ——— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس طرح پتہ چلا کہ جمیس نے مجھے بلا کر ایک دوا لانے کے لئے بھیجا۔ مگر اس نے مجھے دروازہ میں ہی کھڑا کر کے وہ کاغذ دیا تھا جس پر دوا لکھی ہوئی تھی۔ مگر میری نظریں فرش پر پڑے ہوئے تمہارے دوست پر پڑ گئیں۔ دوسرا آدمی تولئے سے تمہارے دوست کا منہ رگڑ رہا تھا۔ میں جب دوا لینے میڈیکل سٹور پر پہنچا تو میڈیکل سٹور والے نے مذاقاً مجھے کہا کہ "تمہارے کسی گاہک کو میک اپ اتارنا پڑ گیا ہے۔ تبھی یہ دوا منگوائی ہے" ——— رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ——— وہ دوا تم نے کب لا کر دی ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دس منٹ ہوئے ہیں ——— دوا لانے کے بعد مجھے ایک اور گاہک کو سرو کرنا پڑ گیا۔ اب میں فرصت ملتے ہی تمہارے پاس دوڑا آیا ہوں" ——— رچرڈ نے کہا۔

" اچھا ـــــ یہ بتاؤ کہ جیمس کے دروازے کا عقبی دروازہ کہاں سے نکلتا ہے "ـــــ کیپٹن شکیل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" ہوٹل کی عقبی گلی میں سڑک کے قریب دروازہ ہے "ـــــ رچرڈ نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

رچرڈ کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل اٹھا۔ اس نے الماری کھول کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور جیب میں ڈال لیا۔ اور پھر خود تیزی سے کمرے سے باہر آگیا۔ اس کی اپنی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ عمران کو وہ اسی عقبی سمت سے ہی نکال کر لے جائیں گے۔ اس لیے اس نے براہ راست مداخلت کرنے کی بجائے نگرانی کرنی ہی مناسب سمجھی۔ وہ تیزی سے لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچا اور پھر مین گیٹ سے ہوتا ہوا سیدھا پارکنگ میں پہنچا پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھا کمپاؤنڈ گیٹ سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی عقبی سمت میں آگیا۔ اس نے کار ایک ایسی جگہ روکی جہاں سے وہ عقبی گلی پر نظر رکھ سکتا تھا۔

ابھی اسے وہاں پہنچے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اس نے ایک سیاہ رنگ کی لیموسین کار عقبی گلی میں داخل ہوتے دیکھی۔ وہ کار ہوٹل کے عقبی دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔

کیپٹن شکیل اندھیرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کے چیک ہونے کا خدشہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر اس نے دروازے میں سے ایک آدمی کو باہر نکلتے دیکھا اس نے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ عمران کاندھے پر لدا ہوا ہے۔ عمران سمیت

ہ آدمی تیزی سے کار کی پچھلی نشست پر سوار ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے کار زی سے بیک ہوئی اور پھر شمال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

مناسب فاصلہ دے کر کیپٹن شکیل نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ س بارے میں خاصا محتاط تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار گلریز کالونی میں داخل ہو گئی اور پھر کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ ڈرائیور نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن دبایا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ کار وہیں رکی رہی البتہ وہی آدمی عمران کو کاندھے پر لادے پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا۔ اور پھاٹک بند ہوتے ہی کار والا واپس چلا گیا۔

کیپٹن شکیل چند لمحے وہیں رکا رہا اور پھر اس نے کار موڑی اور کالونی کی مین مارکیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ جلد از جلد ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا۔

مین مارکیٹ میں اسے ایک فون بوتھ نظر آگیا اور کیپٹن شکیل نے کار روکی اور نیچے اتر کر سیدھا فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔

" کیپٹن شکیل سپیکنگ "ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یس ـــــ کیا رپورٹ ہے "ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

" سر ـــــ وہ جیمس بردکر مافیا کا مقامی سربراہ ہے۔ اور مزید یہ کہ عمران کو اس نے بے ہوش کر دیا اور پھر اس کا میک اپ اتار کر اسی بیہوشی کے عالم میں اسے وہاں سے نکال کر لے گئے ـــــ میں نے ان کا تعاقب کیا تو عمران کو گلریز کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں لے جایا گیا ہے۔ عمران ابھی تک وہیں ہے "۔ کیپٹن شکیل نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— اس کا مطلب ہے عمران خطرے میں ہے" ——— ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

" معلوم تو ایسا ہی ہو رہا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کیا عمران کو لے جانے والا جیمس ہی تھا" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

" نہیں جناب ——— جیمس کو تو میں اچھی طرح پہچانتا ہوں ——— یہ کوئی اور شخص تھا" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" تم اس وقت کہاں سے فون کر رہے ہو" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

" میں گلریز کالونی کی مین مارکیٹ میں موجود ہوں" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" تم وہیں رکو ——— میں دوسرے ممبران کو بھیج رہا ہوں ——— تم میں سے ایک کوٹھی کے اندر داخل ہو اور حالات کا اندازہ کرے۔ اگر عمران کو ضرورت ہو تو پھر کوٹھی پر ریڈ کر دیا جائے ورنہ نہیں" ——— ایکسٹو نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" تمہارے پاس پی فائیو ٹرانسمیٹر تو ہے نا" ——— ایکسٹو نے جواب دیا۔

" جی ہاں جناب" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" اوکے ——— تم وہیں انتظار کرو ——— باقی لوگ ابھی وہاں پہنچ جاتے ہیں" ——— ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
کیپٹن شکیل نے رسیور ہک میں لٹکایا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل کر کار کی طرف بڑھتا چلا گیا

عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں موجود پایا۔ اس کا جسم چمڑے کی مضبوط بیلٹوں کے ذریعے ایک بڑی سی کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ بیلٹیں کچھ اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ عمران کے لئے حرکت کرنا ہی ممکن نہ تھا۔ صرف وہ اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا۔

کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا اور اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ اس کا ایک ہی دروازہ تھا اور اوپر چھت کے قریب ایک روشندان تھا جس پر مضبوط سی جالی لگی ہوئی تھی۔ کمرے کی چھت کے درمیان ایک بلب جل رہا تھا ابھی وہ کمرے کا جائزہ لے رہا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس میں سے مارکس داخل ہوا۔

" تمہیں ہوش آگیا پرنس" ——— مارکس نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

" کہاں ہوش آیا ہے ——— ہوش آجاتا تو اس عالم میں بندھا ہوا نہ ہوتا۔ اور تم سناؤ کیا حال چال ہیں ——— تمہاری مادام وی کا کیا حال ہے۔ سنا ہے بڑی چھک چھلو قسم کی عورت ہے۔ یار اسے بلا لو۔ شاید اسے دیکھ کر مجھے ہوش آجائے" ——— عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

" ہوں ——— اس کا مطلب ہے تم ہمارے متعلق کافی کچھ جان گئے

ہو"۔۔۔ مارکس نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں جان گیا ہوں ۔۔۔ بس تم سے تعارف ہوا ہے مسٹر مارکس"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بڑا اطمینان تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تمہاری آخری خواہش ابھی پوری ہو جاتی ہے ۔۔۔ میں مادام کو بھیجتا ہوں"۔۔۔ مارکس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ دروازہ اس نے باہر سے بند کر دیا۔

عمران نے اس کے جاتے ہی اپنے ہاتھوں کو حرکت دینی شروع کر دی۔ وہ اپنے ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں کو استعمال میں لانا چاہتا تھا۔ مگر جلد ہی اس پر انکشاف ہوا کہ اس کے ناخنوں کے نیچے چھپے ہوئے بلیڈ غائب ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی بڑی باریک بینی سے تلاشی لی گئی ہے۔ پہلی بار اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات پیدا ہوئے۔ کیونکہ اب ان بیلٹوں سے چھٹکارا پانا ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ وہ ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان اور پرشباب دوشیزہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔ چہرے سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی سوسائٹی گرل قسم کی عورت ہے مگر اس کی آنکھوں سے جھانکتی ہوئی سفاکی اور سرد مہری اس کی اصلیت کا پتہ دے رہی تھی۔ مارکس اس کے پیچھے تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی مادام دی ہے۔ بین الاقوامی مجرموں کی تنظیم دی گینگ کی موجودہ سربراہ۔

"ہوں ۔۔۔ تو یہ پرنس ہے"۔۔۔ مادام نے آگے بڑھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس مادام ۔۔۔ اور یہ ہمارے متعلق بہت کچھ جانتا ہے"۔۔۔ رکس نے کہا۔ اس کا لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

"کوئی حرج نہیں ۔۔۔ اب اس نے قبر میں ہی جانا ہے ۔۔۔ وہاں اکر فرشتوں کو بے شک ہمارے متعلق بتا دے"۔۔۔ مادام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم ساتھ دو مادام وی تو میں قبر میں جانے کے لئے بھی تیار ہوں ۔۔۔ واہ ۔۔۔ وہاں ہم دونوں ہوں گے اور کوئی ڈسٹرب کرنے والا نہ ہوگا"۔۔۔ عمران نے زبان کھولی۔

"خاصے جیالے ہو ۔۔۔ مارکس مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے ۔۔۔ بس دو چار سوال پوچھ لو اور پھر اس کی چھٹی کراؤ"۔۔۔ مادام نے ایک طرف ہٹتے ہوئے سرد لہجے میں مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر مادام"۔۔۔ مارکس نے دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ اس بجو کو سوال پوچھنے کے لئے کیوں کہہ رہی ہو۔ تم پوچھو تو میں سب کچھ بتانے کو تیار ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ پڑا اور کمرہ چٹاخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ مارکس نے اپنے آپ کو بجو کہنے کا انتقام فوری لے لیا تھا۔

"بکواس کرتے ہو ۔۔۔ میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا"۔ مارکس نے غصے سے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہو ۔۔۔ میرے خیال میں خاصے عرصے سے قصائی کا کام کر رہے ہو"

عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر مارکس کی پانچوں انگلیاں اپنا نشان چھوڑ گئی تھیں۔

"سنو پرنس ——— میں وقت ضائع کرنے کی عادی نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ——— ہماری تنظیم کا یہ رویہ ہے کہ وہ کسی سے الجھے بغیر اپنا مشن مکمل کرتی ہے ——— مگر تمہاری اور سیکرٹ سروس کی بدقسمتی کہ وہ خواہ مخواہ درمیان میں کود پڑی۔ اس لئے اب تمہارا اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ضروری ہو چکا ہے ——— اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرنے سے پہلے خواہ مخواہ کا تشدد برداشت نہ کرو اور سیکرٹ سروس کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو" ——— مادام نے مارکس کو ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ جانتی ہو کہ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر مجھ سے کچھ پوچھنا تمہاری حماقت ہے ——— ویسے اتنا بتا دوں کہ میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے جھوٹ بولنے سے ہماری معلومات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہمارے پاس وہ فلم موجود ہے جس میں تم سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں جاتے ہوئے اور انچارج سے باتیں کرتے ہوئے صاف دکھائی دیتے ہو۔ اور یوں تو ہم نے سیکرٹ سروس کے سربراہ اور تمام ممبران کو قابو کر لیا تھا۔ مگر بس اتفاق تھا کہ وہ نکل گئے" ——— مادام نے جواب دیا۔

"مادام ——— یہ اس طرح نہ مانے گا ——— یہ لوگ ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل ہوتے ہیں ——— آپ دیکھیں کہ میں کس طرح اسے بولنے پر مجبور کرتا ہوں"

"ٹھہرو مارکس ——— خواہ مخواہ کا وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں پنے پتے" اسے دکھا دیتے ہیں ——— اگر یہ نہیں بتائے گا تو نہیں کوئی نہیں پڑے گا" ——— مادام نے کہا اور پھر اس نے بلاؤز میں ہاتھ ڈال ایک لفافہ باہر نکالا اور پھر اس میں سے ایک تصویر نکال کر عمران کی نظروں سامنے کر دی۔

"اسے غور سے دیکھو ——— یہ سیکرٹ سروس کا انچارج سر سلطان ہے ں کے پاس پوری سیکرٹ سروس کی فائل ہے" ——— مادام نے بڑے تحانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے باقی تین تصویریں بھی ایک ایک کر کے ان کو دکھا دیں ——— اس کے بعد اس نے تصویریں لفافے میں ڈالیں ر لفافہ دوبارہ بلاؤز میں رکھ لیا۔

"تو یہ تھا تمہارا وہ مخصوص حربہ جس کی بنا پر تم سوچ رہی تھیں کہ تم سلطان کو بلیک میل کر لو گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا ایسا نہیں ہو گا ——— سر سلطان کے پاس میری بات ماننے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے" ——— مادام نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری بھول ہے ——— جیسے ہی یہ تصویریں سر سلطان کے پاس پہنچیں گی وہ خودکشی کر لیں گے ——— ان کا ٹائپ ہی اس قسم کا ہے۔ اور ارا یہ حربہ ناکام ہو جائے گا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اسے خودکشی کرنے کا موقع ہی نہیں دوں گا اور اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں اسے اغوا کر لوں گی اور پھر اسے زبان کھولنی پڑے گی" دام نے کہا۔

"میں تو سمجھتا تھا کہ دی گینگ کی سربراہ کوئی سمجھدار عورت ہو گی مگر اب

معلوم ہو رہا ہے کہ تم اس معاملے میں بالکل اناڑی ہو —— مجھے افسوس ہے
کہ تم بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو —— بچگانہ خوش فہمی میں مبتلا ہو" —— عمران
نے کہا۔ اس کے لہجے میں پتھریلا پن نمایاں تھا۔

"ہوں —— تم واقعی ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے ہو —— اچھا مارکس
تم اپنا کام شروع کردو —— میں نے سوچا تھا کہ اتنا خوبصورت جسم مرنے
سے پہلے داغدار نہ ہو —— مگر یہ تو پٹھے پر ہاتھ ہی نہیں رکھنے دیتا" ——
مادام نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پٹھے پر ہاتھ بیشک رکھ لو۔ میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا —— مگر یہ
بتا دوں کہ تمہارا انجام قریب آگیا ہے" —— عمران نے اسی طرح ٹھوس
لہجے میں کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ کس کا انجام قریب ہے" —— مارکس نے
جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو
نکالا اور اسے ایک جھٹکے سے کھول لیا۔ اب وہ چاقو ہاتھ میں لئے قدم بہ قدم
عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران کے چہرے پر وہی اطمینان تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی فلم
دیکھ رہا ہو

اور جیسے ہی مارکس عمران کے قریب پہنچا۔ اس کا چاقو والا ہاتھ فضا میں
بلند ہوا۔ اسی لمحے عمران نے دونوں پاؤں پر زور دیا اور ایک جھٹکے سے
کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا اور مارکس کا ہاتھ ہوا میں ہی لہرا کر رہ گیا۔ نیچے گرتے
ہی عمران نے تیزی سے کروٹ بدلی۔ اور اب اس کا جسم زمین پر تھا اور اس
کے پورے جسم کو کرسی نے ڈھانپ لیا تھا۔

مارکس نے آگے بڑھ کر کرسی کو سیدھا کرنا ہی چاہا تھا کہ عمران کے بندھے
ہوئے ہاتھوں میں مارکس کی ٹانگ آگئی اور پھر عمران نے کرسی سمیت ہی تیزی
سے کروٹ بدلی اور مارکس لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔ چاقو اس کے ہاتھوں
سے چھوٹ گیا تھا۔ مارکس کے نیچے گرتے ہی عمران نے ایک بار اپنے جسم
کو جھٹکا دیا اور وہ کرسی سمیت مارکس کے اوپر تھا۔ دوسرے لمحے عمران نے سر
کی بھرپور ٹکر مارکس کے سر پر رسید کر دی۔ ٹکر اتنی شدید تھی کہ مارکس
کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

مادام تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے ایک بیلٹ کو پکڑ کر زور سے
جھٹکا دیا۔ اور عمران کرسی سمیت ایک طرف لڑھک گیا۔
مارکس بوجھ ہٹتے ہی اٹھ بیٹھا مگر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے
سر کو پکڑ رکھا تھا۔ ادھر بیلٹ کو پکڑ کر کھینچنے سے بیلٹ ڈھیلی پڑ گئی۔ اور
عمران نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا۔
اس نے ڈھیلی بیلٹ سے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال لئے اور پھر اس
سے پہلے کہ وہ عمران کی طرف متوجہ ہوتے عمران نے پھرتی سے دوسری بیلٹ
کو کھولنا شروع کر دیا۔

"مادام —— مادام —— وہ بیلٹ کھول رہا ہے" —— مارکس کی نظر
پڑ گئی تو وہ چیخ پڑا۔

مادام سانپ کی سی تیزی سے پلٹی اور پھر اس نے لپک کر فرش پر
پڑا ہوا چاقو اٹھا لیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ دوسرے
لمحے اس کا ہاتھ فضا میں لہرایا۔ وہ شاید دور سے ہی عمران کے دل میں
چاقو مارنا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے کہ چاقو اس کے ہاتھ سے نکلتا۔ کمرہ

ایک فائر کی آواز سے گونج اُٹھا۔ اور چاقو مادام کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا اور مادام چیخ مار کر نیچے بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

"خبردار ــــ اگر کسی نے حرکت کی تو دوسری گولی دل میں تراز و ہو جائے گی" ــــ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ وہ دروازے میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔

مارکس ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور مادام بھی۔ اور دوسرا لمحہ کیپٹن شکیل پر بھی بھاری پڑا ــــ کیونکہ مارکس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا خنجر گولی کی طرح نکلا اور سیدھا کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا۔

کیپٹن شکیل ایک جھٹکے سے نیچے ہوا۔ مگر خنجر اس کے شانے میں جا لگا۔ اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اسی لمحے مارکس نے اس پر چھلانگ لگا دیا اور وہ کیپٹن شکیل کو لیتا ہوا دروازے سے باہر جا گرا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ہوا میں اڑتا ہوا واپس کمرے میں آیا اور اتفاق سے دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی مادام سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

کیپٹن شکیل نے نیچے گرتے ہی مارکس کو اپنے دونوں پیروں کی مدد سے واپس اچھال دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل تیزی سے اندر آیا۔

اس کے شانے سے خون بہہ رہا تھا۔ مگر اس کے ہاتھ میں وہی خنجر تھا اس نے شاید اسے اپنے شانے سے کھینچ لیا تھا۔ مارکس نیچے گرتے ہی اچھل کر اٹھا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی۔ خنجر ٹھیک اس کے دل پر پڑا تھا۔

اسی لمحے مادام اپنی جگہ سے اچھلی اور چھلانگ لگا کر اس طرف بڑھی جدھر

بیٹن شکیل کا ریوالور موجود تھا۔ مگر اتنی دیر میں عمران اپنے آپ کو آزاد کرا لا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی مادام ریوالور اٹھا کر مڑی۔ عمران نے اس پر چھلانگ ادی۔ اور وہ اسے رگیدتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

دام نے انتہائی پھرتی سے ریوالور کی نال عمران کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔ مگر عمران کا جسم کسی بازیگر کی طرح مڑا اور مادام کسی گیند کی طرح اچھلتی ہوئی مارکس کے ریب فرش پر جا گری۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ مگر مادام خاصی ڑھی نیچے گرتے ہی وہ اس طرح اچھل کر دوبارہ عمران سے آ ٹکرائی جیسے کسی گیند کو دیوار پر مارو تو وہ تیزی سے واپس آ جاتی ہے۔ اور عمران جو ریوالور اٹھانے کے لئے جھک رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے فرش پر جا گرا۔

مادام نے بڑی پھرتی سے اپنی لات اس کے چہرے پر مارنی چاہی مگر مران نے اپنی ہتھیلی پوری قوت سے اس کے پیٹ میں ماردی اور مادام کے لق سے ایک چیخ نکل گئی۔ وہ جیسے ہی تکلیف کی شدت سے دوہری ہو کر پیچھے ہٹی۔ عمران کی بھرپور لات اس کی پسلیوں پر پڑی اور وہ الٹ کر نیچے فرش پر جا گری۔ چند لمحوں تک ہاتھ پیر مارنے کے بعد وہ ساکت ہو گئی۔

کیپٹن شکیل شانہ دبائے خاموش کھڑا تھا۔ مارکس مر چکا تھا۔ خنجر ٹھیک اس کے دل میں لگا تھا۔

"میں بروقت پہنچ گیا عمران صاحب" ــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوست ــــ تم وقت پر نہیں پہنچے بلکہ بے وقت پہنچے ہو۔ بڑی مشکل سے تو میں نے راضی کیا تھا اسے شادی کے لئے کہ تم رقیب روسیاہ کی طرح ٹپک پڑے" ــــ عمران نے مادام کی طرف بڑھتے ہوئے

کہا۔

دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں جب اس نے عمران کا ہاتھ مادام کے بلاؤز کے اندر رینگتے ہوئے دیکھا۔

دوسرے لمحے عمران نے اپنا ہاتھ یوں کھینچ لیا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ مگر اب اس کے ہاتھ میں وہ لفافہ تھا جس میں سر سلطان کی تصویریں تھیں۔

"ارے ـــ تم دیکھ رہے تھے ـــ بے شرم کہیں کے، منہ دوسری طرف کر لینا تھا" ـــ عمران نے پھرتی سے لفافہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا ویسے اس کے چہرے پر شرماہٹ کے آثار ایسے آ رہے تھے جیسے کیپٹن شکیل اچانک عمران کی حجلہ عروسی میں گھس آیا ہو"

"مجھے کہنا تھا جناب ـــ میں لفافہ نکال دیتا ـــ آپ نے خواہ مخواہ تکلیف کی" ـــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ـــ تم تو بالکل ہی ڈھیٹ ہو گئے ہو ـــ بلکہ بقول مارکس ڈھیٹوں کی اعلیٰ نسل سے تعلق رکھتے ہو" ـــ عمران نے کہا۔

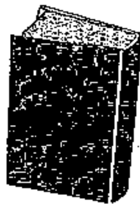
"میرا خیال ہے ـــ اب میں کوٹھی سے باہر موجود ساتھیوں کو اطلاع دے دوں کہ اب مزید مداخلت کی ضرورت نہیں" ـــ کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ تو پورا گینگ موجود ہے ـــ مگر تم یہاں پہنچے کیسے" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایکسٹو نے بھیجا تھا ـــ یہاں کوٹھی میں چار افراد موجود تھے۔ اتفاق سے میرا داؤ چل گیا اور میں نے چاروں کو لمبا کر دیا" ـــ کیپٹن

شکیل نے کہا۔

"تمہارے اس ایکسٹو کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ اسے ہر بات کا بیٹھے بٹھائے کیسے علم ہو جاتا ہے ـــ اب دیکھو نا میں نے سوچا تھا کہ اس سے بالا ہی بالا کیس حل کر ڈالوں مگر وہ عین موقع پر ٹپک پڑا" ـــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔



دانش منزل کے میٹنگ ہال میں عمران سمیت سبھی ممبران موجود تھے۔ ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ جاری تھی کہ دیوار کے ساتھ لگا ہوا مائیک آن ہو گیا اور سب خاموش ہو گئے۔

"سب ممبران موجود ہیں" ـــ ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"یس باس" ـــ جولیا نے جواب دیا۔

"او کے ـــ میں نے تم لوگوں کو یہاں اس لئے اکٹھا کیا ہے۔ تاکہ اس کیس کے متعلق بتا سکوں ـــ بین الاقوامی مجرموں کی ایک تنظیم وی گینگ ہے جس کا ہمیشہ مشن ملکوں کا تختہ الٹنا ہے ـــ اس گینگ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بڑی خاموشی سے کام کرتی ہے اور صرف مخصوص سکیموں پر ہی عمل کر کے اپنا مشن کامیاب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک

یہ گینگ کبھی پکڑا ہی نہ جا سکا اور پکڑا جائے بھی کیسے ۔ اس کا پتہ ہی اس وقت چلتا ہے جب یہ اپنا کام مکمل کر کے جا چکے ہوتے ہیں ۔ بہرحال یہ گینگ ہمارے ملک میں آیا ۔ اس کا مشن یہاں بھی موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا تھا ہمارے ملک میں انہوں نے طلباء کو آلہ کار بنانے کا پروگرام بنایا اور خاموشی سے کام شروع کر دیا ـــــ ان کا مشن تھا کہ چوٹی کے طالب علم لیڈروں کو آلہ کار بنا کر ملک میں حکومت کے خلاف طلباء تحریک شروع کی جائے اور پھر پولیس کی وردیوں میں اس کے آدمی طلباء کو ہلاک کر دیتے ۔ اس طرح یہ تحریک جذباتی رنگ اختیار کر جاتی اور آخری موقع پر یہ گینگ مداخلت کر کے حکومت پر اپنے حامیوں کا قبضہ کرا لیتی ۔

اتفاق سے عمران تفریح کی تلاش میں یونیورسٹی جا نکلا اور وہاں اس نے داخلہ لے لیا ۔ وہاں ان کی ایک ایجنٹ مس شوگی کام کر رہی تھی ۔ مس شوگی کا پتہ چلا تو ایک طالب علم لیڈر راضی سامنے آگیا ۔ اس گینگ کو عمران کی اصلیت کا علم ہو گیا تو انہوں نے شمشیر زنی کے مقابلہ میں ایک خوفناک زہر عمران کے جسم میں داخل کر دیا ۔

بس یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ وہ بچ گیا ۔ اتنے میں اس گینگ نے جعلی نام استعمال کر کے سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کو ایک کوٹھی میں جمع کر کے بے ہوش کر دیا ۔ میں چونکہ تم سب کا خیال رکھتا ہوں ۔ اس لئے مجھے علم ہو گیا اور میں وہاں پہنچ گیا ۔ تم سب لوگ تو بچ گئے البتہ مجرم ہاتھ سے نکل گئے ۔

اتنے میں عمران نے ٹھیک ہو کر کام شروع کر دیا ۔ اور ایک شخص پارٹلے سامنے آیا ۔ وہیں مس شوگی بھی نظروں میں آگئی اور مس شوگی کی وجہ سے تنظیم کا نمبر ٹو مارکس سامنے آگیا ۔

عمران مارکس کے پیچھے لگ گیا اور مارکس اسے بے ہوش کر کے ہیڈکوارٹر لے گیا ۔ کیپٹن شکیل کے ذریعے مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے تم لوگوں کو وہاں بھیج دیا ۔

مارکس تو وہاں مارا گیا البتہ گروہ کی سربراہ مادام دی ہتھے چڑھ گئی اور اس طرح پوری تنظیم سامنے آگئی اور اس طرح اس بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا ۔ بلکہ ہمارا ملک بھی اپنی تاریخ کے ایک خوفناک اور بدترین بحران میں پھنسنے سے بچ گیا ۔

یہ تھیں اس کیس کے بارے میں موٹی موٹی باتیں ـــــ اب کوئی سوال" ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ۔

" جناب ـــــ اس لفافے میں کیا تھا جو عمران صاحب نے مادام دی کے بلاؤز سے نکالا تھا " ـــــ کیپٹن شکیل نے اچانک پوچھا ۔

" لفافہ ـــــ کیسا لفافہ " ـــــ ایکسٹو کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔

" وہ ..... جناب ـــــ کوئی خاص بات نہ تھی ـــــ میں نے مادام دی کو اپنی تصویر تحفے کے طور پر دی تھی جسے وہ سینے سے لگائے پھرتی تھی ۔ میں نے سوچا ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھ میری تصویر آجائے اور آپ اس کا کہیں غلط استعمال نہ کریں ـــــ اس لئے میں نے اسے نکال لیا " ـــــ عمران نے سہمے سہمے لہجے میں کہا ۔

" ہوں ـــــ اس کا مطلب ہے ـــــ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو ۔ فوراً وہ لفافہ میرے حوالے کر دو " ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں کرختگی آگئی ۔

" وہ ..... وہ ... جناب ـــــ میرے فلیٹ میں موجود ہے ـــــ تم ..... میں پہنچا دوں گا " ـــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سہما ہوا تھا ۔ جبکہ باقی

عمران کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"وہ لفافہ پہنچا دو ——— اور سنو ——— آئندہ اگر مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو ایسی سزا دوں گا کہ کچرے کے ڈھیر پر پڑے ساری عمر بھیک مانگتے رہو گے ——— اوور اینڈ آل" ——— ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ تھی اور عمران کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی ابھی یتیم ہو گیا ہو۔

"اچھا ——— اب تم عورتوں کے بلاؤزوں میں بھی ہاتھ ڈالنے لگے ہو" ——— مائیک آف ہوتے ہی جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں ——— یہ اس کیپٹن کے بچے نے خواہ مخواہ جھوٹ بول دیا ہے ——— بھلا تم ہی بتا دو میں نے کبھی تمہارے . . . ." عمران نے فقرہ مکمل کرنا چاہا۔

"تمہاری یہ جرأت" ——— جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے اس کی چپل ہوا میں اڑتی ہوئی عمران کی طرف بڑھی۔

"ارے ——— ارے ——— میں تو کہہ رہا تھا کہ میں نے کبھی تمہیں ہاتھ لگایا ہے ——— منہ کی بات دوسری ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر اتنی تیزی سے اٹھ کر بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا جیسے اس کے پیچھے بھوت لگ گئے ہوں۔ اور پورا کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد